ریاکاری

- ریاکاروں کا انجام 1
- ریاکاری کا علم سیکھنا فرض ہے 6
- ریاکاری کی 22 تباہ کاریاں 12
- کسی کو ریاکار کہنا کیسا؟ 26
- ریاکاری کیسے ہوتی ہے؟ 29
- اپنی نیکیوں کا اظہار کرنا کیسا؟ 61
- اپنی تعریف پر خوش ہونا کیسا؟ 75
- ریاکاری کے خوف سے عبادت چھوڑنا کیسا؟ 83
- ریاکار کی علامتیں 88
- ریاکاری کے 10 علاج 92
- اچھی نیت کے 7 فضائل 111
- 21 حکایات 136

مکتبۃ المدینہ
(دعوتِ اسلامی)
SC1286

المدینۃ العلمیۃ
(دعوتِ اسلامی)

رِیاکاری کی تباہ کاریوں اور علاج کا بیان

رِیاکاری

www.dawateislami.net
I.T. Majlis of DawateIslami

پیش کش

مجلس المدینۃ العلمیۃ (شعبہ اصلاحی کتب)

ناشر

مکتبۃ المدینہ باب المدینہ کراچی

نام کتاب: رِیاکاری
پیش کش: مجلس المدینۃ العلمیۃ (شعبہ اصلاحی کتب)
طَباعتِ اوّل: ۲ ذوالحجۃ الحرام ۱۴۲۹ھ، 1 دسمبر 2008ء
طَباعتِ دوم: رجب المرجب ۱۴۳۲ھ، جون 2011ء تعداد: 4000
طَباعتِ سوم: صفر المظفر ۱۴۳۳ھ، جنوری 2012ء تعداد: 4000
طَباعتِ چہارم: ربیع الغوث ۱۴۳۳ھ، مارچ 2012ء تعداد: 3000
طَباعتِ پنجم: رجب المرجب ۱۴۳۳ھ، جون 2012ء تعداد: 6000
ناشِر: مَکْتَبَۃُ الْمَدِیْنَہ باب المدینہ (کراچی)

تصدیق نامہ

تاریخ: ۲ذوالحجۃ الحرام ۱۴۲۹ھ حوالہ: 161

الحمد للّٰہ رب العٰلمین والصلٰوۃ والسلام علٰی سید المرسلین وعلٰی اٰلہ واصحابہ اجمعین

تصدیق کی جاتی ہے کہ کتاب

"رِیاکاری"

(مطبوعہ مکتبۃ المدینہ) پرمجلسِ تفتیشِ کتب ورسائل کی جانب سے نظرثانی کی کوشش کی گئی ہے۔ مجلس نے اسے عقائد، کفریہ عبارات، اخلاقیات، فقہی مسائل اور عربی عبارات وغیرہ کے حوالے سے مقدور بھر ملاحظہ کرلیا ہے، البتہ کمپوزنگ یا کتابت کی غلطیوں کا ذمہ مجلس پر نہیں۔

مجلس تفتیشِ کتب ورسائل (دعوتِ اسلامی)

1 - 12 - 2008

E.mail:ilmia@dawateislami.net
www.dawateislami.net **Ph**:34921389-93 Ext:1268

مَدَنی التجاء: کسی اور کو یہ کتاب چھاپنے کی اجازت نہیں۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ
اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

”اِخلاص کی برکتیں“ کے 13 حُروف کی نسبت سے اس کتاب کو پڑھنے کی ”13 نیّتیں“

فرمانِ مصطفٰی صلی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلم: **نِیَّۃُ الْمُؤْمِنِ خَیْرٌ مِّنْ عَمَلِہٖ** ؈ مسلمان کی نیّت اس کے عمل سے بہتر ہے۔(المعجم الکبیر للطبرانی، الحدیث: ۵۹۴۲، ج۶، ص۱۸۵)

دو مَدَنی پھول: ﴿۱﴾ بغیر اچّھی نیّت کے کسی بھی عملِ خیر کا ثواب نہیں ملتا۔

﴿۲﴾ جتنی اچّھی نیّتیں زِیادہ، اُتنا ثواب بھی زِیادہ۔

﴿1﴾ ہر بار حمد و ﴿2﴾ صلوٰۃ اور ﴿3﴾ تعوُّذ و ﴿4﴾ تَسمِیہ سے آغاز کروں گا۔(اسی صفحہ پر اُوپر دی ہوئی دو عَرَبی عبارات پڑھ لینے سے چاروں نیّتوں پر عمل ہو جائے گا)۔ ﴿5﴾ حتَّی الْوَسْع اِس کا باوُضو اور ﴿6﴾ قبلہ رُو مُطالَعہ کروں گا ﴿7﴾ قرآنی آیات اور ﴿8﴾ اَحادیثِ مبارَکہ کی زِیارت کروں گا ﴿9﴾ جہاں جہاں ”اللہ“ کا نام پاک آئے گا وہاں عَزَّوَجَلَّ اور ﴿10﴾ جہاں جہاں ”سرکار“ کا اِسمِ مبارَک آئے گا وہاں صلی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلم پڑھوں گا۔ ﴿11﴾ شرعی مسائل سیکھوں گا۔ ﴿12﴾ اگر کوئی بات سمجھ نہ آئی تو علماء سے پوچھ لوں گا ﴿13﴾ کتابت وغیرہ میں شَرْعی غَلَطی ملی تو ناشرین کو تحریری طور پر مُطَّلع کروں گا (مصنّف یا ناشرین وغیرہ کو کتابوں کی اَغلاط صِرْف زبانی بتانا خاص مفید نہیں ہوتا)

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ
اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

المدینۃ العلمیۃ

از: بانیٔ دعوتِ اسلامی، عاشقِ اعلیٰ حضرت، شیخِ طریقت، امیرِ اہلسنّت حضرت علّامہ مولانا ابو بلال **محمد الیاس** عطّار قادری رضوی ضیائی دامت برکاتہم العالیہ

الحمد للّٰہ علٰی اِحْسَانِہٖ وَ بِفَضْلِ رَسُوْلِہٖ صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ وسلم تبلیغِ قرآن و سنّت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک **''دعوتِ اسلامی''** نیکی کی دعوت، اِحیائے سنّت اور اشاعتِ علمِ شریعت کو دنیا بھر میں عام کرنے کا عزمِ مُصمّم رکھتی ہے، اِن تمام اُمور کو بحُسنِ خوبی سرانجام دینے کے لئے متعدَّد مجالس کا قیام عمل میں لایا گیا ہے جن میں سے ایک مجلس **''المدینۃ العلمیۃ''** بھی ہے جو دعوتِ اسلامی کے عُلماء و مُفتیانِ کرام کَثَّرَھُمُ اللّٰہُ تعالٰی پر مشتمل ہے، جس نے خالص علمی، تحقیقی اوراشاعتی کام کا بیڑا اٹھایا ہے۔ اس کے مندرجہ ذیل چھ شعبے ہیں:

(۱) شعبۂ کُتُبِ اعلیٰحضرت رحمۃ اللّٰہ تعالٰی علیہ (۲) شعبۂ درسی کُتُب
(۳) شعبۂ اصلاحی کُتُب (۴) شعبۂ تراجِم کتب
(۵) شعبۂ تفتیشِ کُتُب (۶) شعبۂ تخریج

''المدینۃ العلمیۃ'' کی اوّلین ترجیح سرکارِ اعلیٰحضرت اِمامِ

اَہلسنّت، عظیم البرکت، عظیمُ المرتبت، پروانۂ شمعِ رِسالت، مُجدِّدِ دین و مِلّت، حامیٔ سنّت ، ماحیٔ بِدعت، عالِمِ شَرِیْعَت ، پیرِ طریقت، باعثِ خَیْر و بَرَکت، حضرتِ علّامہ مولٰینا الحاج الحافِظ القاری الشّاہ امام اَحمد رَضا خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الرَّحْمٰن کی گِراں مایہ تصانیف کوعصرِ حاضر کے تقاضوں کے مطابق حتَّی الْوَسْع سَہْل اُسلُوب میں پیش کرنا ہے۔تمام اسلامی بھائی اوراسلامی بہنیں اِس عِلمی ،تحقیقی اوراشاعتی مدنی کام میں ہر ممکن تعاون فرمائیں اورمجلس کی طرف سے شائع ہونے والی کُتُب کا خودبھی مطالَعہ فرمائیں اوردوسروں کوبھی اِس کی ترغیب دلائیں۔

اللہ عزوجل ''دعوتِ اسلامی'' کی تمام مجالس بَشُمُول ''المدینۃ العلمیۃ'' کودن گیارہویں اوررات بارہویں ترقّی عطا فرمائے اور ہمارے ہر عملِ خیر کو زیورِ اخلاص سے آراستہ فرما کر دونوں جہاں کی بھلائی کا سبب بنائے۔ہمیں زیرِ گنبدِ خضرا شہادت ،جنّت البقیع میں مدفن اور جنّت الفردوس میں جگہ نصیب فرمائے۔

آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلّم

رمضان المبارک ۱۴۲۵ھ

دِل کی اِصلاح کی ضَرورت

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! نُور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر، دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم کا فرمانِ عظمت نشان ہے: ''آگاہ رہو کہ جسم میں ایک لوتھڑا گوشت کا ہے جب وہ **سنورے** تو پورا جسم **سنور** جاتا ہے، اگر وہ **بگڑے** تو پورا جسم **بگڑ** جاتا ہے، سُنو! وہ **دِل** ہے۔''

(صحیح البخاری، کتاب الایمان، باب من استبراء لدینہ، الحدیث ۵۲، ج ۱، ص ۳۳)

مُفسِّرِ شہیر حکیمُ الْاُمَّت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنّان اس حدیثِ پاک کے تحت فرماتے ہیں: یعنی دل بادشاہ ہے جسم اِس کی رِعایا، جیسے بادشاہ کے دُرُست ہوجانے سے تمام مُلْک ٹھیک ہوجاتا ہے، ایسے ہی دل سنبھل جانے سے تمام جسم ٹھیک ہوجاتا ہے، دل اِرادہ کرتا ہے جسم اس پر عَمَل کی کوشش، اس لیے صوفیاءِ کرام دل کی اِصلاح پر بہت زور دیتے ہیں۔ (مراۃ المناجیح ج ۴، ص ۲۳۱)

حُجَّةُ الْاِسْلام حضرت سیدنا امام محمد غزالی علیہ رحمۃ اللہ الوالی لکھتے ہیں: تم پر دل کی حفاظت، اس کی اِصلاح اور اسے دُرُست رکھنے کی کوشش کرنا بھی ضروری ہے کیونکہ دل کا معاملہ باقی اَعضاء سے زیادہ خطرناک ہے، اور اس کا اثر باقی اعضاء سے زیادہ ہے۔ (مزید لکھتے ہیں) ظاہری اَعمال کا باطنی اَوصاف کے ساتھ ایک خاص تعلق ہے۔ اگر باطن خراب ہو تو ظاہری اَعمال بھی خراب ہوں گے اور اگر باطن حَسَد، رِیا اور تکبُّر وغیرہ عیوب سے پاک ہو تو ظاہری اعمال بھی دُرُست ہوتے ہیں۔ اسی طرح اگر کوئی اپنے اَعمالِ صالحہ کو رب تعالیٰ کا فضل وکرم سمجھے تو ٹھیک ہے اور اگر انہیں اپنا ذاتی کمال تَصَوُّر کرے تو خُود سِتائی (خُد۔سِتا۔ای) کے باعث وہ اَعمال برباد ہوجاتے ہیں، اس لیے جب تک باطنی اُمُور کا ظاہری اعمال سے تعلق، باطنی اوصاف کی ظاہری اعمال میں تاثیر

اور اوصاف باطنی کے ذریعہ ظاہری اعمال کی حفاظت کی کیفیت وغیرہ کا پتہ نہ چلے، ظاہری اَعمال بھی دُرُست نہیں ہو سکتے۔ (منہاج العابدین، ص ۶۷،۱۳)

باطنی گناہوں میں سے ایک گناہ **رِیا کاری** بھی ہے۔ یہ کتاب اسی موضوع پر ہے۔ ''**رِیا کاری**'' کو مُرَتَّب کرنے کے لئے اِحیاء العلوم، حدیقہ ندیہ، زَواجر، فتاوٰی رضویہ، بہارِ شریعت اور فیضانِ سنّت وغیرھا سے مدد لی گئی ہے۔ اس کتاب میں ریاکاری کی معلومات کو قدرے آسان انداز میں عنوانات کے تحت حوالہ جات کے ساتھ پیش کرنے کی کوشش کی گئی ہے تاکہ کم علم بھی اس سے فائدہ حاصل کر سکیں۔ پھر بھی علم بہت مشکل چیز ہے یہ مُمکِن نہیں کہ علمی دشواریاں بالکل جاتی رہیں، لہٰذا جو بات سمجھ میں نہ آئے، سمجھنے کے لئے علماء کرام دامت فیوضھم سے رُجوع کیجئے۔ رِیاکاری سے نجات کا جذبہ پانے کے لئے شیخِ طریقت امیرِ اہلسنّت حضرت علامہ مولانا محمد الیاس عطّار قادری دامت برکاتہم العالیہ کے کیسٹ بیانات مثلاً ''نیکیاں چھپاؤ، اِخلاص، قبولیت کی چابی''، شہزادہ امیرِ اہلسنّت الحاج مولانا ابواُسید احمد عبید رضا العطاری المدنی مدظلہ العالی کا بیان ''اخلاص کیسے اپنائیں؟'' اور نگرانِ شورٰی (دعوتِ اسلامی) حاجی محمد عمران عطاری مدظلہ العالی کا Vcd بیان ''ریاکاری اور اس کا علاج'' سننا بھی بے حد مفید ہے۔

اس اہم کتاب کو نہ صرف خود پڑھئے بلکہ دوسرے مسلمانوں کو بھی پڑھنے کی ترغیب دے کر نیکی کی دعوت کو عام کرنے کا ثواب کمائیے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہمیں ''**اپنی اور ساری دنیا کے لوگوں کی اصلاح کی کوشش**'' کرنے کے لئے مدنی انعامات پر عمل اور مدنی قافلوں کا مسافر بنتے رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔

آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم

شعبہ اصلاحی کتب (مجلس المدینۃ العلمیۃ)

فہرس

عنوان	صفحہ نمبر
قُربِ مُصطَفٰی صلی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلم	1
رِیاکاروں کا انجام	1
اخلاص کی بھیک مانگ لیجئے	3
اے اِخلاص تُو کہاں ہے؟	4
حقیقی کامیابی	6
ریاکاری کا علم سیکھنا فرض ہے	6
ریاکاری کسے کہتے ہیں؟	7
رِیاکاری کے دَرَجات	7
ریاکاری سے بچو	7
ریاکاری شرکِ اصغر ہے	8
مَدَنی پھول	11
ریاکار کی نادانی	12
ریاکاری کی 22 تباہ کاریاں	12
عمل ضائع ہوجاتا ہے	12
شیطان کے دوست	12
جہنم کی وادی ریاکاروں کا ٹھکانہ ہوگی	13
اعمال برباد ہوجائیں گے	14
ریاکاروں کی حسرت	14
عمل قبول نہیں ہوتا	15
ریاکار کے چار نام	16
جہنّم بھی پناہ مانگتا ہے	17
رُسوائی کا عذاب	17

عنوان	صفحہ نمبر
ریاکار پر جنت حرام ہے	18
جنت کی خوشبو بھی نہیں پائے گا	19
اپنے رب کی توہین کرنے والا مُجرم	19
زمین وآسمان میں ملعون	20
ریاکاروں کا ٹھکانا	20
اللہ تعالٰی کے ذمّہ کرم سے بری ہوجانے والا	20
اپنے رب عزوجل کو ناراض کرنے والا	21
حصولِ مال کے لئے علم سیکھنے والے کا انجام	21
بروزِ قیامت ندامت کا سامنا	21
اعمال رد ہوجائیں گے	21
ریاکار قاری کا انجام	22
اپنا اجر اسی سے مانگ جس کے لئے عمل کیا تھا	23
ریاکار کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں	24
ہمارا کیا بنے گا؟	24
جہنَّم کا ہلکا ترین عذاب	25
ہمارا نازک وجود	25
کسی کو ریاکار کہنا کیسا؟	26
ریاکاری کے 3 شرعی احکام	27
ایک سال تک رونے سے محروم رہے	28
تجسُّس نہ کیجئے	28

عنوان	صفحہ نمبر
اے ریا کار!	29
ریا کاری کیسے ہوتی ہے؟	29
کلام کے ذریعے ریا کاری کی 15 صورتیں	30
فعل کے ذریعے ریا کاری کی 15 صورتیں	33
دُوسروں کی موجودگی میں کم کھانے کا طریقہ	35
دو شعر حُصولِ برکت کیلئے	37
ریا کاری کن چیزوں میں ہوتی ہے؟	39
ایمان میں ریا	40
دُنیوی معاملات میں ریا	41
سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے گیسو مبارک سنوارے	42
عبادات میں ریا کاری	44
ادائیگی میں ریا کاری	44
اوصاف میں ریا کاری	46
شرعی حکم	47
ریائے خالِص اور مَخلُوط	47
خدمتِ دین پر اُجرت لینا کیسا؟	49
کیا اُجرت لینے والے کو ثواب ملے گا؟	49
اُجرت لینے والے کے لئے ثواب کی صورت	50
ثواب حاصل کرنے کا آسان طریقہ	51
دین کو دُنیا کمانے کا ذریعہ نہ بنایئے	53
دین کے ذریعے دنیا کے طلب گار کا انجام	54
عبادت سے پہلے نیت دُرُست کر لیجئے	54
نیت دُرُست ہونے کا انتظار	55
ایک وسوسہ اور اس کا جواب	56

عنوان	صفحہ نمبر
اچھوں کی نقل بھی اچھی ہوتی ہے	57
دورانِ عبادت دل میں ریا کاری آئے تو؟	58
اپنی نیکیوں کا اظہار کرنا کیسا؟	61
بطورِ ترغیب نیکی ظاہر کرنے کی 2 شرائط	62
مُخلِصین کا حِصّہ	63
نفس و شیطان کے دھوکے کو پہچاننے کا طریقہ	64
نیکیاں چھپایئے	65
ریا کاری سے بچنا عمل کرنے سے زیادہ مشکل ہے	65
تحدیثِ نعمت کسے کہتے ہیں؟	66
101 بار دل پر غور کر لیجئے	67
چیونٹی کی چال سے بھی پوشیدہ ریا	68
ریائے خفی کی 4 اَقسام	69
کیا تمہاری حاجتیں پوری نہیں کی جاتی تھیں!	71
کہیں نقصان نہ ہو جائے	72
اللہ عَزَّ وَجَلَّ کے مخلص بندے	74
اپنی تعریف پر خوش ہونا کیسا؟	75
خوفِ خدا سے لرز جایئے!	79
رِیا کاری کی تربیت گاہ	80
گناہوں سے بچنے میں بھی ریا کاری	81
اِخلاص کی پہچان	82
ریا کاری کے خوف سے عبادت چھوڑنا کیسا؟	83
ریا کاری کا وسوسہ آنا گناہ نہیں ہے	83
شیطان کو ناکام و نامُراد کر دیجئے	84
کیا نیکیاں چھوڑ کر شیطان سے بچ جائیں گے؟	86

عنوان	صفحہ نمبر
ریا کے خوف سے نیک عمل چھوڑ دینے والے کی مثال	87
لوگ کیا کہیں گے؟	87
ریاکاری کی علامتیں	88
کہیں ہم ریاکار تو نہیں؟	89
ریا سے توبہ کرلیجئے	89
ریاکاری سے توبہ کی برکت	90
مرضِ ریا کا علاج کیجئے	90
مایوس نہ ہوں	90
مشکل سے نہ گھبرایئے	91
ریاکاری کے 10 علاج	92
﴿پہلا علاج﴾ اللہ تعالیٰ سے مدد طلب کیجئے	92
﴿دوسرا علاج﴾ ریاکاری کے نقصانات پیشِ نظر رکھئے	92
دکھاوے کے لئے عمل کرنے والے کی مثال	94
﴿تیسرا علاج﴾ اسباب کا خاتمہ کیجئے	94
تعریف کی خواہش پر کیسے قابو پائیں؟	95
حبِ جاہ کے نقصانات پر مشتمل 5 روایات	95
یوں فکرِ مدینہ کیجئے	96
جھوٹی تعریف کو پسند کرنا حرام ہے	97
تعریف کو پسند کرنا کب مستحب ہے؟	97
لوگوں کی مذمت کا خوف کس طرح دُور کریں؟	98
مال و دولت کی حرص سے نجات	99
دنیا کی محبت سے پیچھا چھڑا لیجئے	99
﴿چوتھا علاج﴾ اخلاص اپنا لیجئے	100
اخلاص کے 6 فضائل	101
مخلص مومن کی مثال	105
مُخلِص کون؟	106
اللہ عزوجل کی رضا سب نعمتوں سے بڑھ کر ہے	107
﴿پانچواں علاج﴾ نیّت کی حفاظت کیجئے	108
نیت کسے کہتے ہیں؟	109
جتنی نیّتیں زیادہ اُتنا ثواب بھی زیادہ	109
صدقہ دینے سے پہلے نیت پر غور	110
ہر کام سے پہلے اچھی اچھی نیّتیں کرلیجئے	110
اچھی نیت کے 7 فضائل	111
جیسی نیت ویسا صلہ	112
مار کھانا نیّتِ صالحہ سے زیادہ آسان ہے	113
جہاد کا ثواب	113
خُلوصِ نیت	114
نیک اعمال کی نیّت کرلیا کرو	116
﴿چھٹا علاج﴾ دورانِ عبادت شیطانی وسوسوں سے بچئے	116
﴿ساتواں علاج﴾ تنہائی ہو یا ہجوم یکساں عمل کیجئے	119
﴿آٹھواں علاج﴾ نیکیاں چھپایئے	120
سب سے مضبوط مخلوق	121
پوشیدہ عمل افضل ہے	122

عنوان	صفحہ نمبر
حضرت سیّدنا عیسٰی کا ارشاد	122
اَسلاف کے اقوال	123
حکایت	124
روزے کے بارے میں نہ پوچھو	124
پوچھنے پر روزے دار اپنے روزے کے بارے میں بتادے	124
بدترین ریاکار	125
﴿نواں علاج﴾ اچھی صحبت اختیار کیجئے	126
دعوتِ اسلامی کا مَدَنی ماحول	127
الحمدللہ عزوجل میں بدل گیا	128
مَدَنی انعامات	130
عاملینِ مدنی انعامات کے لئے بشارتِ عظمٰی	131
﴿دسواں علاج﴾ اَوراد و وَظائف کا مَعْمُول بنالیجئے	131
علاج کے باوجود افاقہ نہ ہوتو؟	132
خُلاصۂ کلام	133
18 حکایات	136
اخلاص کا انعام	136
میں اپنی نیت کو حاضر نہیں پاتا	138
مسلسل چالیس سال تک روزے	140
نیکیاں چھپانے والا غلام	140
اللہ تعالٰی کے لیے معاف کیا	142
ماں کا حکم نفس پر کیوں گراں گزرا؟	142
پہلی صف چھوٹ جانے پر پریشانی کیوں؟	143
اِخلاص فروش	144

عنوان	صفحہ نمبر
مبلغ کو برباد کرنے والے چند شیطانی وار	147
دُکھتی رگ پر ہاتھ پڑ گیا	148
دل کا چور پکڑا گیا	149
سراپا عاجزی کا نمونہ بن جائیں	150
کوئی بلاتا تو بزرگانِ دین بلاتکلف بیان کے لئے پہنچ جاتے	150
کپڑا خدا عزوجل کے لئے پہنا ہے	151
نیکی کا بدلہ	151
ثواب ہی کافی ہے	152
گناہوں کی نحوست	153
اچھی نیت کا پھل اور بری نیت کا وبال	156
گفتگو کا جائزہ	158
میرا قرض کس نے دیا	158
میرا نام ظاہر نہ فرمائیں	160
بعد وصال سخاوت	161
میں کس لئے دکھاوا کروں	161
یہاں تعویذ نہیں بکتا	162
میں علم نہیں بیچتا	163
عقیدت نہیں بیچ سکتا	164
دُعا	164
ماخذ و مراجع	165

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ
اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ؕ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ؕ

قُربِ مُصطفٰی صلی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلم

حضرت سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی ہے کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے مَحبوب، دانائے غُیوب، مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیوب صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلّم کا فرمانِ تقرُّب نشان ہے: ''اَوْلَی النَّاسِ بِیْ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ اَکْثَرُھُمْ عَلَیَّ صَلَاۃً یعنی بروزِ قیامت لوگوں میں میرے قریب تر وہ ہوگا، جس نے دُنیا میں مجھ پر زیادہ دُرُودِ پاک پڑھے ہوں گے۔''

(جامع الترمذي، أبواب الوتر، باب ماجاء في فضل الصلاة النبی صلی اللہ علیہ وسلم، الحديث ٤٨٤، ج ٢، ص ٢٧)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صَلَّی اللّٰہُ تعالٰی علٰی محمَّد

رِیاکاروں کا انجام

حضرتِ سیِّدُنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت ہے کہ **نبی مُکَرَّم**، نُورِ مُجَسَّم، رسولِ اکرم، شہنشاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلّم کا فرمانِ عِبْرت نشان ہے: ''**قِیامت** کے دن سب سے پہلے ایک **شہید** کا فیصلہ ہوگا[1] جب اُسے لایا جائے گا تو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ اُسے اپنی نعمتیں یاد دلائے گا تو وہ اِن نعمتوں کا اِقرار کرے گا پھر **اللہ** عَزَّوَجَلَّ ارشاد

---

[1]: یعنی ریاکاروں میں سے پہلے ریاکار شہید کا فیصلہ ہوگا لہٰذا یہ حدیث اس کے خلاف نہیں کہ پہلے حساب نماز کا ہوگا یا پہلے ظلماً قتل کا حساب ہوگا۔ عبادات میں نماز کا، معاملات میں قتل کا، رِیا میں ایسے شہید کا فیصلہ پہلے ہے۔ (مراٰۃ المناجیح ج ۱، ص ۱۹۱)

فرمائے گا: ''تُو نے اِن نعمتوں کے بدلے میں کیا عمل کیا؟'' وہ عَرض کرے گا: ''میں نے تیری راہ میں **جہاد** کیا یہاں تک کہ **شہید** ہو گیا۔'' **اللہ** عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرمائے گا: ''تُو **جھوٹا** ہے تو نے جہاد اس لئے کیا تھا کہ تجھے **بہادُر** کہا جائے اور وہ تجھے کہہ لیا گیا[1]، پھر اس کے بارے میں **جَہَنَّم** میں جانے کا حکم دے گا تو اسے منہ کے بل گھسیٹ کر **جہنم** میں ڈال دیا جائے گا۔[2]

پھر اس شخص کو لایا جائے گا جس نے **عِلْم** سیکھا، سکھایا اور **قرآن کریم** پڑھا، وہ آئے گا تو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ اسے بھی اپنی نعمتیں یاد دلائے گا تو وہ بھی ان نعمتوں کا اقرار کرے گا، پھر **اللہ** عَزَّوَجَلَّ اس سے دریافت فرمائے گا: ''تو نے ان نعمتوں کے بدلے میں کیا کِیا؟'' وہ عرض کرے گا کہ ''میں نے علم سیکھا اور سکھایا اور تیرے لئے قرآنِ کریم پڑھا۔'' **اللہ** عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرمائے گا: ''تُو **جھوٹا** ہے تو نے علم اِس لئے سیکھا تا کہ تجھے **عالِم** کہا جائے اور قرآنِ کریم اس لئے پڑھا تا کہ تجھے **قاری** کہا جائے اور وہ تجھے کہہ لیا گیا۔''[3] پھر اُسے بھی **جہنم** میں ڈالنے کا حکم ہوگا تو اسے منہ کے بل گھسیٹ کر **جہنم** میں ڈال دیا جائے گا، پھر ایک **مالدار** شخص کو لایا جائے گا جسے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے **کثرت** سے

---

[1]: یعنی تیرے جہاد اور شہادت کا عوض یہ ہو گیا کہ لوگوں نے تیری واہ واہ کر دی کیونکہ تو نے اسی نیت سے جہاد کیا تھا نہ کہ خدمتِ اسلام کے لیے (مرأۃ المناجیح ج ۱ ص ۱۹۱) [2]: یعنی نہایت ذلت کے ساتھ مرے ہوئے کتے کی طرح ٹانگ سے گھسیٹ کر کنارۂ جہنم سے نیچے پھینکا جائے گا۔ جہنم کی گہرائی آسمان وزمین کے فاصلہ سے کروڑوں گنا زیادہ ہے۔ اللہ (عزوجل) کی پناہ! (مرأۃ المناجیح ج ۱ ص ۱۹۱) [3]: تیری یہ ساری محنت خدمتِ دین کے لیے نہ تھی بلکہ علم کے ذریعے عزت اور مال کمانے کی تھی وہ تجھے حاصل ہو گئے (اب) ہم سے کیا چاہتا ہے؟ اسی حدیث کو دیکھتے ہوئے بعض علماء نے اپنی کتابوں میں اپنا نام بھی نہ لکھا اور جنہوں نے لکھا ہے وہ ناموری کے لیے نہیں بلکہ لوگوں کی دعا حاصل کرنے کے لیے لکھا ہے۔ (مرأۃ المناجیح ج ۱ ص ۱۹۱)

مال عطا فرمایا تھا، اسے لا کر نعمتیں یاد دلائی جائیں گی وہ بھی ان نعمتوں کا اقرار کرے گا تو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرمائے گا: ''تو نے ان نعمتوں کے بدلے کیا کیا؟'' وہ عرض کرے گا: ''میں نے تیری راہ میں جہاں ضرورت پڑی وہاں **خرچ** کیا۔'' تو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرمائے گا: ''تو جھوٹا ہے تو نے ایسا اس لئے کیا تھا تاکہ تجھے **سخی** کہا جائے اور وہ کہہ لیا گیا۔'' پھر اس کے بارے میں **جہنم** کا حُکم ہوگا، چُنانچِہ اُسے بھی منہ کے بل گھسیٹ کر **جہنم** میں ڈال دیا جائے گا۔'' (اَلْاَمَان وَالْحَفِیْظ)

(صحیح مسلم، کتاب الامارۃ، باب من قاتل للریاء......الخ،الحدیث: ۱۹۰۵،ص ۱۰۵۵)

حکیمُ الْاُمَّت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنّان اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں: معلوم ہوا کہ جیسے **اِخلاص** والی نیکی **جنت** ملنے کا ذریعہ ہے ایسے ہی **رِیا** والی نیکی **جہنم** اور ذِلَّت حاصل ہونے کا سبب۔ یہاں ریا کار شہید، عالم اور سخی ہی کا ذِکر ہوا، اس لئے کہ انہوں نے **بہترین عمل** کئے تھے جب یہ عمل ریا سے **برباد** ہو گئے تو دیگر اعمال کا کیا پوچھنا! **رِیا کے حج وزکوۃ اور نماز کا بھی یہی حال ہے۔**

(مرآۃ المناجیح، ج ۷، ص ۱۹۳)

اِخلاص کی بھیک مانگ لیجئے

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! دیکھا آپ نے **رِیاکاری** کی باطِنی بیماری نے اِن بدنصیبوں کو کہیں کا نہ چھوڑا! غور تو کیجئے کہ **جہاد** جیسا عملِ خیر، **شہادت** جیسی جلیل القدر نعمت، **تعلیم و تعلُّم** جیسا پاکیزہ مشغلہ، **صدقہ وخیرات** جیسا نفیس کام مٹّی

ہوگیا کیونکہ کرنے والے کی نیّت **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی خوشنودی کے بجائے دُنیا کی **ناموری** اور شہرت کا حُصول تھا۔ اپنے اہل وعَیال کو روتا چھوڑ کر میدانِ جنگ میں اپنی **جان** قربان کردینے والا بھی جنت کی **نعمتوں** کو نہ پاسکا کیونکہ اُس کے دل میں بہادُر کہلوانے کا شوق تھا، مالدار اپنی محبوب شے یعنی **مال** خرچ کرکے بھی **خسارے میں** رہا کیونکہ اسے سخی پُکارے جانے کی تمنا تھی، اور رات دن ایک کرکے **علم وقِراءَت** سیکھنے والے عالم وقاری کے ہاتھ بھی کچھ **نہ** آیا کیونکہ اسے شہرت کی طَلَب تھی۔ افسوس! ان کی کوششیں بے کار گئیں اور اپنی **واہ واہ** کروانے کی **فاسِد نیّت** نے انہیں جنّتی عمل کرنے کے باوجود جہنم کی آگ میں جلا دیا۔ میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی بے نیازی سے **لرز** جایئے اور اس کے حُضُور رِگڑ رِگڑا کر **اِخلاص** کی بھیک مانگ لیجئے۔

میرا ہر عمل بس تیرے واسطے ہو
کر اِخلاص ایسا عطا یاالٰہی عَزَّوَجَلَّ

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب ! صَلَّی اللّٰہُ تعالٰی علٰی محمَّد

اے اِخلاص تُو کہاں ہے؟

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اوّل تو **نفس وشیطان** ہمیں نیکیاں کرنے نہیں دیتے اور اگر ہم خُوب کوشش کرکے نیک عمل کرنے میں کامیاب ہو بھی جائیں تو نفس وشیطٰن ہماری عبادت کو مقبول ہونے سے روکنے کے لئے اپنا پورا زور لگا دیتے ہیں، اس کے لئے ہماری عبادت میں کوئی ایسی غَلَطی کروا دیتے ہیں جو اِسے ضائع

کر دیتی ہے یا پھر عبادت کے بعد ہمارے دل میں **نام ونُمود** کی خواہش گھر کر لیتی ہے،کوئی ہماری **نیکیوں کا چرچا** کرے نہ کرے ہم خُود بلاضرورتِ شرعی اپنی نیکیوں کا **اظہار** کر کے''اپنے منہ میاں مٹھو'' بننے سے باز نہیں آتے اور یوں نفس وشیطان کے پھیلائے ہوئے جال یعنی **رِیا کاری** میں جا پھنستے ہیں۔مثلاً کوئی کہتا ہے: میں ہر سال رجب،شعبان اور رَمَضان کے **روزے** رکھتا ہوں (حالانکہ ماہِ رَمَضانُ المبارک کے روزے تو فرض ہیں پھر بھی وہ ریا کار جوکہ دو ماہ کے نفلی روزے رکھتا ہے اپنی ریا کاری کا وزن بڑھانے کیلئے کہتا ہے میں ہر سال تین ماہ یعنی رَجَب، شعبان اور رَمَضان کے روزے رکھتا ہوں۔ وَلَاحَوْلَ وَلَاقُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہ) کوئی بولتا ہے: میں اتنے سال سے ہر ماہ ایّامِ بِیْض (یعنی چاند کی ۱۳،۱۴،۱۵ تاریخ) کے **روزے** رکھ رہا ہوں،کوئی اپنے **حج** کی تعداد کا تو کوئی **عُمرے** کی گنتی کا اعلان کرتا ہے۔کوئی کہتا ہے: میں روزانہ اتنے **دُرُود شریف** پڑھتا ہوں،اتنے عرصے سے دلائلُ الخیرات شریف کا **وِرْد** کررہا ہوں،اتنی **تِلاوت** کرتا ہوں، ہر ماہ فُلاں مدرَسے کو اتنا **چندہ** پیش کرتا ہوں۔ اَلْغَرَض خوامخواہ اپنے نوافِل،تہجُّد،نفلی روزوں اور عبادتوں کا خوب **چرچا** کیا جاتا ہے۔آہ! **اے اِخلاص** تُو کہاں ہے؟

(افادات: امیرِ اہلسنّت دامت برکاتہم العالیہ)

نَفْسِ بدکار نے دل پہ یہ قِیامت توڑی
عملِ نیک کِیا بھی تو چھپانے نہ دیا (سامانِ بخشش)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صلَّی اللّٰہُ تعالٰی علٰی محمَّد

حقیقی کامیابی

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! یقیناً نیکیوں کی توفیق مل جانا بہت بڑی **سَعادت** ہے مگر بارگاہِ خداوندی عَزَّوَجَلَّ میں اِن کا مقبول ہوجانا ہی حقیقی **کامیابی** ہے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ ہم **مَشَقَّتیں** برداشت کرکے عبادتیں کریں مثلاً شدید سردی یا گرمی میں بھی مسجد جا کر باجماعت **نماز** پڑھیں، راتوں کی نیند قُربان کرکے **نوافل** ادا کریں، بھوک پیاس برداشت کرکے **روزے** رکھیں، خوب **صَدَقہ** کریں، خُود تکلیف اٹھا کر دوسروں کے لئے **اِیثار** کا مظاہرہ کریں مگر **رِیاکاری** کی وجہ سے ہماری **نیکیاں** ضائع ہورہی ہوں اور ہمیں خبر تک نہ ہو اِسلئے ہمیں چاہیے کہ اپنی نیکیوں کو **ضائع** ہونے سے بچانے کے لئے سیکھیں کہ **رِیا** کسے کہتے ہیں؟ اس کی **پہچان** کیسے ہوگی؟ ہم کس کس طرح ریاکاری میں **مبتلا** ہوسکتے ہیں؟ کیا ہم کسی کو ریاکار کہہ سکتے ہیں یا نہیں؟ ریاکاری کی کتنی **اقسام** ہیں اور ان کا شرعی **حُکم** کیا ہے؟ مرضِ رِیا کا **عِلاج** کیا ہے؟ وغیرھا

ریاکاری کا علم سیکھنا فرض ھے

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! ریاکاری کا علم اور اس کا علاج سیکھنا فرض عُلُوم میں سے ہے۔ چنانچہ **اعلیٰ حضرت**، اِمامِ اَہلسنّت، مجدِدِ دین وملّت، پروانۂ شمعِ رِسالت **مولٰینا شاہ امام اَحمد رضا خان** علیہ رحمۃُ الرَّحمٰن **فتاویٰ رضویہ** جلد 23 صفحہ 624 پر لکھتے ہیں: ''**مُحَرَّمَاتِ باطِنیہ** (یعنی باطنی ممنوعات مَثَلاً) تکبُّر و**رِیا** وعُجب وحَسَد وغیرہا اور اُن کے **مُعَالَجَات** (یعنی علاج) کہ ان کا علم بھی ہر مسلمان پر اہم فرائض سے ہے۔''

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صلَّی اللّٰہُ تعالٰی علٰی محمَّد

ریا کاری کسے کہتے ہیں؟

"اللہ عَزَّوَجَلَّ کی رضا کے علاوہ کسی اور نِیَّت یا اِرادے سے **عبادت کرنا ریا کاری ہے۔"** مثلاً لوگوں پر اپنی عبادت گزاری کی **دھاک** بٹھانا مقصود ہو کہ لوگ اس کی **تعریف** کریں، اسے **عزت** دیں اور اس کی خدمت میں **مال** پیش کریں۔ (بہارِ شریعت، حصہ ۱۶، ص ۲۳۳، الزواجر، ج ۱، ص ۶۹)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صلَّی اللّٰہُ تعالٰی علٰی محمَّد

رِیاکاری کے دَرَجات

حکیمُ الْاُمَّت حضرت مولانا مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ رحمۃ اللہ القوی لکھتے ہیں: رِیا کے بہت دَرَجے ہیں، ہر دَرَجے کا حکم علیحدہ ہے **بعض رِیا شرکِ اَصغر** ہیں، بعض ریا **حرام**، بعض ریا **مکروہ**، بعض **ثواب**۔ مگر جب رِیا مطلقاً بولی جاتی ہے تو اس سے **ممنوع رِیا** مراد ہوتی ہے۔ (مرآۃ المناجیح، ج ۷، ص ۱۲۷)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صلَّی اللّٰہُ تعالٰی علٰی محمَّد

ریا کاری سے بچو

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! ریا سے بچنے کا حُکم خُود ہمارا معبود یعنی رب عَزَّوَجَلَّ دے رہا ہے چُنانچہ پارہ 16 سورۃ الکہف میں ارشاد ہوا:

فَمَنْ كَانَ يَرْجُوْا لِقَآءَ رَبِّهٖ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَّلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهٖۤ اَحَدًا ﴿۱۱۰﴾ (پ ۱۶، الکھف: ۱۱۰)

ترجمہ کنزالایمان: تو جسے اپنے رب سے ملنے کی امید ہو، اسے چاہیے کہ نیک کام کرے اور اپنے رب کی بندگی میں کسی کو شریک نہ کرے۔

اس کی تفسیر میں مفسرین نے لکھا ہے یعنی ریا نہ کرے کہ وہ ایک قسم کا شرک ہے۔ (تفسیر نعیمی، ج۱۶،ص۱۰۳)

''تَنْبِیہ'' کے پانچ حُرُوف کی مناسبت سے ریا کاری کے شرکِ اصغر ہونے کے بارے میں 5 فرامینِ مصطفٰی صلی اللہ علیہ وسلم

(1) حضرتِ سیِّدُنا محمود بن لبید رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت ہے کہ حضور پُرنور شافعِ یومُ النشور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس چیز کا تم پر زیادہ خوف ہے، وہ **شِرْکِ اصغر** ہے۔'' لوگوں نے عرض کی: شِرْکِ اصغر کیا چیز ہے؟ ارشاد فرمایا: ''**رِیا**۔''

(المسند للإمام أحمد بن حنبل، حديث محمود بن لبيد، الحديث: ۲۳۶۹۲، ج۹، ص ۱۶۰)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! یہ پہلی حدیث ہے جس میں ریا کو **شرکِ اصغر** فرمایا گیا ہے۔ مشرک اپنی عبادات سے اپنے **جھوٹے معبودوں** کو راضی کرنے کی نیت کرتا ہے، (اور) رِیا کار (مسلمان) اپنی عبادات سے اپنے **جھوٹے مقصودوں** یعنی لوگوں کو راضی کرنے کی نیت کرتا ہے۔ اس لیے **ریا کار** چھوٹے درجہ کا **مشرک** ہے اور اس کا یہ **عمل** چھوٹے درجہ کا شرک ہے۔ چونکہ ریا کار کا **عقیدہ** خراب نہیں ہوتا **عمل وارادہ** خراب ہوتا ہے اور کھلے مشرک کا (عمل وارادہ کے ساتھ ساتھ) **عقیدہ** بھی خراب ہوتا ہے، اس لیے ریا کو **چھوٹا شرک** فرمایا۔ (مرآۃ المناجیح، ج۷،ص۱۴۴)

(2) حضرتِ سیِّدُنا ابوسعید خدری رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں: ہم لوگ مسیح دجّال[1] کا ذکر کررہے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم تشریف لائے اور فرمایا: میں

---

[1]: دجّال کا ظاہر ہونا قیامت کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے۔ تفصیلی معلومات کے لئے بہارِ شریعت، جلد اوّل، حصہ اوّل، ص۱۲۰ (مطبوعہ مکتبۃ المدینہ) کا مطالعہ کر لیجئے۔

تمھیں ایسی چیز کی خبر نہ دوں جس کا مسیح دجال سے بھی زیادہ میرے نزدیک تم پر **خوف** ہے؟ [1] ہم نے عرض کی: ''ہاں یارسول اللہ! (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)۔'' ارشاد فرمایا: ''وہ شرکِ خفی ہے، آدمی نماز پڑھنے کھڑا ہوتا ہے اور اِس وجہ سے **طویل** کرتا ہے کہ دوسرا شخص اسے نماز پڑھتے **دیکھ** رہا ہے۔''

(سنن ابن ماجه، أبواب الزهد، باب الرياء والسمعة، الحديث: ٤٢٠٤، ج٤، ص ٤٧٠)

یعنی اگر اکیلے میں **نماز** پڑھے تو تھوڑی اور **ہلکی** پڑھے مگر جب اسے کوئی دیکھ رہا ہو تو نوافل بہت تعداد میں پڑھے اور خوب لمبے **دَراز** پڑھے۔

(مرآۃ المناجیح، ج ۷، ص ۱۴۳)

(3) حضرت سیدنا شَدّاد بن اَوس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سرکارِ مدینہ، سُرُورِ قلب وسینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا، ''جس نے **دِکھاوے** کے لیے **روزہ** رکھا تو اس نے شرک کیا، جس نے **دِکھاوے** کے لیے **نماز** پڑھی تو اس نے شرک کیا اور جس نے **ریاکاری** کرتے ہوئے **صدقہ** دیا تو اس نے **شرک** کیا۔''

(شعب الايمان، باب فی الاخلاص العمل للهو ترك الرياء، رقم ٦٨٤٤، ج ٥، ص ٣٣٧)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! شرک کی دو قسمیں ہیں: (۱) شرکِ جَلی، اور (۲) شرکِ خفی، **شرکِ جلی** تو کھلم کھلا مشرک و بت پَرَسْت کرتا ہے اور **شرکِ خفی** سے مُراد ریاکاری ہے۔ بلکہ یوں کہئے کہ **شرکِ اِعْتِقادی** تو کھلا ہوا شرک ہے اور **شرکِ**

---

[1]: یعنی دجال کو تو کوئی شخص ہی پائے گا وہ بھی قیامت کے قریب، پھر انسان اس سے بچ بھی سکے گا کہ نہ اس کے پاس جائے نہ اس کے پھندے میں پھنسے! مگر ریاکاری کی مصیبت ہر شخص کو ہر وقت درپیش ہے، اس لیے یہ آفت دجال سے زیادہ خطرناک ہے۔ (مرآۃ المناجیح، ج ۷، ص ۱۴۳)

عملی ریا کاری ہے۔ اسی حدیث سے معلوم ہوا کہ **روزے** میں بھی **ریا کاری** ہوسکتی ہے۔ بعض لوگ **روزہ** رکھ کر دوسروں کے سامنے بہت کلیاں کرتے، سر پر پانی ڈالتے رہتے ہیں اور کہتے پھرتے ہیں: ''ہائے روزہ بہت لگا ہے، بڑی پیاس لگی ہے وغیرہ وغیرہ'' یہ بھی **روزے کی ریا** ہے اور اِس حدیث میں داخل ہے۔

(مرٰاۃُ المناجیح، ج ۷، ص ۱۴۱، ملخصًا)

صدرُ الشَّریعہ، بدرُ الطَّریقہ حضرتِ علّامہ مولٰینا مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ رحمۃ اللہ القوی مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ **بہارِ شریعت** حصّہ 16 صَفْحَہ 240 پر فرماتے ہیں: ''فرض اگر **ریا** کے طور پر ادا کیا جب بھی اس کے ذمہ سے ساقط ہو جائے گا، اگرچہ **اِخلاص** نہ ہونے کی وجہ سے ثواب نہ ملے۔'' **روزہ** کے متعلق بعض علما کا یہ قول ہے کہ اس میں **ریا** نہیں ہوتا اس کا غالبًا یہ مطلب ہوگا کہ روزہ چند چیزوں سے باز رہنے کا نام ہے اس میں کوئی کام نہیں کرنا ہوتا جس کی نسبت کہا جائے کہ **ریا** سے کیا، ورنہ یہ ہوسکتا ہے کہ لوگوں کو جتانے کے لیے یہ کہتا پھرتا ہے کہ میں روزہ سے ہوں یا لوگوں کے سامنے منہ بنائے رہتا ہے تاکہ لوگ سمجھیں کہ اس کا بھی روزہ ہے اس طور پر روزہ میں بھی **ریا** کی مداخلت ہوسکتی ہے۔

(4) ایک اور مقام پر فرمایا: ''**شرکِ خفی** سے بچتے رہو جو یہ ہے کہ بندہ لوگوں کی نگاہوں کی وجہ سے نماز کے رکوع وسجود کامل طریقے سے ادا کرے۔''

(شعب الایمان ،باب فی الصلوات ،الحدیث: ۳۱۴۱، ج۳، ص ۱۴۴)

(5) حضرتِ سیِّدُ ناشَدَّاد بن اَوس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو روتا دیکھ کر کسی نے پوچھا:

''کیوں رو رہے ہیں؟'' فرمایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم سے ایک بات سنی تھی، وہ یاد آگئی اور مجھے رُلا دیا، (پھر فرمایا) حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کو میں نے یہ فرماتے سنا کہ ''میں اپنی امت پر خفیہ **شرک** اور **پوشیدہ شہوت** کا اندیشہ کرتا ہوں۔ میں نے عرض کی: یارسول اللہ! (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کیا آپ کی امت آپ کے بعد **شرک** کرے گی؟ فرمایا: ہاں! مگر وہ لوگ چاند، سورج، پتھروں اور بتوں کو نہیں پوجیں گے، بلکہ اپنے اعمال میں **ریا** کریں گے اور شہوت خفیہ یہ کہ صبح کو روزہ رکھے گا پھر کسی خواہش سے روزہ توڑ دے گا۔''

(المسند للإمام أحمد بن حنبل، حديث شداد بن اوس، الحديث: ١٧١٢٠، ج٦، ص٧٧)

حکیمُ الْاُمَّت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنّان لکھتے ہیں: ''(صبح کو روزہ رکھے گا پھر کسی خواہش سے روزہ توڑ دے گا) یعنی اِس طرح کہ اس نے روزہ رکھ لیا ہوگا کوئی اچھے کھانے کی دعوت آگئی یا کسی نے شربت سوڈا پیش کیا تو اِس کھانے (یا) شربت کی وجہ سے روزہ توڑ دیا یا روزہ کی نیت تھی کہ آج روزہ رکھوں گا مگر یہ چیزیں دیکھیں (تو) ارادہ بدل دیا (کہ) محض نفسانی لذت وخواہش کے لیے کہ ایسا مزے دار کھانا کون چھوڑے۔'' (مِرْاٰۃُ المناجیح، ج ۷، ص ۱۴۲)

مَدَنی پھول: (۱) نَفْل روزہ قَصْداً شروع کرنے سے پورا کرنا واجِب ہو جاتا ہے اگر توڑے گا تو قضاء واجِب ہوگی۔ (دُرِّمُختار ج۳ ص ۴۱۱) (۲) نَفْل روزہ بِلاعُذْر توڑنا ناجائز ہے۔ مہمان کے ساتھ اگر میز بان نہ کھائے گا تو اُسے یعنی مِہمان کو ناگوار گُزرے گا یا مِہمان اگر کھانا نہ کھائے تو **میز بان** کو اَذِیّت ہوگی تو نَفْل روزہ توڑنے

کیلئے یہ عُذْر رہے بشرطیکہ یہ بھروسہ ہو کہ اس کی قَضا رکھ لے گا اور یہ بھی شَرْط ہے کہ ضَحْوَۂ کُبریٰ سے پہلے توڑے، بعد کو نہیں۔(دُرِّمُختار، رَدُّالمُحتار ج ۳ ص ۴۱۳)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صلَّی اللّٰہُ تعالٰی علٰی محمَّد

ریا کار کی نادانی

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! ریا کاری ایسا مُھلِک **باطِنی مرض** ہے جو انسان کی عَقْل پر پردہ ڈال دیتا ہے۔ کتنا نادان ہے وہ شخص جو رِیا کارانہ عبادت کے ذریعے لوگوں سے **عزت، مال** اور **قدرو منزلت** کا طلب گار ہو کیونکہ اس نے **اللّٰہ** ورسول عَزَّوَجَلَّ وصلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی رضا، **جنت** کی اعلیٰ نعمتوں اور اَبَدِی راحتوں پر اِن عارِضی چیزوں کو ترجیح دی جو ختم ہو جانے والی ہیں، گویا یہ شخص **ثواب** بیچ کر **عذاب** خرید رہا ہے اور اُس **مخلوق** کو راضی کرنے کے لئے مَشَقَّتیں برداشت کر رہا ہے جو اُسے اِن نیکیوں کا کچھ **بدلہ** نہیں دے سکتی، جنت کی نعمتیں نہ عذابِ جہنم سے رہائی! بلکہ دُنیا ہی میں لوگوں کو اس کی نیت کا پتا چل جائے تو وہ اس سے **نفرت** کرنے لگیں۔

''سُن لو! ریاکاری باعثِ ہلاکت ہے'' کے بائیس حُرُوف کی مناسبت سے ریاکاری کی 22 تباہ کاریاں

(1) عمل ضائع ہو جاتا ھے

دِکھاوے کے لئے عِبادَت کرنے والے کا عَمَل **ضائع** ہو جاتا ہے۔

قرآن مجید میں اِرشاد ہوا:

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُبْطِلُوْا صَدَقٰتِكُمْ بِالْمَنِّ وَ الْاَذٰىۙ كَالَّذِیْ یُنْفِقُ مَالَهٗ رِئَآءَ النَّاسِ (پ۳، بقرۃ: ۲۶۴)

ترجمہ کنزالایمان: اے ایمان والو! اپنے صدقے باطل نہ کردو احسان رکھ کر اور ایذا دے کر، اس کی طرح جو اپنا مال لوگوں کے دکھاوے کے لیے خرچ کرے۔

(2) شیطان کے دوست

لوگوں پر اپنی دھاک بٹھانے کے لئے مال خرچ کرنے والے ریاکاروں کو شیطان کے **دوست** قرار دیا گیا ہے۔ چنانچہ پارہ 5 سورۃ النساء میں ارشاد ہوا:

وَ الَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ رِئَآءَ النَّاسِ وَ لَا یُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ لَا بِالْیَوْمِ الْاٰخِرِؕ وَ مَنْ یَّكُنِ الشَّیْطٰنُ لَهٗ قَرِیْنًا فَسَآءَ قَرِیْنًا(۳۸)

(پ۵، النسآء: ۳۸)

ترجمہ کنزالایمان: اور وہ جو اپنے مال لوگوں کے دکھاوے کو خرچ کرتے ہیں اور ایمان نہیں لاتے **اللہ** اور نہ قیامت پر، اور جس کا مصاحب شیطان ہوا، تو کتنا برا مصاحب ہے۔

(3) جہنم کی وادی ریاکاروں کا ٹھکانہ ہوگی

دکھاوے کی نمازیں پڑھنے والے بدنصیبوں کا ٹھکانہ جہنم ہوگا۔ چنانچہ ارشاد ہوتا ہے:

فَوَیۡلٌ لِّلۡمُصَلِّیۡنَ ۙ﴿۴﴾ الَّذِیۡنَ هُمۡ عَنۡ صَلَاتِهِمۡ سَاهُوۡنَ ۙ﴿۵﴾ الَّذِیۡنَ هُمۡ یُرَآءُوۡنَ ۙ﴿۶﴾ وَ یَمۡنَعُوۡنَ الۡمَاعُوۡنَ ﴿۷﴾ (پ ۳۰، الماعون: ۴ ۔ ۷)

ترجمہ کنزالایمان: تو ان نمازیوں کی خرابی ہے جو اپنی نماز سے بھولے بیٹھے ہیں، وہ جو دکھاوا کرتے ہیں اور برتنے کی چیز مانگے نہیں دیتے۔

(4) اعمال برباد ہو جائیں گے

دُنیا کو آخرت پر ترجیح دینے والے نادانوں کے **عمل برباد** ہو جائیں گے۔ چنانچہ ارشاد ہوتا ہے:

مَنۡ كَانَ یُرِیۡدُ الۡحَیٰوةَ الدُّنۡیَا وَ زِیۡنَتَهَا نُوَفِّ اِلَیۡهِمۡ اَعۡمَالَهُمۡ فِیۡهَا وَ هُمۡ فِیۡهَا لَا یُبۡخَسُوۡنَ ﴿۱۵﴾ اُولٰٓئِكَ الَّذِیۡنَ لَیۡسَ لَهُمۡ فِی الۡاٰخِرَةِ اِلَّا النَّارُ ۖ٭ وَ حَبِطَ مَا صَنَعُوۡا فِیۡهَا وَ بٰطِلٌ مَّا كَانُوۡا یَعۡمَلُوۡنَ ﴿۱۶﴾ (پ ۱۲، ھود: ۱۵، ۱۶)

ترجمۂ کنزالایمان: جو دنیا کی زندگی اور آرائش چاہتا ہو ہم اس میں ان کا پورا پھل دے دیں گے اور اس میں کمی نہ دیں گے، یہ ہیں وہ جن کے لیے آخرت میں کچھ نہیں مگر آگ اور اکارت گیا جو کچھ وہاں کرتے تھے اور نابود ہوئے جو ان کے عمل تھے۔

حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ یہ آیت **ریاکاروں** کے حق میں نازل ہوئی۔ (روح البیان، ھود، تحت الآیۃ ۱۵، ج ۴، ص ۱۰۸)

(5) ریاکاروں کی حَسرَت

شَہَنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب و سینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے:

''قیامت کے دن کچھ لوگوں کو **جنت** میں لے جانے کا حکم ہوگا، یہاں تک کہ جب وہ جنت کے قریب پہنچ کر اس کی **خوشبو** سونگھیں گے اور اس کے **محلات** اور اہل جنت کے لئے **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کی تیار کردہ **نعمتیں** دیکھ لیں گے، تو ندا دی جائے گی: ''انہیں لوٹا دو کیونکہ ان کا جنت میں کوئی **حصہ** نہیں۔'' تو وہ ایسی **حسرت** لے کر لوٹیں گے جیسی اوّلین و آخرین نے نہ پائی ہوگی، پھر وہ عرض کریں گے: ''یا رب عَزَّوَجَلَّ! اگر تو وہ نعمتیں دکھانے سے پہلے ہی ہمیں **جہنم** میں داخل کر دیتا تو یہ ہم پر زیادہ **آسان** ہوتا۔'' تو **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرمائے گا: ''**بدبختو!** میں نے ارادۃً تمہارے ساتھ ایسا کیا ہے جب تم **تنہائی** میں ہوتے تو میرے ساتھ **اعلانِ جنگ** کرتے اور جب لوگوں کے سامنے ہوتے تو میری بارگاہ میں دوغلے پن سے حاضر ہوتے، نیز لوگوں کے **دکھلاوے** کے لئے عمل کرتے جبکہ تمہارے دلوں میں میری خاطر اس کے بالکل برعکس صورت ہوتی، لوگوں سے محبت کرتے اور مجھ سے محبت نہ کرتے، لوگوں کی عزت کرتے اور میری عزت نہ کرتے، لوگوں کے لئے **عمل** چھوڑ دیتے مگر میرے لئے **برائی** نہ چھوڑتے تھے، آج میں تمہیں اپنے **ثواب** سے محروم کرنے کے ساتھ ساتھ اپنے **عذاب** کا مزہ بھی چکھاؤں گا۔''

(المعجم الاوسط، الحدیث: ۵۴۷۸، ج ۴، ص ۱۳۵، ملخصًا)

اللّٰہ کے سامنے وہ گُن تھے
یاروں میں کیسے مُتَّقِی سے (حدائقِ بخشش)

(6) عَمَل قُبُول نہیں ہوتا

لوگوں کو خوش کرنے کے لئے مشقتیں برداشت کرنے والا ریاکار قیامت

کے دن اپنے پروردگار عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں **خالی ہاتھ** پیش ہوگا چنانچہ صاحبِ معطر پسینہ، باعثِ نُزولِ سکینہ، **فیض گنجینہ** صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''**اللہ** عَزَّوَجَلَّ کسی طالبِ شہرت، رِیا کار، اور **لَھْو و لَعِب** میں پڑے رہنے والے کا کوئی **عمل قبول** نہیں فرماتا۔'' (حلیۃ الاولیاء، الربیع بن حثیم، الحدیث: ۱۷۳۲، ج ۲، ص ۱۳۹)

تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نُبوت، مَخْزنِ جود وسخاوت، پیکرِ **عظمت** وشرافت، مَحبوبِ رَبُّ العزت، مُحسنِ انسانیت صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''**اللہ** عَزَّوَجَلَّ اس **عمل** کو قبول نہیں کرتا جس میں رائی کے دانے کے برابر بھی **رِیا** ہو۔''

(الترغیب والترہیب، کتاب الاخلاص، الحدیث ۵۴، ج ۱، ۴۷)

(7) رِیاکار کے چار نام

ایک شخص نے دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلَّم کی بارگاہ میں عرض کی: ''کل بروزِ **قیامت** کونسی چیز **نجات** دلائے گی؟'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''**اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے ساتھ **بددیانتی** نہ کرنا۔'' تو اس نے پھر عرض کی: ''بندہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے ساتھ بددیانتی کیسے کرسکتا ہے؟'' تو آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اس طرح کہ تم کوئی ایسا کام کرو جس کا حکم تمہیں **اللہ** عَزَّوَجَلَّ اور اس کے رسول نے دیا ہو لیکن تمہارا مقصود غیرُ اللہ کی رضا کا حصول ہو، لہٰذا **رِیاکاری** سے بچتے رہو کیونکہ یہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے ساتھ **شرک ہے** اور قیامت کے دن ریاکار کو لوگوں کے سامنے **چار ناموں** سے پکارا جائے گا یعنی

''اے بدکار! اے دھوکے باز! اے کافر! اے خسارہ پانے والے! تیرا عمل خراب ہوا اور تیرا اجر برباد ہوا، لہٰذا آج تیرے لئے کوئی حصہ نہیں، اے دھوکا دینے کی کوشش کرنے والے! اب تُو اپنا ثواب اس کے پاس جا کر تلاش کر جس کے لئے تو عمل کیا کرتا تھا۔'' (الزواجر عن اقتراف الکبائر، الکبیرۃ الثانیۃ، الشرک الاصغر......الخ، ج۱، ص۶۸)

(8) جہنّم بھی پناہ مانگتا ھے

نبی مُکَرَّم، نُورِ مُجَسَّم شاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''بے شک جہنم میں ایک وادی ہے جس سے جہنم روزانہ چار سو مرتبہ پناہ مانگتا ہے، اللہ عَزَّوَجَلَّ نے یہ وادی اُمت محمدیہ علٰی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے ان ریاکاروں کے لئے تیار کی ہے جو قرآنِ پاک کے حافظ، غیر اللہ کے لئے صدقہ کرنے والے، اللہ عَزَّوَجَلَّ کے گھر کے حاجی اور راہ خدا عَزَّوَجَلَّ میں نکلنے والے ہوں گے۔''

(المعجم الکبیر، الحدیث:۱۲۸۰۳، ج۱۲، ص۱۳۶)

(9) رُسوائی کا عذاب

آج دنیا میں لوگوں پر اپنی عبادتوں کا اظہار کر کے نیک نامی چاہنے والا قیامت کے دن ذلیل وخوار ہو جائے گا۔ جیسا کہ رسولِ اکرم، نورِ مجسَّم، شاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جو شہرت کے لئے عمل کرے گا اللہ عَزَّوَجَلَّ اسے رُسوا کرے گا، جو دکھاوے کے لئے عمل کرے گا اللہ عَزَّوَجَلَّ اسے عذاب دے گا۔'' (جامع الاحادیث، قسم الاقوال، الحدیث:۲۰۷۴۰، ج۷، ص۴۴)

حکیم الامت حضرت مولانا مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ رحمۃ اللہ القوی اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں: ''یعنی جو کوئی **عبادات** لوگوں کے **دکھلاوے** (اور) **سنانے** کے لیے کرے گا تو اللہ تعالیٰ دنیا میں یا آخرت میں اس کے عمل لوگوں میں **مشہور** کردے گا مگر عزت کے ساتھ نہیں بلکہ **ذِلّت** کے ساتھ کہ لوگ اس کے عمل سن کر اس پر پھٹکار ہی کریں گے۔'' (مرْاۃ المناجیح، ج ۷، ص ۱۲۹)

آج بنتا ہوں معزز جو کھلے حشر میں عیب
ہائے رسوائی کی آفت میں پھنسوں گا یاربّ

(10) ریا کار پر جنت حرام ہے

شہنشاہِ خوش خِصال، پیکرِ حُسن و جمال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''**اللہ** عزَّوَجلَّ نے ہر **رِیاکار** پر جنت کو **حرام** کردیا ہے۔''

(جامع الاحادیث، الحدیث: ۶۷۲۵، ج ۲، ص ۴۷۶)

حضرتِ علامہ محمد عبد الرؤف مناوی علیہ رحمۃ اللہ الھادی اس حدیث کے تحت **فَیضُ الْقَدِیر شَرحُ جامِعِ الصَّغِیر** میں فرماتے ہیں: ''یعنی **ریاکار** پہلے پہل جنت میں داخل ہونے والے خوش نصیبوں کے ساتھ دُخولِ **جنت** کا شرف نہیں پاسکتا کیونکہ اُس نے ایسے شخص کی رعایت میں اپنے آپ کو مشغول کرکے کہ جو حقیقتاً اُس کے کسی نَفْع ونقصان کا مالک ہی نہیں، اپنا عمل **ضائع** کردیا اور اپنے دین کو نقصان پہنچایا۔ پس ہمیشہ **ریاکار** اس (ریاکاری کی) گندگی کے سبب لت پت رہتے ہیں تو ان کو

بھٹی میں ڈال دیا جائے گا یہاں تک کہ ان کی گندگیاں اور ناپاکیاں **مٹادی جائیں**۔ اِسی لیے ہمارے اَسلاف نیک اعمال کرتے تھے اور رد کئے جانے کے خوف سے اپنی نیتوں کے **اِخلاص** کی ہمیشگی کی حفاظت کرتے رہتے تھے۔

(فیض القدیر،تحت الحدیث ۱۷۲۵،ج۲،ص۲۸۶)

(11) جنت کی خوشبو بھی نہیں پائے گا

جب رضائے الٰہی عَزَّوَجَلَّ کے لئے **عمل** کرنے والے مسلمان خُوشی خُوشی **جنت** کی طرف بڑھ رہے ہوں گے تو اپنے اَعمال **ریا کاری** کی نذر کرنے والا بدنصیب جنت کی **خوشبو** بھی نہ سونگھ پائے گا۔ جیسا کہ سَیِّدُ الْمُبَلِّغین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِین صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''**جنت** کی خوشبو پانچ سو برس کی مسافت سے سونگھی جاسکتی ہے مگر آخرت کے **عمل** سے دنیا طلب کرنے والا اسے نہ پاسکے گا۔''

(کنزالعمال، کتاب الاخلاق،قسم الاقوال ،باب الریاء،الحدیث:۷۴۸۹،ج۳،ص۱۹۰)

(12) اپنے رب کی توہین کرنے والا مُجرِم

شفیعُ المذنبین ، انیسُ الغریبین، سراجُ السالکین صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جس نے لوگوں کے سامنے **اچھے طریقے** سے اور تنہائی میں **برے طریقے** سے نماز ادا کی ، بے شک اس نے اپنے **رب** عَزَّوَجَلَّ کی **توہین** کی۔''

(مسند ابی یعلی الموصلی ، مسند عبداللہ بن مسعود،الحدیث:۵۰۹۵،ج۴،ص۳۸۰)

حضرتِ سَیِّدُنا اِمام محمد غزالی علیہ رحمۃ اللہ الوالی اس کی مثال ہمیں یوں سمجھاتے

ہیں: کوئی شخص سارا دن بادشاہ کے سامنے کھڑا رہے جس طرح خدّام کی عادت ہوتی ہے لیکن اس کا **مقصود** بادشاہ کا قرب حاصل کرنا نہ ہو بلکہ اس کی کسی کنیز کو دیکھنا ہو تو یہ بادشاہ کے ساتھ **مذاق** ہے تو اس سے زیادہ حقارت کیا ہوگی کہ کوئی شخص **اللہ** تعالیٰ کی عبادت اس کے ضعیف بندے کو دکھانے کے لئے کرے جو اس کو بالذات نہ نفع پہنچا سکتا ہے نہ **نقصان**۔(احیاء العلوم، کتاب ذم الجاہ والریاء،فصل الثانی، ج۳، ص۳۶۹ ملخصًا)

(13) زمین وآسمان میں ملعون

مَحبوبِ ربُّ العلمین، جنابِ صادق وامین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جس نے آخرت کے عمل سے زینت پائی حالانکہ آخرت اس کی مراد تھی نہ طلب تو وہ زمین وآسمان میں **ملعون** ہے۔''

(مجمع الزوائد، کتاب الزھد، باب ماجاء فی الریا، الحدیث: ۱۷۹۴۸، ج۱۰، ص۳۷۷)

(14) ریاکاروں کا ٹھکانا

تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نُبوت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جب کوئی قوم آخرت (کے اعمال) سے آراستہ ہوکر (حصولِ) دنیا کے لئے حسن وجمال کا پیکر بنے تو اس کا ٹھکانا **جہنم** ہے۔'' (جامع الاحادیث، الحدیث: ۱۱۶۹، ج۱، ص۱۸۳)

(15) اللہ تعالیٰ کے ذمّہ کرم سے بری ہوجانے والا

فرمانِ مصطفیٰ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم ہے: ''جس نے **اللہ** عزَّوَجلَّ کے ساتھ غیرِ خدا کے لئے **دکھلاوا** کیا تحقیق وہ **اللہ** عزَّوَجلَّ کے ذمۂ کرم سے **بَری** ہوگیا۔''

(المعجم الکبیر ،الحدیث ۸۰۵، ج۲۲، ص۳۲۰)

(16) اپنے ربّ عزوجل کو ناراض کرنے والا

سرکارِ مدینہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جو دکھاوے اور شہرت کے مقام پر کھڑا ہو تو جب تک بیٹھ نہ جائے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی ناراضی میں ہے۔'' (مجمع الزوائد، کتاب الزھد، باب ماجاء فی الریاء، الحدیث:۱۷۶۶۴، ج۱۰، ص۳۸۳)

گر تُو ناراض ہُوا میری ہلاکت ہوگی
ہائے میں نارِ جہنم میں جلوں گا یاربّ

(17) حصولِ مال کے لئے علم سیکھنے والے کا انجام

نبی مُکَرَّم، نُورِ مُجَسَّم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جس نے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی رضا کے لئے حاصل کیا جانے والا علم، دنیا کا مال پانے کے لئے حاصل کیا تو قیامت کے دن وہ جنت کی خوشبو تک نہ پاسکے گا۔''
(سنن ابی داؤد، کتاب العلم، باب فی طلب العلم لغیر اللہ، الحدیث:۳۶۶۴، ج۳، ص۴۵۱)

(18) بروزِ قیامت ندامت کا سامنا

رسولِ اکرم، نورِ مجسم، شاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جب لوگ اپنے اعمال لے کر آئیں گے تو ریاکاروں سے کہا جائے گا: ''ان کے پاس جاؤ جن کے لئے تم ریاکاری کیا کرتے تھے اور ان کے پاس اپنا اجر تلاش کرو۔'' (المعجم الکبیر، الحدیث:۴۳۰۱، ج۴، ص۲۵۳)

(19) اعمال رد ہوجائیں گے

نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم ارشاد فرماتے ہیں

کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کا فرمانِ ہدایت نشان ہے: ''میں شریک سے بے نیاز ہوں جس نے کسی عمل میں کسی کو میرے ساتھ شریک کیا میں اسے اور اس کے شرک کو چھوڑ دوں گا۔'' اور جب قیامت کا دن آئے گا تو ایک مُہر بند صحیفہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں نصب کیا جائے گا **اللہ** عَزَّوَجَلَّ اپنے ملائکہ سے ارشاد فرمائے گا: ''اِنہیں قبول کرلو اور اُنہیں چھوڑ دو۔'' فرشتے عرض کریں گے: ''یارب عَزَّوَجَلَّ! تیری عزت کی قسم! ہم ان میں خیر کے علاوہ کچھ نہیں پاتے۔'' تو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرمائے گا: ''تم درست کہتے ہو مگر یہ میرے **غیر** کے لئے ہیں اور آج میں صرف وہی **اعمال** قبول کروں گا جو **میری رضا** کے لئے کئے گئے تھے۔'' (کنز العمال، کتاب الاخلاق، قسم الاقوال، حرف الراء، باب الریاء، الحدیث: ۷۴۷۱،۷۴۷۲، ج۳، ص۱۸۹)

(20) ریاکار قاری کا انجام

حضرتِ سیِّدُنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسولِ اکرم، نُورِ مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جُبُّ الْحُزْن'' سے **اللہ** (عَزَّوَجَلَّ) کی پناہ مانگو! صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! ''جُبُّ الحزن'' کیا ہے؟ فرمایا: یہ جہنم میں ایک وادی ہے کہ جہنم بھی ہر روز سو مرتبہ اس سے **پناہ** مانگتا ہے، اس میں وہ **قاری** داخل ہوں گے جو اپنے اعمال میں **ریا** کرتے ہیں۔'' ("جامع الترمذي"، أبواب الزهد، باب ماجاء في الرياء والسمعة، الحديث: ۲۳۹۰، ج٤، ص ۱۷۰)

یہاں **قاری** سے مراد وہ **بے دین علماء** ہیں جو اچھے اعمال کے لباس میں لوگوں کے سامنے آئیں اورلوگوں کو گمراہ اور بے دین بنائیں تاکہ ان سے دولت لے کران کی بدکاریوں کو جائز ثابت کریں اورظلم میں ان کے مددگار رہوں بلکہ **چاپلوس عالم** بھی خطرناک ہے جو ہرجگہ پہنچ کروہاں جیسا بن جائے ہمارا اللہ، نبی ،قران وکعبہ ایک، دین بھی ایک ہونا چاہئے۔ (مراۃ المناجیح، ج۱،ص ۲۲۹)

(21) اپنا اجر اسی سے مانگ جس کے لئے عمل کیا تھا

ریا کار کے لیے ایک بڑا نقصان وخسارہ یہ ہے کہ جب لوگوں کوان کے اَعمال کا **ثواب** ملے گااوران پر اِنعامات کی بارش ہوگی تو **رِیا کار** کی تمام لوگوں کے سامنے **بے عزتی** ہوگی۔اس سے کہا جائے گا ،تو نے اپنے عمل کے ذریعے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی **رضا** نہیں چاہی بلکہ تیرامقصود یہ تھا کہ لوگ تیری تعریف کریں تو تُو ان کے پاس جااوران ہی سے اپنا **اِنعام** وصول کراوروہ لوگ کیونکر کچھ دے سکیں گے کیونکہ وہ تو خودایک ایک نیکی کے محتاج ہوں گے۔چنانچہ حضرت سیدنا ابو سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے **اللّٰہ** کے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا:''جب **اللہ** عَزَّوَجَلَّ تمام اگلوں اور پچھلوں کو قیامت کے دن جمع فرمائے گا توایک مُنادِی یہ ندا کرے گا کہ جس نے کسی عمل میں کسی کو شریک کیا(یعنی ریاکاری کی) تواسے چاہیے کہ وہ اپنا **ثواب** اس ہی سے لے کیونکہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ شرک سے بے پرواہ ہے۔''

(جامع الترمذی ،کتاب التفسیر ،باب ومن سورۃ الکھف ،الحدیث ۳۱۶۵ ،ج ۵، ص ۱۰۵)

مُفسّرِ شہیر حکیمُ الاُمَّت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنّان اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں: یعنی جو کام رضائے الٰہی کے لیے کئے جاتے ہیں ان میں کسی بندے کی رضا کی نیت کرے۔ بندے سے مراد دُنیا دار بندہ ہے اور ظاہر کرنا بھی اپنی ناموَری کے لیے ہونا مراد ہے لہٰذا جو شخص اپنی عبادت میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم کی رضا کی بھی نیت کرے یا جو کوئی مسلمانوں کو سکھانے کی نیت سے لوگوں کو اپنے اعمال دکھائے وہ اِس وعید میں داخل نہیں۔ (مرآۃ المناجیح، ج۷، ص۱۳۰)

(22) ریا کار کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں

حضرت سیدنا اُبَی بن کَعْب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسولِ اکرم، نُورِ مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا، ''اس اُمت کو روشنی و بلندی اور زمین میں اختیارات کی خوشخبری سناؤ اور جس نے آخرت کا عمل (یعنی نیکی) دنیا کے لیے کیا اس کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں۔''

(مجمع الزوائد، کتاب الزهد، با ماجاء فی الریاء، الحدیث ۱۷۶۴۶، ج ۱۰، ص ۳۷۶)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صلَّی اللّٰہُ تعالٰی علٰی محمَّد

ہمارا کیا بنے گا؟

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! سخت تشویش کا مقام ہے کہ اگر اِخلاص نہ ہونے کی وجہ سے ہمیں بھی ریاکاروں کی صف میں کھڑا کر دیا گیا تو ہمارا کیا بنے گا؟ ربّ عَزَّوَجَلَّ کی ناراضی، دودھ وشہد کی بہتی ہوئی نہریں، جنّت کی حُوریں، عالیشان

محلّات اور جنّت کے دیگر انعامات سے **محرومی** اور میدانِ محشر میں سب کے سامنے **رُسوائی** کا صدمہ ہم کیسے سہیں گے؟ ہمارا نازُک وُجُود جو **گرمی یا سردی** کی ذراسی شدت سے پریشان ہوجاتا ہے جہنم کے ہولناک **عذابات** کیونکر برداشت کرپائے گا۔ ؎

ہائے! معمولی سی گرمی بھی سہی جاتی نہیں

گرمیِ حشر میں پھر کیسے سہوں گا یاربّ

جَھَنَّم کا ھلکاترین عذاب

حضرت سیِّدُنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما روایت کرتے ہیں کہ رسولِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''دوزخیوں میں سب سے **ہلکا عذاب** جس کو ہوگا اسے **آگ کے جوتے** پہنائے جائیں گے جن سے اس کا **دماغ کھولنے لگے گا**۔''

(صحیح البخاری ،باب صفة الجنة والنار ، الحدیث ٦٥٦١،ج٤،ص٢٦٢)

ھمارا نازُك وجود

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! **ذرا** تصور تو کیجئے کہ اگر ہمیں **رِیاکاری** کی سزا کے طور پر **جہنم** کا صرف یہی عذاب دیا جائے تو بھی ہم سے **برداشت** نہ ہوسکے گا کیونکہ ہمارے پاؤں اتنے **نازُک** ہیں کہ کسی گرم انگارے پر جاپڑیں تو پورے وُجود کو اُچھال کر رکھ دیں، معمولی سا سردرد ہمارے **ہوش گُم** کردیتا ہے تو پھر وہ **عذاب** جس سے دماغ کھولنے لگے ، برداشت کرنے کی کس میں **ہمت** ہے ؟ مگر آہ! **ریاکاروں** کو تو جہنم کی اس وادی میں ڈالا جائے گا جس سے جہنم بھی **پناہ** مانگتا ہے۔ (اَلْاَمَان وَالْحَفِیْظ) اسلامی بھائیو! کیا اب بھی ہم **ریاکاری** سے باز نہیں آئیں گے ، کیا

اب بھی **اخلاص** نہیں اپنائیں گے؟ کب تک یونہی **غافل** رہیں گے؟ آہ! اگر رحمتِ خداوندی شاملِ حال نہ ہوئی تو **ہمارا کیا بنے گا؟**

کب گناہوں سے کنارہ میں کروں گا یارب
نیک کب اے میرے **اللہ**! بنوں گا یارب

دردِ سر ہو یا بخار میں تڑپ جاتا ہُوں
میں جہنم کی سزا کیسے سہوں گا یارب

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اِس سے پہلے کہ **موت** ہمیں عمدہ بچھونے سے اٹھا کر قبر میں فرشِ خاک پر سُلا دے، ہمیں چاہیے کہ **ریاکاری** کی تاریکی سے نجات پانے کے لئے اپنے سینے کو **نورِ اخلاص** سے منوّر کرلیں۔

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صلَّی اللّٰہُ تعالٰی علٰی محمَّد

کسی کو ریاکار کہنا کیسا؟

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! ریاکاری کی معلومات حاصل کرنے میں اپنی **اصلاح** مقصود ہونی چاہئے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ ہم شیطٰن کے بچھائے ہوئے **ریاکاری** کے جال سے بچتے بچتے **بدگمانی** کے چنگل میں جا پھنسیں، لہٰذا کسی بھی **مسلمان** کو ہرگز ریاکار **قرار** نہ دیجئے کیونکہ کسی کے ریاکار یا مُخلص ہونے کا انحصار اس کی **نیت** پر ہے۔ شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب و سینہ، صاحبِ معطر پسینہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: "**اَعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے۔**" (صحیح البخاری، الحدیث ۱، ج ۱، ص ۱)

اور نیت کا تعلق دل سے ہے، ہمارے پاس کوئی ایسا آلہ یا ذریعہ موجود نہیں کہ کسی کے

بتائے بغیر اس کے **دل کی بات** یقینی طور پر جان سکیں۔ لہٰذا ہماری **آخرت** کی بہتری اسی میں ہے کہ کسی کو بھی ریا کار **گمان** نہ کریں کہ یہ **بدگمانی**[1] ہے اور بدگمانی **حرام** اور **جہنم** میں لے جانے والا کام ہے۔

''نِیَّت'' کے تین حُرُوف کی نسبت سے 3 شرعی احکام

(1) **اعلیٰ حضرت**، اِمامِ اَہلسنّت، مولیٰنا شاہ امام اَحمد رضا خان علیہ رحمۃُ الرَّحمٰن فتاوٰی رضویہ جلد 16 صفحہ 500 پر لکھتے ہیں: ''بلا وجہ شرعی مسلمان پر قصدِ **ریا** کی بدگمانی بھی **حرام** (ہے)۔''

(2) کسی نے **اعلیٰ حضرت** علیہ رحمۃُ ربِّ العزّت سے **پوچھا** کہ ایک صاحب نے چندہ (دیکر) مسجد بنوانے کی کوشش کی، اِسی وجہ سے اپنا نام بھی پتھر میں کَندَہ کرانا چاہتے ہیں آیا **نام** کا کندہ کرانا شرعاً درست ہے یا نہیں؟ اس کا **جواب** دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: ''نام کندہ کرانے کا حکم اختلافِ **نیت** سے مختلف ہوتا ہے اگر نیت **ریا و نمود** ہے **حرام و مردُود** ہے اور اگر **نیت** یہ ہے کہ تابقائے نام (یعنی جب تک نام لکھا رہے) مسلمان **دُعا** سے یاد کریں تو حرج نہیں، اور حتی الامکان مسلمان کا کام محملِ **نیک** ہی پر محمول کیا جائے گا۔'' (فتاوٰی رضویہ، ج ۲۳، ص ۳۸۹)

(3) کسی نے کچھ اس طرح کا سوال کیا کہ اگر کوئی امام آگے پیچھے تو مغرب کی اذان تاخیر سے دلواتا ہو مگر اپنے پیر کی موجودگی میں اُسے **دکھانے** کے لئے جلد اذان دلوائے اور جماعت کرواتے وقت سجدہ و رکوع میں عام معمول سے ہٹ کر زیادہ دیر لگائے تو کیا یہ اس کے **ریا کار و مکّار** ہونے کی علامت ہے؟ **اعلیٰ** حضرت

[1]: بدگمانی کی تفصیلی معلومات کے لئے مکتبۃ المدینہ کا شائع کردہ رسالہ ''بدگمانی'' ہدیۃً طلب کیجئے۔

علیہ رحمۃُ ربِّ العزّت نے اس کا جواب یہ دیا: اذانِ مغرب میں بلاوجہ شرعی تاخیر خلاف سنّت ہے، پیر کے سامنے جلد دلوانا **ریا** پر کیوں محمول کیا جائے بلکہ پیر کے **خوف** یا لحاظ سے اُس خلافِ سنّت (فعل) کا ترک (کیوں نہ سمجھا جائے؟)، پیر کے سامنے رکوع وسجود میں دیر بھی خواہ نخواہ **ریا** اور **مکاری** پر **دلیل** نہیں بلکہ اس کے موجود ہونے سے تاثر (یعنی اثر ہونا) بھی ممکن اور مسلمانوں کا **فعل** حتی الامکان محملِ حسن (یعنی اچھائی) پر محمول (گمان) کرنا **واجب** اور **بدگمانی رِیا سے کچھ کم حرام نہیں**، ہاں اگر رکوع وسجود میں اتنی **دیر** لگاتا ہو کہ سنّت سے زائد اور مقتدیوں پر **گراں** ہوتو ضرور **گناہگار** ہے۔ واللہ تعالٰی اعلم۔ (فتاوٰی رضویہ جلد ۵، ص ۳۲۴)

صَلُّو ا عَلَی الْحَبِیب ! صلَّی اللّٰہُ تعالٰی علٰی محمَّد

ایک سال تک رونے سے محروم رہے

حضرتِ سیِّدُ نامکحول دِمشقی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں، ’’جب تم کسی کو روتے دیکھوتو اُس کے ساتھ رونے لگ جاؤیہ **بدگُمانی** نہ کروکہ وہ لوگوں کو **دکھانے** کیلئے ایسا کررہاہے۔ میں نے ایک بار ایک شخص کو روتا دیکھ کر **بدگمانی** کی تھی کہ یہ **رِیاکاری** کررہاہے تواِس کی سزامیں ایک سال تک (خوف خدااور عشق مصطفٰے صلَّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلَّم میں) رونے سے **محروم** رہا۔‘‘ (تَنبِیہ المُغتَرین ص ۱۰۷)

صَلُّو ا عَلَی الْحَبِیب ! صلَّی اللّٰہُ تعالٰی علٰی محمَّد

تَجَسُّس نہ کیجئے

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! کسی کے بارے میں **تجسُّس** کرنااور اس میں ریاکاری کی علامات تلاش کرنا تاکہ اس کو بدنام کیا جائے **یہ سب بھی حرام** ہے۔

(احیاء علوم الدین، کتاب الحلال والحرام، الباب الثالث الحالۃالاولیٰ، ج۲،ص۱۵۰/کتاب الامر بالمعروف......الخ، ج۲،ص۳۹۹ ملخصاً) **بہرحال ہمیں** چاہئے کہ دوسروں میں **عیب تلاش** کرنے کے بجائے **ریاکاری** کی بیان کردہ صورتوں کو اپنے اندر تلاش کرنے کے بعد **علاج** کی تدبیر کریں۔

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صلَّی اللّٰہُ تعالٰی علٰی محمَّد

اے ریاکار!

ایک عورت نے حضرتِ سیدنا مالک بن دینار علیہ رحمۃ الغفار کو اِن **الفاظ** سے پکارا: ''**اے ریاکار!**'' آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے عاجزی سے کہا: ''اے خاتون! بصرہ کے لوگ میرا نام بھول گئے تھے، تو نے اس نام کو تلاش کرلیا۔'' (تذکرۃ الاولیاء، ص۵۳)

سُبْحَانَ اللّٰہ ! سُبْحَانَ اللّٰہ ! ہمارے اَسلاف **سراپا اخلاص** ہونے کے ساتھ ساتھ نہایت ہی بُردبار اور خوش اخلاق ہوا کرتے تھے۔ کوئی کتنا ہی تنگ کرے مگر ان کو اپنے نفس کی خاطر غصہ نہیں آتا تھا، اگر کبھی آ بھی جاتا تو دامنِ صبر ہاتھوں سے ہرگز نہ جاتا۔ اگر ہمیں بھی کوئی **ریاکار** کہہ دے تو آپے سے باہر ہونے کے بجائے **صبر** کرکے **اجر** کمانا چاہئے۔

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صلَّی اللّٰہُ تعالٰی علٰی محمَّد

ریاکاری کیسے ہوتی ہے؟

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! ریاکاری سے بچنے کے لئے یہ جاننا بَہُت ضروری ہے کہ ہم کس طرح ریاکاری میں مبتلا ہوسکتے ہیں۔ چنانچہ ریاکاری کبھی تو **زبان** کے ذریعے ہوتی ہے اور کبھی **فعل** کے ذریعے، اِس کی ضروری تفصیل مُلاحظہ ہو:

’’زبان کی بے احتیاطی‘‘ کے پندرہ حُرُوف کی مناسبت سے کلام کے ذریعے ریاکاری کی 15 صورتیں

(1) نپے تُلے الفاظ میں اِس **نیت** سے دینی باتیں کرنا کہ لوگوں پر اس کی وسیع **دینی معلومات** اور فصاحت و بلاغت کا سکّہ بیٹھ جائے کہ میں ایسا قادرُ الکلام ہوں کہ کوئی مجھ سے بڑھ کر اچھے طریقے سے اپنا مُدَّعا بیان کر ہی نہیں سکتا۔ ایسے لوگ اپنے اندازِ گفتگو کے ذریعے **نمایاں** مقام حاصل کرنے کے خواہاں ہوتے ہیں۔ واعظین، مبلغین اور مصنّفین **ریاکاری** کی اس صورت کا بآسانی شکار ہوسکتے ہیں۔

(2) مصنف کا کتاب کے مقدمے (یعنی شروع) میں اِس قسم کے **الفاظ** لکھنا کہ ’’میں نے اتنی بڑی مثلاً 1000 صفحات کی کتاب محض 10 دن میں لکھی ہے۔‘‘ تاکہ پڑھنے والوں پر اس کے ہمہ وقت **دینی کاموں** میں مصروف رہنے کی **دھاک** بیٹھ جائے۔

(3) بیان کرنے والے کا بیان کے آغاز میں اِس طرح کے **کلمات** کہنا کہ سُننے والے اُسے **راہِ خدا** عَزَّوَجَلَّ میں **قربانیاں** دینے والا تصور کرتے ہوئے خود کو اس کا احسان مند سمجھیں۔ مثلاً میں 6 دن سے مسلسل سفر پر ہوں، 13 گھنٹے کا سفر کر کے یہاں پہنچا ہوں، بہت تھکا ہوا ہوں، ابھی کھانا بھی نہیں کھایا تھا مگر بیان کرنے پہنچ گیا ہوں وغیرھا۔

(4) **دورانِ** گفتگو بات بات پر اپنے **دینی کارنامے** بیان کرنا تاکہ سُننے والے اسے دین کا بہت بڑا **خادِم** تصور کریں اور اس کی **عظمتوں** کے قائل ہوجائیں۔ مثلاً مجھے تو 15 سال ہوگئے نیکی کی دعوت عام کرتے ہوئے، میں اتنے عرصے تک

فلاں فلاں **ذمہ داری** پر فائز رہا، میں نے اتنے علاقوں بلکہ مُلکوں میں جا کر **مَدَنی کام** کیا، میں نے سینکڑوں افراد کو گناہوں سے **توبہ** کروائی، مَدَنی کام کرنے پر آمادہ کیا، ان کی **تربیت** کی وغیرھا۔ کسی بھی **مذہبی تنظیم یا تحریک** سے وابَستہ افراد **رِیاکاری** کی اس صورت کا بآسانی شکار ہو سکتے ہیں۔

(5) **کسی** شرعی مسئلے کا زبانی یا تحریری جواب دیتے وقت اِس **نیّت** سے عربی عبارات پڑھنا یا لکھنا اور بلاضرورت ایک سے زائد کُتب کا حوالہ دینا کہ سائل وسامعین پر اس کے **کثرتِ مطالعہ** کا راز کُھل جائے اور وہ اُسے بہت بڑا عالم اور مفتی تصور کریں۔

(6) **دینی** حوالے سے شہرت رکھنے والے یا کسی مُعَظَّم شخص کا نئے ملاقاتی کو اپنا **تعارُف** اِس نیت سے کروانا کہ یہ میرے مقام ومرتبے سے آگاہ ہو کر مجھے **عزت** دے یا کوئی **دُنیاوی نفع** پہنچائے۔

(7) **کسی** جامعہ یا مدرسے کے استاذ کا بلاضرورت طَلَبہ کے سامنے اپنے **کارنامے** بیان کرنا تاکہ طلبہ اُس کے گرویدہ ہو جائیں کہ ہمیں پڑھنے کے لئے کتنا عظیم اُستاذ ملا ہے۔

(8) **کسی** کو اپنے کثیر فضائل بتا کر یہ کہنا کہ ''آپ کسی اور کو مت بتانا۔'' تاکہ سامنے والا متأثر ہو جائے کہ بہت **مخلص** شخص ہے کہ کسی پر اپنا نیک **عمل** ظاہر نہیں کرنا چاہتا۔

(9) **کسی** کو نیکی کی دعوت اِس **نیت** سے دی کہ لوگ اسے مسلمانوں کا عظیم **خیرخواہ** تصور کریں یا کسی کو برائی سے اس لئے منع کیا کہ لوگ اس سے **متأثر** ہو جائیں

کہ ''بڑا **غیرت مند** شخص ہے جو برائی دیکھ کر خاموش نہیں رہ سکتا۔'' حالانکہ اِس نے اپنے **گھر** میں ہونے والی برائی دیکھ کر کبھی ایسی غیرت نہیں کھائی۔

(10) **حافظ** قرآن یا عالِمِ دین کا بلاضرورت اپنا حافظ یا عالم ہونا اس نیت سے ظاہر کرنا کہ لوگ اس کی **آؤ بھگت** کریں۔ اسے نمایاں جگہ پر بٹھائیں۔

مدینہ: بہارِ شریعت میں ہے: عالم اگر اپنا عالم ہونا لوگوں پر ظاہر کرے تو اس میں حرج نہیں مگر یہ ضروری ہے کہ **تَفَاخُر** (فخر جتانے) کے طور پر یہ اظہار نہ ہو کہ **تفاخُر حرام** ہے بلکہ محض تحدیثِ نعمت الٰہی کے لیے یہ ظاہر ہوا اور یہ مقصد ہو کہ جب لوگوں کو ایسا معلوم ہوگا تو اِستفادہ کریں گے کوئی دین کی بات پوچھے گا اور کوئی پڑھے گا۔ (بہارِ شریعت، حصہ ۱۶، ص ۲۷۰)

(11) **حج** کرنے والے کا بلاضرورت اپنا **حاجی** ہونا اس نیت سے ظاہر کرنا کہ لوگ اس کی تعظیم کریں۔

(12) **اظہارِ فخر** کے لئے مشہور و معروف مشائخ سے ملاقات یا ان کی صحبت میں رہنے یا ان سے رشتہ داری کا دعوٰی اس **نیت** سے کرنا کہ لوگ اسے بھی مُعَظَّم سمجھیں اور اس کی راہ میں آنکھیں بچھائیں۔

(13) **عاجزی** یا ہمدردی کے ایسے الفاظ بولنا جن کی دل **تائید** نہ کرتا ہو، مثلاً میں تو بہت **کمینہ** ہوں، میں تو آپ کے دَر کا **کتا** ہوں (اور جب کوئی اسے ان الفاظ سے مخاطب کرنے کی ہمت کر بیٹھے تو یہ آپے سے باہر ہو جائے)

(14) اپنی نیکیوں کا **بلاضرورت** اِظہار اِس نیت سے کرنا تا کہ لوگوں

کے دلوں میں اس کی **عزت و مرتبے** میں اضافہ ہوجائے۔

(15) مناظرانہ اندازِ گفتگو اِس **نیت** سے اختیار کرنا تاکہ سننے والے اس کی فقاہت اور ذہانت کے قائل ہوجائیں۔

خبردار! خبردار! خبردار! کسی بھی مسلمان کو (بالخصوص جن کا ذکر ہوا) **ریاکار** گمان نہ کیجئے، **اعلیٰ حضرت** امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن **فرماتے ہیں**: لاکھوں مسائل واحکام، نیت کے فرق سے **تبدیل** ہوجاتے ہیں۔ (فتاویٰ رضویہ، ج۸، ص۹۸) **بدگمانی حرام** ہے اور نیک مسلمان سے حُسنِ ظن رکھنا **مستحب** ہے۔ ہم میں سے ہر ایک کو چاہیے کہ کلام کے ذریعے ہونے والی ریاکاری کی ان صورتوں کو اپنے آپ میں **تلاش** کرے۔

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صلَّی اللّٰہُ تعالیٰ علٰی محمَّد

''اپنی نیکیاں چھپایئے'' کے پندرہ حُرُوف کی نسبت سے فعل (یعنی عمل) کے ذریعے ریاکاری کی 15 صورتیں

(1) **گفتگو** یا بیان کرنے یا سننے یا نعت شریف پڑھنے یا سننے کے دوران اِس نیت سے **آبدیدہ** ہوجانا کہ دیکھنے والے اسے **خوفِ خدا** عَزَّوَجَلَّ رکھنے والا، بہت بڑا **عاشقِ رسول** سمجھیں۔

(2) **لوگوں** کی موجودگی میں یا کسی محفل میں **مسلسل ہونٹ ہلاتے** رہنا تاکہ لوگ اسے کثرت سے ذکرُ **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کرنے والا یا دُرُودِ پاک **پڑھنے والا** سمجھیں۔

(3) فقط **اِس** لئے زبانی بیان کرنا کہ لوگ اسے بہت بڑا **عالِم** تصور کریں یا دیکھ کر بیان کرنے سے اِس لئے کترانا کہ سننے والے کہیں اسے **جاہل** نہ سمجھیں۔

(4) **باہَر** عفوودرگزر اور عاجزی کا پیکر بنے رہنا اور گھر میں ایسا شیرِ بَبر کہ ناک پر مکھی نہ بیٹھنے دے۔

(5) **لوگوں** کے سامنے **خوش اَخلاقی** کا اشتہار ہو اور گھر والے اس کی **بداَخلاقی** سے بیزار ہوں۔

(6) **لوگوں** کے سامنے **خشوع وخضوع** سے تمام آداب بجالاتے ہوئے نماز پڑھے اور تنہائی میں ایسی کہ فرائض وواجبات پورے ہونا مشکوک ہو جائے۔

(7) **جَلْوَت** میں (یعنی لوگوں کے سامنے) تو کھانے، پینے، بیٹھنے اور دیگر سنتوں پر خوب **عمل** کرنا، مگر خَلْوَت (یعنی تنہائی) میں **سستی** کرنا۔

(8) **لوگوں** کے سامنے **سخاوت** کا موقع ملے تو کسی سے پیچھے نہ رہے مگر کوئی اکیلے میں **مدد** کے لئے درخواست کرے تو حیلے بہانے کرے۔

(9) **کسی** دعوت میں جانا پڑے تو اِس لئے کم کھائے کہ شُرَکاء اسے مُتَّبِعِ سنت (یعنی سنّت کی پیروی کرنے والا) اور **قَلِیْلُ الْغِذاء** (یعنی کم کھانے والا) تصور کریں مگر جب گھر میں یا بے تکلف دوستوں کے درمیان ہو تو دوسروں کا حصہ بھی چَٹ کر جائے۔

شیخِ طریقت امیرِ اہلسنّت دامت برکاتہم العالیہ ہمیں سمجھاتے ہوئے **فیضانِ سنت** جلد اول صفحہ 752 پر لکھتے ہیں: بے شک عمر بھر ڈَٹ کر کھائے تب بھی گنہگار نہیں اور

اگر زندگی میں ایک بار بھی **رِیا کار** بنا تو گنہگار اور عذابِ نار کا حقدار ہے۔ اسلامی بھائیوں کے سامنے تو سنبھل کر تھوڑا سا کھائے تا کہ یہ تأثُّر قائم ہو کہ واہ بھئی! اِس نے **پیٹ کا قفلِ مدینہ** لگایا ہوا ہے اور پھر ''کھاؤں کھاؤں'' کرتا ہوا گھر پہنچے اور بھوکے شیر کی طرح غذاؤں پر ٹوٹ پڑے ایسا شخص پکّا ریا کار اور دوزخ کا حقدار ہے۔ بیشک وہ اسلامی بھائی بَہُت عَقْلمند ہے جو دوسروں کے سامنے اِس طرح کھائے کہ اُس کی **کم خوری** کا کسی کو اندازہ نہ ہو سکے اور گھر وغیرہ میں خوب اچّھی طرح پیٹ کا قفلِ مدینہ لگائے رکھے۔ عمل صِرْف وصِرْف **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کی رِضا کیلئے ہونا چاہئے کہ **اِخلاص قبولیّت کی کُنجی ہے۔**

ریا کاریوں سے بچا یا الٰہی
کر اِخلاص مجھ کو عطا یا الٰہی

دُوسروں کی موجودگی میں کم کھانے کا طریقے

(امیرِ اہلسنّت دامت برکاتہم العالیہ مزید لکھتے ہیں) **دوسروں** کی موجودَگی میں **ریا کاری** یا میزبان وغیرہ کے اِصرار سے بچنے کیلئے ایک طریقہ یہ بھی ہوسکتا ہے کہ تین انگلیوں سے چھوٹے چھوٹے نوالے لیکر خوب چبا کر کھایئے اور ہمیشہ ان سنّتوں کا خیال رکھئے۔ بالخصوص دعوتوں میں اکثر لوگ جلد جلد کھاتے ہیں لہٰذا ہوسکتا ہے کھانے کی مشغولیت انہیں آپ سے بے توجُّہ رکھے۔ اگر پھر بھی آپ خود کو جلد فارِغ ہوتا محسوس فرمائیں تو اطمینان سے ہڈّیاں چُوستے رہئے۔ امّید ہے اس طرح آپ سب

کے ساتھ فراغت حاصِل کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے۔سب کے سامنے جلدی جلدی ہاتھ کھینچ لینا اگر **ریا** یعنی دکھاوے کی خاطِر ہو کہ لوگ سمجھیں کہ نیک آدمی ہے اور تقوے کی وجہ سے **کم** کھاتا ہے تو ایسا کرنا **حرام** اور **جہنَّم** میں لے جانے والا کام ہے۔ **رِیا کاری** سے اپنے آپ کو بچانا بہت ضَروری ہے۔سرکارِ**مدینہ** صلی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے، **اللہ** عَزَّوَجَلَّ اُس **عمل** کو قبول نہیں فرماتا جس میں ایک ذَرّہ کے برابر بھی **ریا** (یعنی دِکھاوا) ہو۔(التَّرغیب وَالتَّرهیب ج ۱ ص ۸۷) (فیضانِ سنت جلد اول صفحہ 752)

(10)**اگر نفلی** روزہ رکھے ہوئے ہو تو لوگوں کے سامنے ہونٹوں پر زبان پھیرے یا ایسی حرکتیں کرے جس سے لوگ اس کے **روزہ دار** ہونے پر آگاہ ہو جائیں۔

(11) **کثیر مجمع** کے سامنے ایکو ساؤنڈ پر نعت شریف پڑھنے کا موقع ملے تو خوب **جھوم جھوم** کر پڑھے اور ایکو ساؤنڈ نہ ہو یا تھوڑے لوگ ہوں یا تنہائی میں پڑھے تو تھوڑی ہی دیر میں گلا تھک جائے۔

شیخِ طریقت امیرِ اہلسنّت دامت برکاتہم العالیہ ہمیں سمجھاتے ہوئے اپنے رسالے **''شیطان کے چار گدھے''** کے صفحہ 39 پر لکھتے ہیں: **حُسنِ** قِراءَت یا نعت خوانی کے مقابلے میں جو دُوُم آیا وہ اوّل آنے والے سے، اور جو سِوُم آیا وہ دُوُم اور اوّل آنے والے سے اگر حسَد کرتا ہے یا تو اپنے زُعم میں یہ سمجھتا ہے کہ میں نے بہترین آواز میں قِراءَت کی یا نعتِ پاک پڑھی مگر پھر بھی میں سِوُم رہا اور لوگوں سے کہتا ہے، یہ مُنصِفین (جج صاحبان) کی ناانصافی ہے۔تو تہمت اور غیبت وغیرہ بدگمانی کی

آفت میں پھنسا۔ اِس میں **ریا کاری** کے بھی خطرات ہیں جبکہ اس نے نعت ِ پاک **اللّٰہ** اوراس کے رسول عَزَّوَجَلَّ وَ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلّم کے لئے نہیں صِرْف **''تمغہ''** حاصِل کرنے ، ٹرافی جیتنے، انعام یا رَقَم حاصِل کرنے کے لئے پڑھی تھی اور اِسی لئے کوشش کی تھی کہ میں اوّل آجاؤں تا کہ اَخبارات میں میری تصویر یا نام آجائے اور میری خوب واہ! واہ! ہو، سب میری آواز کی داد دیتے ہوں، مبارکباد وتحائف پیش کرتے ہوں وغیرہ۔ اِس طرح **ثواب** کی کوئی امّید نہیں بلکہ **ریا کاری** کی آفت میں مُبتَلا ہونے کے سبب عذاب کا اِسْتِحقاق ہے۔ اس طرح کے'' مقابلے'' شرعاً دُرُست ہیں مگر شرکت کرنے والے کو اپنے دل پر غور کرلینا چاہئے کہ اُس میں کتنا **اِخلاص** ہے۔

دو شعر حُصولِ برکت کیلئے پڑھنے دیجئے؟

کہیں کثیر اجتماع ہو، ایکو ساؤنڈ لگا ہوا ہو تو عوام کا اِزْدِحام دیکھ کر تقریباً ہر ایک کو مائک پر آکر بیان کرنے، قراءت کرنے یا نعت شریف پڑھنے کو جی چاہتا ہوگا، اگر نعتیں ریکارڈ کی گئی ہوں تو پھر کیسٹ میں صِرْف اپنی پڑھی ہوئی نعت شریف کی تلاش ہوگی کہ میری بھی کہیں آواز ہے یا نہیں! اگر کیسٹ میں آواز نہیں تو رنجیدہ ہوتا ہوگا، اِس طرح یہ غمگین ہونا کیسا؟ نیز خوش اِلْحان قاری ونعت خوان کی یہ آرزو کہ میری کیسٹ بازار میں آنی چاہیے، کیا اِس آرزو میں **اِخلاص** کی بھی کوئی اُمّید ہے؟ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے لئے قِراءَت ونعت تھی یا کیسٹ کے لئے؟ اگر کہیں بہُت بڑا اجتماعِ ذکر ونعت ہو رہا ہے اِیکو ساؤنڈ لگا ہوا ہے تو بعض کہیں گے، کہ حُصولِ بَرَکت کے لئے

دو اشعار مجھے بھی پڑھنے دیئے جائیں۔ برائے مہربانی اپنے دل کے اندر جھانک کر دیکھئے کہ **برکت چاہئے یا شُہرت**! اگر واقِعی آپ کو **بَرَکت** ہی کی طلب ہے تو میرا **مدنی مشورہ** ہے کہ گھر کا بند کمرہ ہو اور تصوُّرِ گنبدِ خضرا ہو پھر نعت شریف پڑھئے ان شاءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ **ریاکاری** سے بھی بچت اور بَرَکت ہی بَرَکت بلکہ ان شاءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ بَرَکات کی برسات ہوگی اور آپ کا نامۂ اعمال حَسَنات کے نور سے بھرپور ہوجائے گا۔ **اَلْعَاقِلُ تَکْفِیْہِ الْاِشَارَۃُ** یعنی عقلمند کے لئے اشارہ کافی ہے۔ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ ہمیں **اِخلاص** عطا فرمائے۔

دل میں ہو یاد تری گوشۂ تنہائی ہو
پھر تو خلوت میں عجب انجمن آرائی ہو (ذوقِ نعت)

(ماخوذ از رسالہ ''شیطان کے چار گدھے'' ص ۳۹)

(12) **بیان** میں عوام کی تعداد زیادہ تو **جوشِ خطابت** کا یادگار مظاہرہ اور اگر کسی وجہ سے تعداد کم ہو تو سارا **جوش ٹھنڈا** پڑ جائے یا بیان کرنے کو ہی جی نہ چاہے۔

(13) **اگر قسمت** سے شب بیداری کرنے یا تہجد پڑھنے کا موقع ملے تو دن میں لوگوں کے سامنے آنکھیں مَلے یا اِس انداز سے انگڑائیاں وغیرہ لے کہ اس کی **شب بیداری** کا سب کو پتا چل جائے۔

(14) **لوگوں** کے سامنے تو عورت کو آتا دیکھ کر نگاہیں **جھکا** لے اور اگر لوگوں کی نگاہوں سے اوجھل ہو تو ٹکٹکی باندھ کر **بدنگاہی** کرے۔

(15) **گانے** باجے کی آواز آنے پر لوگوں کے سامنے کانوں میں انگلیاں ڈال لے تاکہ لوگ اسے **مُتَّبِعِ شریعت** تصور کریں اور حال یہ ہو کہ گھر یا موبائل وغیرہ میں میوزیکل ٹون والی گھنٹی لگوائی ہوئی ہو۔

اِسی طرح غور کرتے چلے جائیں گے تو ہمیں پتا چلے گا کہ لباس، گفتار، کردار میں کیسے کیسے انداز سے **ریاکاری** ہوسکتی ہے۔ عین **ممکن** ہے کہ کسی کی **دُکھتی رگ** پر ہاتھ پڑ گیا ہو، ایسے اسلامی بھائیوں کو بھی چاہیے کہ **ناراض** ہونے کے بجائے بعدِ توبہ اپنے **علاج** کی ترکیب بنائیں۔

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! یاد رہے کہ ہمیں کسی مسلمان کے کسی فعل پر **بدگمانی** نہیں کرنی کیونکہ بدگمانی **حرام** ہے اور نیک مسلمان سے حُسنِ ظن رکھنا **مُستَحَبْ** ہے۔ بلکہ ایسے افعال کرنے والوں کو چاہیے کہ **ریاکاری** کی ان صورتوں کو اپنے آپ میں تلاش کرنے کے بعد **علاج** کی تدبیر کریں۔

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب !   صلَّی اللّٰہُ تعالٰی علٰی محمَّد

ریاکاری کن چیزوں میں ہوتی ہے؟

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! ریاکاری ممکنہ طور پر تین چیزوں میں ہوسکتی ہے:

(۱) **اِیمان** میں......(۲) **دُنیوی** معاملات میں......(۳) **عبادات** میں۔

اِن کی ضروری **تفصیل** ملاحظہ ہو:

(1) ایمان میں ریا

ظاہری طور پر مسلمان ہونا اور باطن میں اِسلام کو جھٹلانے والا، اِس ریا کو **نفاق** بھی کہتے ہیں یعنی زَبان سے اسلام کا دعوٰی کرنا اور دل میں اسلام سے انکار کرنا، یہ بھی **خالص کُفر** ہے۔ایسا شخص **مُنافق** ہےاور دعوٰیٔ ایمان میں جھوٹا ہے۔

پارہ 27 سورۃ المنافقون کی پہلی آیت میں ارشادِ رب العالمین ہے:

اِذَا جَآءَكَ الْمُنٰفِقُوْنَ قَالُوْا نَشْهَدُ اِنَّكَ لَرَسُوْلُ اللّٰهِ ۘ وَاللّٰهُ یَعْلَمُ اِنَّكَ لَرَسُوْلُهٗ ؕ وَاللّٰهُ یَشْهَدُ اِنَّ الْمُنٰفِقِیْنَ لَكٰذِبُوْنَ ۚ﴿۱﴾

ترجمۂ کنزالایمان: جب منافق تمہارے حضور حاضر ہوتے ہیں کہتے ہیں کہ ہم گواہی دیتے ہیں کہ حضور بیشک یقیناً **اللّٰه** کے رسول ہیں اور **اللّٰه** جانتا ہے کہ تم اس کے رسول ہو، اور **اللّٰه** گواہی دیتا ہے کہ منافق ضرور جھوٹے ہیں۔

ایسے لوگوں کے لئے جہنّم کا سب سے نچلا طبقہ ہے۔ **اللّٰه** عَزَّوَجَلَّ نے قرانِ مجید میں اس کے بارے میں فرمایا:

اِنَّ الْمُنٰفِقِیْنَ فِی الدَّرْكِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ ۚ (پ۵، النسآء: ۱۴۵)

ترجمۂ کنزالایمان: بے شک منافق دوزخ کے سب سے نیچے طبقہ میں ہیں۔

سرورِ کائنات، شہنشاہِ موجودات صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی ظاہری حیات کے زمانے میں اِس صِفت کے کچھ افراد بطورِ **مُنافِقین** مشہور ہوئے، ان کے باطِنی کُفر کو **قرآنِ مجید** میں بیان کیا گیا ہے۔ نیز **سلطانِ مدینہ** صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے بعطائے الٰہی عَزَّوَجَلَّ اپنے وسیع عِلم سے ایک ایک کو پہچانا اور نام بنام فرمادیا کہ یہ یہ **منافق**

ہے۔(المعجم الاوسط،الحدیث ۷۹۲،ج۱،ص ۲۳۱) اب اِس زمانے میں کسی مخصوص شخص کی نسبت **یقین** سے کہنا کہ وہ **مُنافِق** ہے ممکِن نہیں کہ ہمارے سامنے جو **اسلام** کا دعویٰ کرے ہم اُسے **مسلمان** ہی سمجھیں گے۔(الیواقیت ،ج۲،ص۳۷۳) جب تک کہ **ایمان** کے مُنافی (یعنی ایمان کے اُلٹ) کوئی قَول (بات) یا فِعل (کام) اُس سے سَر زَد نہ ہو۔ البتّہ **نِفاق** یعنی مُنافَقت کی ایک شاخ اِس زمانے میں بھی پائی جاتی ہے کہ بَہُت سے **بدمذہب** اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں اور دیکھا جائے تو **اسلام** کے دعوے کے ساتھ ساتھ بہُت سے **ضَروریاتِ دین** کا انکار بھی کرتے ہیں۔

(بہارِشریعت حصہ اوّل ص ۹۶ مُلَخَّصاً)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صلَّی اللّٰہُ تعالٰی علٰی محمَّد

(2) دُنیوی معاملات میں ریا

کبھی ریاکاری کا اطلاق اس پر بھی ہوتا ہے کہ کوئی شخص دنیاوی عمل کے ذریعے لوگوں کے دلوں میں اپنی **عزت و مرتبہ** قائم ہونے کی خواہش کرے۔ مثلاً وہ اِس لیے صاف ستھرا، خوشبو میں بسا ہوا اور اچھا لباس زیب تن کرتا ہے کہ لوگ اس کی جانب متوجہ ہوں اور گھر میں اس کی حالت اس کے برخلاف ہوتی ہے۔ لوگوں کے لئے کی جانے والی ہر آرائش وزیبائش اور عزت افزائی کو اِسی پر قیاس کرلیجئے۔

شرعی حُکم: ایسی ریاکاری **حرام** نہیں کیونکہ اس میں دینی معاملات کی تَلْبِیْس (یعنی ملاوٹ) اور **اللہ** عَزَّوَجَلَّ سے اِسْتِہزَاء نہیں پایا جاتا۔(الزواجر عن اقتراف

الکبائر، ج ۱، ص ۷۸) ۔**امام غزالی** علیہ رحمۃ اللہ الوالی فرماتے ہیں: لوگوں کے دلوں میں اپنا مقام بنانا اگر عبادات کے علاوہ دیگر امور سے ہو تو یہ **مال طلب** کرنے کی طرح ہے لہٰذا حرام نہیں ہے۔(احیاء العلوم، کتاب ذم الجاہ والریاء، فصل الثانی، ج ۳، ص ۳۶۸) **حدیقہ ندیہ** میں ہے: دنیاوی کام اگر حقیقت کے چھپانے اور جھوٹ سے خالی ہیں اور وہ کام کرنے والا ان کی وجہ سے کسی ممنوع، حرام یا مکروہ میں نہیں پڑتا تو ان میں **ریاکاری** حرام نہیں۔لیکن ایسی ریاکاری **مذموم** ہے کیونکہ یہ دین میں **ریاکاری** کی طرف لے جاتی ہے۔ (الحدیقۃ الندیۃ، ج ۱، ص ۴۷۸) واللّٰہ تعالٰی اعلم

بہرحال مباح کاموں میں بھی اچھی اچھی نیّتوں کے ساتھ ثواب کمایا جا سکتا ہے۔مثلاً خوشبو لگانے میں اتباعِ سنت، تعظیمِ مسجد، فرحتِ دماغ اور اپنے اسلامی بھائیوں سے ناپسندیدہ بُو دور کرنے کی نیّتیں ہوں تو ہر نیّت کا الگ **ثواب** ہوگا۔

(اشعۃ اللمعات، ج ۱، ص ۳۷)

سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے گیسو مبارک سنوارے

سرکارِ والا تَبار، بے کسوں کے مددگار صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے جب اپنے دولت کدے سے باہر تشریف لانے کا ارادہ فرمایا تو اپنے عمامہ شریف اور گیسوؤں کو **دُرُست** فرمایا اور آئینہ میں اپنا مبارک چہرہ مُلاحَظہ فرمایا تو حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا نے **عرض کی**: ''یارسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم! کیا آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم بھی ایسا کر رہے ہیں؟'' تو آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا:

''ہاں! **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ بندے کا بننا سنورنا اس وقت پسند فرماتا ہے جب وہ اپنے بھائیوں کے پاس جانے لگے۔''

(اتحاف السادة المتقين، كتاب ذم الجاه والرياء، باب بيان حقيقة الرياء، ج ١٠، ص ٩٣،٩٤)

امام غزالی علیہ رحمۃ اللہ الوالی اِس حدیث کے تحت لکھتے ہیں: ''شفیعِ روزِ شُمار، دوعالَم کے مالک ومختار بِاِذْنِ پروردگار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے لئے یہ ایک **مؤکّدہ** عبادت تھی کیونکہ آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم مخلوق کو دعوت دینے اور حتَّی الامکان ان کے دلوں کو دینِ حق کی طرف **مائل** کرنے پر مامور ہیں کیونکہ اگر آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلَّم لوگوں کی نظروں میں **معزز** نہ ہوتے تو وہ آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم سے منہ پھیر لیتے لہٰذا آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلَّم پر لوگوں کے سامنے اپنے عمدہ ترین **احوال** ظاہر کرنا لازم تھا تاکہ لوگ آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلَّم کو ناقابلِ اعتبار سمجھ کر آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم سے منہ نہ پھیریں کیونکہ عام لوگوں کی **نگاہ** ظاہری احوال پر ہی ہوتی ہے مخفی امور پر نہیں ہوتی۔ نیز آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلَّم کا یہ عمل بھی **نیکی** ہی تھا۔ یہی حکم **علماء کرام** رحمہم اللہ تعالیٰ اور ان جیسے **دیندار** لوگوں کے لئے ہے جبکہ وہ اپنی اچھی ہیئت سے وہی **نیت** کریں جو اُوپر بیان ہوا۔''

(احياء العلوم، كتاب ذم الجاه والرياء، فصل الثانی، ج٣، ص٣٦٨)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صلَّی اللّٰہُ تعالیٰ علیٰ محمَّد

(3) عبادات میں ریاکاری

عبادات میں دوطرح سے **ریاکاری** ہوسکتی ہے:

(i)ادائیگی میں ریاکاری،اور(ii)اوصاف میں ریاکاری

(1)ادائیگی میں ریاکاری:

اس کی صورت یہ ہے کہ کوئی شخص لوگوں کے سامنے تو عبادت کرے، اگر کوئی دیکھنے والا نہ ہوتو **نہ کرے**۔ مثلاً لوگوں کے سامنے ہوتو نماز پڑھے تنہائی میں نہ پڑھے، کوئی دیکھنے والا ہوتو روزہ رکھے ورنہ نہیں۔ نمازِ جمعہ میں لوگوں کی مذمت کے خوف سے حاضر ہو، لوگوں کے خوف کی وجہ سے رشتہ داروں سے نیک سلوک کرے تو ایسا شخص **ریاکار** ہے۔

شرعی حکم: ایسے شخص کو عبادت کا **ثواب** نہیں ملے گا بلکہ یہ سخت **گناہ گار** اور عذابِ نار کا **حقدار** ہے، **علامہ عبدالغنی نابلسی** علیہ رحمۃ اللہ الھادی حدیقہ ندیہ میں نقل کرتے ہیں: ''اگر کسی شخص نے لوگوں کو **دکھانے** کے لئے نماز پڑھی تو اس کے لئے کچھ **ثواب** نہیں اُلٹا اس کو گناہ ملے گا کہ اس نے نیکی نہیں بلکہ **گناہ** کیا۔'' (حدیقہ ندیہ، ج ۱، ص ۴۷۸، ملخصًا) لیکن اس کا فرض **ادا** ہوجائے گا۔ **اعلیٰ** حضرت امامِ اہلسنّت مُجدِّدِ دین وملت الشاہ مولانا احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن سے کسی نے دریافت کیا کہ اگر ریا کے لئے نماز روزہ رکھا تو فرض ادا ہوگا یا نہیں؟ **ارشاد فرمایا**: فقہی نماز روزہ ہوجائے گا کہ مُفْسِد (یعنی نماز یا روزہ توڑنے والا کوئی کام) نہ پایا گیا، **ثواب** نہ ملے گا، بلکہ عذابِ نار کا

مستحق ہوگا۔ روزِ قیامت اُس سے کہا جائے گا: ''او فاجِر! او غادِر! او خاسِر! او کافِر! تیرا عمل حَبط (یعنی ضائع) ہوا، اپنا اجر اُس سے مانگ جس کے لئے کرتا تھا۔'' (ملتقطاً، شعب الایمان، باب فی اخلاص العمل ......الخ ، الحدیث ۶۸۳۱، ج۵، ص۳۳۳) یِہی ایک برائی رِیا کی مذمت کو کافی ہے۔ (ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت، حصہ اول ص ۷۷ مطبوعہ مکتبۃ المدینہ)

صدرُ الشَّریعہ، بدرُ الطَّریقہ حضرتِ علّامہ مولیٰنا مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ رحمۃ اللہ القوی مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ بہارِ شریعت حصّہ 16 صَفْحَہ 238 پر فرماتے ہیں: ''عبادت کوئی بھی ہو اس میں اِخلاص نہایت ضروری چیز ہے یعنی محض رضائے الٰہی کے لیے عمل کرنا ضرور ہے۔ دکھاوے کے طور پر عمل کرنا بالاجماع حرام ہے۔'' صفحہ 239 پر مزید فرماتے ہیں: ''لوگوں کے سامنے نماز پڑھتا ہے اور کوئی دیکھنے والا نہ ہوتا تو پڑھتا ہی نہیں یہ ریائے کامل ہے کہ ایسی عبادت کا بالکل ثواب نہیں۔''

حکیمُ الْاُمَّت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنّان فرماتے ہیں: ''ریا والی عبادت گھنے ہوئے تُخم (یعنی وہ بیج جسے گُھن (کیڑے) نے کھا کر اندر سے ریزہ ریزہ کر کے بیکار کر دیا ہو) کی طرح ہے جس سے پیداوار نہیں ہوتی۔'' (مرْاٰۃ المناجیح، ج۷، ص۱۴۳)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اگر کسی کو فرض ادا کرنے میں ریا کی مُداخلَت کا اندیشہ ہو تو اس مداخلت کی وجہ سے فرض نہ چھوڑے بلکہ فرض ادا کرے اور ریا کو دُور اور اِخلاص حاصل کرنے کی کوشش کرے۔

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صلَّی اللّٰہُ تعالٰی علٰی محمَّد

(2) اوصاف میں ریاکاری:

اس سے مُراد یہ ہے کہ کوئی شخص لوگوں کو **دکھانے** کے لئے بہت **خوبی** کے ساتھ عبادت کرے۔ مثلاً لوگوں کی موجودگی میں ارکانِ نماز بہت **عمدگی** اور خشوع وخضوع سے ادا کرے اور جب اکیلا ہو تو **جلدی جلدی** پڑھے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ''جو شخص یہ کام کرے وہ اپنے ربّ عَزَّوَجَلَّ کی توہین کرتا ہے۔'' یعنی اسے اِس بات کی پرواہ نہیں کہ **اللہ** تعالیٰ اسے خلوت (یعنی تنہائی) میں بھی دیکھ رہا ہے اور جب کوئی آدمی دیکھ رہا ہو تو وہ اچھی طرح نماز پڑھتا ہے۔ امام **غزالی** علیہ رحمۃ اللہ الوالی ہمیں یہ بات ایک **مثال** کے ذریعے یوں سمجھاتے ہیں کہ جو کسی شخص کے سامنے ٹیک لگا کر یا چار زانو بیٹھا ہو، پھر اس شخص کا غلام آ جائے تو وہ سیدھا ہو کر اچھی طرح بیٹھ جائے تو یہ شخص اس غلام کو اس کے مالک پر **فوقیت** دیتا ہے اور یہ یقیناً اس کے مالک کی **توہین** ہے، ریاکار کی حالت بھی یہی ہے کہ وہ مجلس میں اچھی طرح نماز پڑھتا ہے تنہائی میں نہیں یعنی گویا بندوں کو ان کے مالک عَزَّوَجَلَّ پر **فوقیت** دیتا ہے۔ (احیاء العلوم، کتاب ذم الجاہ والریاء، فصل الثانی، ج۳، ص۳۷۲)

اعلیٰ حضرت امامِ اہلسنّت مجدد دین وملت الشاہ مولانا احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن سے کسی نے دریافت کیا کہ اگر کوئی تنہا خشوع کے لیے نماز پڑھے اور عادت ڈالے تاکہ سب کے سامنے بھی خشوع ہو تو یہ **ریا** ہے یا کیا؟ ارشاد فرمایا: یہ بھی **ریا** ہے کہ دل میں نیتِ غیرِ خدا ہے۔ (ملفوظات، حصہ دوم، ص۱۶۶)

شرعی حکم: ریاکاری کی یہ قسم پہلی سے کم درجہ کی ہے، ایسے شخص کو اصل عبادت کا **ثواب** تو ملے گا مگر **عمدہ** پڑھنے کا ثواب نہ ملے گا۔ **ریاکاری** کا وبال بہرحال اس کی گردن پر ہوگا۔ **بہارِ شریعت** حصہ 16 صفحہ 239 پر ہے: ''(ریاکاری کی) دوسری صورت یہ ہے کہ اصل عبادت میں **ریا** نہیں، کوئی ہوتا یا نہ ہوتا بہرحال نماز پڑھتا مگر وصف میں **ریا** ہے کہ کوئی دیکھنے والا نہ ہوتا جب بھی پڑھتا مگر اس خوبی کے ساتھ نہ پڑھتا۔ یہ دوسری قسم پہلی سے کم درجہ کی ہے اس میں اصل نماز کا **ثواب** ہے اور خوبی کے ساتھ ادا کرنے کا جو ثواب ہے وہ یہاں نہیں کہ **یہ ریا سے ہے اخلاص سے نہیں**۔''

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صلَّی اللّٰہُ تعالٰی علٰی محمَّد

ریائے خالِص اور مَخلُوط

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! عبادات میں پایا جانے والا ریا کبھی **خالص** ہوتا ہے اور کبھی **مخلوط** (یعنی ملاوٹ والا):

(1) اگر عبادت سے محض مخلوق کو راضی کرنا یا دُنیوی نفع حاصل کرنا مقصود ہو تو اسے **ریائے خالص** کہتے ہیں۔ اس کا **شرعی حکم** یہ ہے کہ اگر **اصلِ عبادت** میں ریا ہوگی تو ثواب سے **محروم** رہنے کے ساتھ ساتھ ریاکاری کی **سزا** بھی ملے گی اور اگر ریاکاری **وصفِ عبادت** میں ہو تو جو خُوبی عبادت میں پیدا ہوئی اس کا **ثواب** نہیں ملے گا اور ایسے شخص پر **ریاکاری** کا وبال ہوگا۔

(2) اگر دنیوی نفع حاصل کرنے کے ساتھ ساتھ ثوابِ آخرت بھی پیشِ

نظر ہوتو اسے **ریائے مخلوط** کہتے ہیں۔اس کی چند صورتیں ہیں:

(1) دنیوی نفع کا اِرادہ،نیتِ ثواب پر **غالب** ہوگا تو ثواب **نہیں** ملے گا۔

(2) دنیوی نفع کا اِرادہ،نیتِ ثواب کے **برابر** ہوگا تو بھی ثواب **نہیں** ملے گا۔

(3) نیتِ ثواب دنیوی نفع کے ارادہ پر **غالب** ہوگی (یعنی دنیوی نفع کا ارادہ،نیتِ ثواب سے مغلوب ہوگا) تو نیت کے مطابق **ثواب** ملے گا۔

حضرتِ سیدنا امام غزالی علیہ رحمۃ اللہ الوالی ارشاد فرماتے ہیں: ''اگر دنیا کی نیت غالب ہوتو اسے کوئی **ثواب** نہیں ملے گا اور اگر آخرت کی نیت غالب ہوتو اسے **ثواب** ملے گا اور اگر دونوں نیتیں برابر ہوں تب بھی **ثواب** نہیں ملے گا۔'' **مزید** ارشاد فرمایا: ''اگر کسی شخص کی عبادت کا لوگوں پر ظاہر ہونا اس کے نشاط میں اِضافہ اور قوت پیدا کرتا ہے اور اگر لوگوں پر اس کی عبادت ظاہر نہ ہوتی تب بھی وہ عبادت نہ چھوڑتا پھر اگرچہ اس کی نیت **ریا** ہی کی ہوتو ہمارا گمان ہے کہ اس کا اصل **ثواب** ضائع نہ ہوگا، **ریا** کی مقدار کے مطابق اسے سزا ملے گی جبکہ **ثواب** کی نیت جتنا ثواب اسے ملے گا۔''

(الزواجر عن اقترف الکبائر،ج ۱،ص ۷۸)

بہارِ شریعت حصہ 16 صفحہ 240 میں ہے: جو شخص حج کو گیا اور ساتھ میں اَموالِ تجارت بھی لے گیا، اگر تجارت کا خیال غالب ہے یعنی تجارت کرنا مقصود ہے اور وہاں پہنچ جاؤں گا حج بھی کرلوں گا یا دونوں پہلو برابر ہیں یعنی سفر ہی دونوں مقصد سے کیا تو ان دونوں صورتوں میں **ثواب نہیں** یعنی جانے کا ثواب نہیں اور اگر مقصود

حج کرنا ہے اور یہ کہ موقع مل جائے گا تو مال بھی بیچ لوں گا تو حج کا **ثواب** ہے۔ اسی طرح اگر جمعہ پڑھنے گیا اور بازار میں دوسرے کام کرنے کا بھی خیال ہے، اگر اصلی مقصود جمعہ ہی کو جانا ہے تو اس جانے کا **ثواب** ہے اور اگر کام کا خیال **غالب** ہے یا دونوں **برابر** تو جانے کا **ثواب** نہیں۔

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صلَّی اللّٰہُ تعالٰی علٰی محمَّد

خدمتِ دین پر اُجرت لینا کیسا ؟

اعلیٰ حضرت، اِمامِ اَہلسنّت، مولٰینا شاہ امام اَحمد رضا خان علیہ رحمۃُ الرَّحمٰن **فتاوٰی رضویہ** (مُخَرَّجہ) جلد 19 صَفْحہ 494 پر فرماتے ہیں: قرآن عظیم کی تعلیم، دیگر دینی علوم، اذان اور امامت پر اجرت لینا **جائز** ہے جیسا کہ متاخرین ائمہ نے موجودہ زمانہ میں شعائرِ دین وایمان کی حفاظت کے پیش نظر فتوٰی دیا ہے اور باقی طاعات مثلاً زیارتِ قبور، اموات کے لئے ختمِ قرآن، قراءت، میلادِ پاک سید الکائنات علیہ وعلی آلہٖ افضل الصلوٰۃ والتحیات، پر اصل ضابطہ کی بناء پر **منع** باقی ہے۔ واللّٰہ تعالٰی اعلم۔

کیا اُجرت لینے والے کو ثواب ملے گا؟

کسی نے **اعلیٰ حضرت** امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرّحمٰن سے پوچھا کہ امامِ جمعہ اور امام پنجوقتہ کا اکثر جگہوں پر تنخواہ کر کے لینا جائز یا نہیں؟ تعلیمِ قرآن اور تعلیمِ فقہ واحادیث کی اُجرت لینا جائز ہے یا نہیں؟ تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ان سوالات کا بالترتیب جواب دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: (۱) جائز ہے مگر اِمامت کا **ثواب** نہ پائیں

گے کہ **امامت** بیچ چکے، (۳) جائز ہے اور ان کیلئے آخرت میں ان پر **ثواب** کچھ نہیں، **واللہ تعالٰی اعلم**۔ (فتاوٰی رضویہ، ج۱۹،ص۴۹۴)

لٰہذا اگر سخت مجبوری نہ ہو تو بلا اُجرت ان خدمات کو انجام دے کر آخرت کے لئے ثواب کا خزانہ اکٹھا کیجئے کہ **جس کا عمل ہو بے غرض اُس کی جزا کچھ اور ہے**۔ مگر بلا معاوضہ مذکورہ خدمات انجام دینے میں **ایک** امتحان سخت امتحان یہ ہے کہ جو بغیر اجرت لئے امامت یا تدریس وغیرہ کرتا ہے اُس کی کافی **واہ! واہ!** ہوتی ہے ایسی صورت میں وہ بے چارہ اپنے آپ کو نہ جانے کس طرح **ریاکاری** سے بچا پاتا ہوگا! **زہے مقدّر**! ایسا جذبہ نصیب ہو جائے کہ تنخواہ لے لے اور چُپ چاپ خیرات کردے مگر اپنے قریبی کسی ایک اسلامی بھائی بلکہ گھر کے کسی فرد کو بھی نہ بتائے، ورنہ **ریاکاری** سے بچنا دشوار ہو جائے گا۔ لُطف تو اسی میں ہے کہ بندہ جانے اور اُس کا ربّ عَزَّوَجَلَّ جانے۔

مرا ہر عمل بس ترے واسطے ہو　　　کر اخلاص ایسا عطا یا الٰہی

اُجرت لینے والے کے لئے ثواب کی ایک صورت

اگر اہل وعیال کے اخراجات کسی کے ذمّے ہوں اور وہ اس نیت سے **مذکورہ** خدمات کی اجرت لے کہ اگر مجھ پر اپنے گھر والوں کی کفالت کی ذمہ داری نہ ہوتی تو میں پڑھانے کی اجرت کبھی نہ لیتا تو **اللہ** تعالٰی کی رحمت سے امید ہے کہ اسے **دُگنا ثواب** ملے گا جیسا کہ علامہ ابنِ عابدین شامی علیہ رحمۃ اللہ الغنی **رَدُّالْمُحتَار** میں

اجرت لینے والے مؤذن کو اذان دینے کا ثواب ملنے یا نہ ملنے کی بحث میں لکھتے ہیں:
''ہاں یہ کہا جاسکتا ہے کہ اگر وہ (یعنی مؤذن) رضائے الٰہی کا قصد کرے لیکن اوقات کی پابندی اور اس کام میں مصروفیت کی بنا پر اپنے عیال کے لئے قدرِ کفایت روزی نہ کما سکے۔ چنانچہ وہ اس لئے اجرت لے کہ روزی کمانے کی مصروفیت کہیں اسے اِس سعادتِ عظمٰی سے محروم نہ کروا دے اور اگر اسے مذکورہ مجبوری نہ ہوتی تو وہ اجرت نہ لیتا تو ایسا شخص بھی مؤذن کے لئے ذکر کردہ **ثواب** کا مستحق ہوگا بلکہ وہ دو عبادتوں کا جامع (یعنی جمع کرنے والا) ہوگا، ایک اذان دینا اور دوسری عیال کی کفالت کے لئے سعی کرنا، اور **اعمال کا ثواب نیتوں کے مطابق ہوتا ہے۔**''

(ردالمحتار، مطلب فی المؤذن اذا کان......الخ، ج۲، ص۷٤)

ثواب حاصل کرنے کا آسان طریقہ

بہتر یہ ہے کہ اجارہ کام کے بجائے وقت پر کرے، اس کا فائدہ یہ ہوگا کہ **ثواب** کی نیت کرنے والے کو اُجرت کے ساتھ ساتھ اِن شاءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ پڑھانے کا **ثواب** بھی ملتا رہے گا۔ اعلیٰ حضرت، امامِ اہلسنّت مولٰینا شاہ احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن کی بارگاہ میں اُجرت دے کر میّت کے ایصالِ ثواب کیلئے **خَتْمِ قراٰن** و ذکرُ اللہ عَزَّوَجَلَّ کروانے سے **مُتَعَلِّق** جب اِسْتِفتاء پیش ہوا تو جواباً ارشاد فرمایا: ''**تلاوتِ قراٰن وذکرِ الٰہی** عزوجل **پر اُجرت لینا دینا دونوں حرام ہے۔** لینے دینے والے دونوں گنہگار ہوتے ہیں اور جب یہ فِعلِ حرام کے مُرتکِب ہیں تو ثواب

کس چیز کا اَموات (یعنی مرنے والوں) کو بھیجیں گے؟ گناہ پر ثواب کی اُمّید اور زیادہ سخت واَشَد (یعنی شدید ترین جُرم) ہے۔ اگر لوگ چاہیں کہ ایصالِ ثواب بھی ہو اور طریقۂ جائزہ شَرۡعِیہ بھی حاصِل ہو (یعنی شرعاً جائز بھی رہے) تو اُوس کی صورت یہ ہے کہ پڑھنے والوں کو گھنٹے دو گھنٹے کے لئے نوکر رکھ لیں اور تنخواہ اُتنی دیر کی ہر شخص کی **مُعَیَّن** (مقرّر) کردیں۔ مَثَلاً پڑھوانے والا کہے، میں نے تجھے آج فُلاں وَقت سے فُلاں وَقت کیلئے اِس اُجرت پر نوکر رکھا (کہ) جو کام چاہوں گا لوں گا۔ وہ کہے، میں نے قَبول کیا۔ اب وہ اُتنی دیر کے واسطے اَجیر (یعنی مُلازِم) ہوگیا۔ جو کام چاہے لے سکتا ہے اس کے بعد اُوس سے کہے فُلاں مَیِّت کے لئے اِتنا قراٰنِ عظیم یا اِس قَدر کلِمۂ طیّبہ یا دُرُود پاک پڑھ دو۔ یہ صورت جواز (یعنی جائز ہونے) کی ہے۔ (کیونکہ اب ان کی ذات سے منافع پر اِجارہ ہے، طاعات وعبادات پر نہیں ہے)'' (فتاوٰی رضویہ ج ۱۰ ص ۱۹۳، ۱۹۴)

اِس مبارَک فتویٰ کی روشنی میں امامت، اذان اور تدریس کرنے والوں کی بھی ترکیب ہوسکتی ہے۔ مسجِد یا مدرسے کی انتظامیہ اُجرت طے کرکے معیّن وقت مثلاً 5 گھنٹے کے لئے قاری صاحب کو نوکری کی آفر کرتے ہوئے کہیں کہ ہم جو کام دیں گے وہ کرنا ہوگا، تنخواہ کی رقم بھی بتادیں۔ اگر قاری صاحب منظور فرمالیں گے تو وہ ملازم ہوگئے۔ اب روزانہ اُن کی اِن پانچ گھنٹوں کے اندر ڈیوٹی لگادیں کہ وہ بچوں کو قراٰن پڑھادیا کریں۔ یاد رکھئے! چاہے امامت ہو یا خطابت، مُؤَذِّنی ہو یا کسی قسم کی مَزدوری جس کام کیلئے بھی **اِجارہ** کرتے وقت یہ معلوم ہو کہ یہاں اُجرت یا تنخواہ کا

لین دَین یقینی ہے تو پہلے سے رقم **طے کرنا واجِب** ہے، ورنہ دینے والا اور لینے والا دونوں گنہگار ہوں گے۔

دین کو دُنیا کمانے کا ذریعہ نہ بنائیے

اِمامت، خطابت، مؤذنی اور تدریس یقیناً عمدہ **عبادت** ہے اور ان پر اُجرت لینا بھی جائز ہے مگر اِنہیں **دُنیا** کمانے کا ذریعہ نہ بنایا جائے کیونکہ دین کے بہانے دُنیا کمانے والوں کے لئے احادیثِ مبارکہ میں سخت **وعیدیں** بھی آئی ہیں۔ چنانچہ **رسولِ** اکرم، نورِ مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا: آخر زمانہ میں کچھ لوگ ظاہر ہوں گے جو **دین** کے بہانہ سے **دنیا** کمائیں گے، لوگوں کے سامنے بھیڑ کی کھال پہنیں گے، ان کی زبانیں شکر سے زیادہ میٹھی ہوں گی اور ان کے دل بھیڑیوں کے سے ہوں گے۔ **اللہ** تعالیٰ فرماتا ہے کہ کیا مجھے دھوکا دیتے ہیں یا مجھ پر جراءت کرتے ہیں، میں اپنی قسم فرماتا ہوں کہ ان لوگوں پر انہی سے ایسا فتنہ بھیجوں گا جو بُرد بار کو حیران کر چھوڑے گا۔

(جامع الترمذی، کتاب الزھد، باب ماجاء فی ذھاب البصر، الحدیث ۲۴۱۲، ج۴، ص ۱۸۱)

حکیم الامت حضرت مولانا مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ رحمۃ اللہ القوی اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں: یہاں دونوں معنی بن سکتے ہیں یعنی **دنیا** کو دین کے ذریعہ **دھوکا** دیں گے یا دین کے بہانہ **دنیا کمائیں** گے لوگ اسلام کا نام لے کر قرآن کی آڑ میں جبہ و دستار سے فریب دے کر **دنیا** کماتے ہیں یہ لوگ بدترین خلق ہیں۔

(مرآۃ المناجیح، ج۷، ص۱۳۳)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صلَّی اللّٰہُ تعالٰی علٰی محمَّد

دین کے ذریعے دنیا کے طلب گار کا انجام

ایک شخص حضرت سیدنا موسی کلیم اللہ علٰی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام کا خادم تھا، جب وہ بہت زیادہ مال دار ہوگیا تو کافی عرصہ دکھائی نہ دیا۔ حضرت موسی علیہ السلام نے اس کے متعلق لوگوں سے پوچھا مگر اس کا کوئی پتا نہ چلا پھر ایک دن ایک شخص آیا جس کے ہاتھ میں ایک خنزیر تھا جس کے گلے میں کالی رسی تھی۔ حضرت سیدنا موسٰی علیہ السلام نے اس سے استفسار فرمایا: ''کیا تُو فلاں شخص کو جانتا ہے؟'' اس نے کہا کہ ''جی ہاں! یہ خنزیر وہی شخص ہے۔'' تو حضرت سیدنا موسٰی علیہ السلام نے دعا مانگی: ''اے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ! میں تجھ سے اس بات کا سوال کرتا ہوں کہ تو اس شخص کو اس کی پہلی حالت پر لوٹا دے تاکہ میں اس سے پوچھ سکوں کہ کس سبب سے یہ اس حالت کو پہنچا ہے۔'' **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے آپ علیہ الصلوۃ والسلام کی طرف وحی فرمائی: ''اگر تم مجھ سے آدم علیہ السلام کی طرح یا اس سے بھی زیادہ دعا کرو گے میں اس کے بارے میں قبول نہ کروں گا مگر میں تمہیں یہ بتا دیتا ہوں کہ اس کے ساتھ یہ سب اس لئے ہوا کہ ''**یہ دین کے ذریعے دنیا کا طلب گار تھا۔**'' (احیاء علوم الدین، کتاب العلم، ج ۱، ص ۹۰)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صلَّی اللّٰہُ تعالٰی علٰی محمَّد

عبادت سے پہلے نیت دُرُست کرلیجئے

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! ہمیں چاہئے کہ کوئی بھی نیک عمل شروع کرنے سے پہلے اپنے دل پر خوب غور کرلیں کہ میں یہ عمل **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی رضا کے لئے کر رہا

ہوں یا لوگوں کو دکھانے کے لئے، پھر اپنی نیت کو درست کرتے ہوئے صرف اور صرف رضائے الٰہی عَزَّوَجَلَّ پانے کے لئے اس نیکی کو کرنا چاہیے۔

نیت دُرُست ہونے کا انتظار

یاد رکھئے! اعمال دو طرح کے ہوتے ہیں؛ **(ا)** وہ جن **کا تعلق صرف ہماری ذات سے ہوتا ہے** جیسے روزہ، نماز اور حج وغیرہ۔ اگر ایسے عمل کا مقصد صرف **لوگوں کو دکھانا** ہو تو یہ خالص گناہ ہے لہٰذا جب تک **نیت** دُرُست نہ ہو جائے اس عمل کو نہ کیا جائے۔ ہاں! اگر نیت درست ہونے کے انتظار میں کوئی فرض یا واجب ترک ہوتا ہو مثلاً جماعت چھوٹ جائے یا نماز ہی قضا ہو جانے کا اندیشہ ہو تو تاخیر کی **اجازت** نہیں۔

(۲) وہ **اعمال** جن **کا تعلق مخلوق سے** ہوتا ہے مثلاً خلافت، قضا، وعظ و نصیحت، تدریس و افتاء وغیرہ۔ حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک شخص نے نمازِ فجر سے فراغت کے بعد لوگوں کو نصیحت کرنے کی اجازت چاہی تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کو منع فرما دیا، تو اس نے عرض کی: ''کیا آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مجھے لوگوں کو وعظ کرنے سے روک رہے ہیں؟'' تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا:

''مجھے **خوف** ہے کہ کہیں تم پھول کر آسمان تک نہ پہنچ جاؤ۔''

(احیاء علوم الدین، کتاب ذم الجاہ و الریاء، ج۳، ص ۴۰۰)

حضرتِ سیدنا امام محمد غزالی علیہ رحمۃ اللہ الوالی ہمیں سمجھاتے ہوئے لکھتے ہیں:

لہٰذا انسان کو وعظ و نصیحت اور علم کے بارے میں وارِد فضائل سے **دھوکا** نہیں کھانا

چاہئے کیونکہ ان کے خطرات سب سے زیادہ ہیں۔ہم کسی کو یہ **اعمال** چھوڑنے کا نہیں کہہ رہے کیونکہ ان میں فی نفسہٖ کوئی آفت نہیں بلکہ آفت تو وعظ ونصیحت، درس واِفتاء اور روایتِ حدیث میں **ریا کاری** میں مبتلا ہونے میں ہے، لہٰذا جب تک آدمی کے پیشِ نظر کوئی دینی منفعت ہو تو اسے ان اعمال کو ترک نہیں کرنا چاہئے، اگرچہ اس میں **ریا کاری** کی ملاوٹ بھی ہو جائے بلکہ ہم تو اسے ان اعمال کے بجالانے کے ساتھ ساتھ نفس سے جہاد کرنے، اخلاص اپنانے اور ریا کے خطرات بلکہ اس کے شائبہ تک سے بھی **بچنے** کا کہہ رہے ہیں۔

(احیاء علوم الدین، کتاب ذم الجاہ والریاء، ج۳،ص۳۹۹ تا ۴۰۱ ملخصاً)

ایک وسوسہ اور اس کا جواب

ایک اسلامی بھائی عاشِقانِ رسول کے ساتھ دعوتِ اسلامی کے مَدَنی قافلے میں سفر کرتا ہے۔جب جدول کے مطابق رات میں وقت مناسب پر راہِ خدا(عزوجل) کے مسافر اسلامی بھائیوں نے بیدار ہوکر **تہجد** ادا کی تو انہیں دیکھ کر اِس اسلامی بھائی نے بھی ہمت کی اور نمازِ تہجد پڑھی حالانکہ وہ تہجد ادا کرنے کا عادی نہ تھا، اسے وسوسہ آیا کہ شاید یہ **ریا کاری** ہے مگر درحقیقت ایسا نہیں ہے بلکہ اس کی چند **صورتیں** ہیں؛

﴿1﴾ اگر مذکورہ اسلامی بھائی نمازِ تہجد اور دیگر نیکیوں میں اوروں کی موافقت اس لئے کرتا ہے کہ یہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے دین سے **مخلص** ہیں اور انہوں نے تہجد کی سعادت پانے یا صدائے مدینہ لگانے کے لئے اپنی نیند کو قربان کردیا ہے، میں بھی ان

کی صحبت کی برکتیں پاتے ہوئے اللہ عزوجل کی رضا کے لئے **تہجد** ادا کررہا ہوں تو یہ **ریاکاری** نہیں ہے کیونکہ اگر یہی اسلامی بھائی اپنے گھر پر ہوتا تو نیند کے غلبہ کے سبب رات کی عبادت نہ کرسکتا یا اس میں سستی ہوجاتی یا گھر کے دیگر معاملات میں مشغول ہوجاتا۔ ایسی صورت میں **شیطانی وسوسوں** کی طرف توجہ نہ دے کیونکہ ایسے موقع پر انسان اکثر شیطانی وسوسے کا شکار ہوجاتا ہے یوں کہ شیطان اس سے کہتا ہے کہ "جو کام تو گھر پر نہیں کرتا اگر لوگوں کے سامنے کرے گا تو **ریاکار** بن جائے گا۔" اور یوں انسان نیکیوں سے محروم ہوجاتا ہے۔

(۲) اور اگر وہ اسلامی بھائی دوسروں کے ساتھ تہجد اس لئے پڑھتا ہے کہ لوگ اس کی **تعریف** کریں یا اس لئے کہ تہجد نہ پڑھنے پر کہیں کوئی مجھے **سست** اور غافل نہ سمجھے تو یہ **ریاکاری** ہے کیونکہ اس کا لوگوں سے مدح وتعریف کی خواہش رکھنا یا **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی عبادت خود سے مذمت کو دور کرنے یا اپنے مرتبے میں کمی کے خوف کی وجہ سے بجالانا یہ سب **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی **نافرمانی** ہے۔ (ایسے اسلامی بھائی کو چاہئے کہ نیک عمل چھوڑنے کے بجائے اپنی نیت دُرست کرلے۔)

(احیاء علوم الدین، کتاب ذم الجاہ والریاء، بیان مایصح من نشاط......الخ، ج۳، ص۴۰۴، ملخصًا)

اچھوں کی نقل بھی اچھی ہوتی ہے

نبی کریم رء وف رّحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو کسی قوم سے **تَشَبُّہ** (یعنی مشابہت) کرے گا تو وہ انہی میں سے ہوگا۔

(ابو داؤد، کتاب اللباس، الحدیث ۴۰۳۱، ج۶، ص۲۶)

حکیم الامت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ المنّان اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں : یعنی جو شخص دنیا میں کفار، فاسق و بدکار کے سے لباس پہنے، انکی سی شکل بنائے، کل قیامت میں ان کے ساتھ اٹھے گا اور جو **متقی مسلمانوں** کی سی شکل بنائے انکا **لباس** پہنے وہ کل قیامت میں انشاءاللہ (عزوجل) متقیوں کے زمرہ میں اٹھے گا خیال رہے کہ کسی کی سی صورت بنانا تَشَبُّہ ہے اور کسی کی سی سیرت اختیار کرنا تَخَلُّق ہے یہاں تشبہ فرمایا گیا ہے۔ **حکایت** :غرقِ فرعون کے دن سارے فرعونی ڈوب گئے مگر فرعونیوں کا بہروپیا بچ گیا۔ موسیٰ علیہ السلام نے بارگاہِ الٰہی میں عرض کی: ''مولیٰ یہ کیوں بچ گیا؟'' فرمایا: ''اس نے تمہارا روپ بھرا ہوا تھا، ہم محبوب کی صورت والے کو بھی **عذاب** نہیں دیتے۔'' (مرقات) مسلمان کو چاہیے کہ نماز و روزہ وغیرہ عبادات میں بھی **اچھوں** خصوصاً اچھوں سے اچھے یعنی **محبوب** (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم) کی **نقل** کرنے کی **نیت** کرے۔ دل لگے یا نہ لگے شکل تو حضور کی سی بن جاتی ہے۔ ان شاء اللہ (عزوجل) اصل کی برکت سے خدا ہم نقالوں کو بھی **بخش** دے گا۔ (مِرْاٰۃُ المناجیح، ج۶، ص۱۰۹) ہاں! یہ نیت نہ ہو کہ لوگ میری تعریف کریں یہ **ریا** ہے اور حرام ہے۔

دورانِ عبادت دل میں ریاکاری آئے تو؟

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! ریاکاری کا دخل عبادت کے **آغاز** ہی میں نہیں ہوتا بلکہ **دورانِ عمل** اور اس کے **بعد** بھی ہوتا ہے۔ اگر کسی نے **اخلاص** کے ساتھ عبادت شروع کی پھر دورانِ عبادت **ریاکاری** کا خیال دل میں آیا تو اگر اس نے اس

شیطانی خیال کوفوراً **جھٹک** دیا تو اس کی یہ عبادت خالص (یعنی اخلاص والی) ہوگی اور اسے **ثواب** بھی ملے گا۔ **اَلْحَدِیْقَۃُ النَّدِیۃ**، جلداوّل میں ہے: فقط **ریاکاری** کا دل میں خیال آنا اور طبیعت کا اس طرف مائل ہونا **نقصان دہ** نہیں ہے کیونکہ شیطان تو ہرانسان پر مسلط ہے۔ اس لئے یہ بات بندۂ مکلّف کی قدرت میں نہیں کہ وہ شیطانی وسوسوں کو روک سکے اور ان کی طرف مائل نہ ہو۔ یہی وجہ ہے کہ شیطان وسوسے ڈالتا ہی رہتا ہے اور انسان کو چاہیے کہ ان وساوس کو دل میں نہ بٹھائے اور شیطانی حیلوں کا علمِ دین اور **نفرت وانکار** سے مقابلہ کرے۔ (الحدیقۃالندیۃ ، ج ۱، ص ٤٩٦)

اور اگر اس نے ریاکاری کے اس **شیطانی خیال** کو دل پر جمالیا یہاں تک کہ وہ عبادت **مکمل** ہوگئی تو دیکھا جائے گا کہ

(۱) وہ بقیہ عبادت اسی **ریا** کی وجہ سے پوری کررہا ہے، یا

(۲) اگر **ریا** نہ بھی ہوتا تو بھی عبادت **مکمل** کرتا۔

پہلی صورت میں (یعنی جب اس نے یہ عبادت محض ریا کی وجہ سے مکمل کی) دیکھا جائے گا کہ اگر وہ عبادت نماز ، روزہ اور حج ہے تو ایسی صورت میں اِن کاموں کا **ثواب** نہیں ملے گا۔ اس کی مثال یہ ہے کہ کسی نے نماز پڑھنا شروع کی پھر اسے اپنا بھولا ہوا مال اچانک یاد آیا اور وہ اسے **فوراً** ڈھونڈنا چاہتا ہے تو اگر لوگ نہ ہوتے تو یہ نماز توڑ دیتا، لیکن اس نے اپنی نماز کو لوگوں کی مذمت کے خوف سے پورا کیا تو اس کا ثواب **ضائع** ہوگیا۔ **نبی** اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا: عمل برتن کی طرح

ہے جب اس کا آخر اچھا ہوگا تو اوّل بھی اچھا ہوگا۔

(سنن ابن ماجه ، كتاب الزهد،باب التوفى على العمل،الحديث٤١٩٩ ،ج٤،ص٤٦٨)

اور اگر وہ **عمل** نماز ، روزہ اور حج کے علاوہ **مثلاً صدقہ** اور **تلاوتِ قراٰن** وغیرہ ہو تو جتنے عمل میں **ریاکاری** شامل ہوئی اتنے عمل کا ثواب **ضائع** ہوگا اس سے پہلے کا نہیں کیونکہ ان کے ہر حصے کا **الگ حکم** ہوگا۔

(احياء العلوم، كتاب ذم الجاه والرياء،فصل الثانى،ج٣، ص٣٧٧/٣٧٨)

دوسری صورت میں (یعنی اگر ریا نہ بھی ہوتا تو بھی عبادت مکمل کرتا) جتنی **ریاکاری** اس فعل میں اچانک شامل ہوگئی تو اتنی ہی **مقدار** میں ثواب ضائع ہوگا پوری عبادت کا نہیں ۔مثلاً کوئی شخص نماز پڑھ رہا ہو اور کچھ افراد آجائیں (اگر وہ نہ بھی آتے تو بھی وہ نماز پوری پڑھتا) اور وہ ان کے آنے پر خوش ہو اور دکھاوے کی صورت پیدا ہوجائے مثلاً وہ اپنے رکوع وسجود بہتر انداز میں کرنا شروع کردے تو اسے اس نماز کا **ثواب** تو ملے گا مگر جو خوبی ریا کے باعث پیدا ہوئی اس کا ثواب **نہیں** ملے گا۔امام غزالی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے ارشاد فرمایا: ''اگر کسی شخص کی عبادت کا لوگوں پر ظاہر ہونا اس کے **نشاط** میں اضافہ اور قوت پیدا کرتا ہے اور اگر لوگوں پر اس کی عبادت ظاہر نہ ہوتی تب بھی وہ **عبادت** نہ چھوڑتا پھر اگرچہ اس کی نیت **ریا** ہی کی ہو تو ہمارا گمان ہے کہ اس کا اصل ثواب ضائع نہ ہوگا، ریا کی مقدار کے مطابق اسے سزا ملے گی جبکہ **ثواب** کی نیت جتنا ثواب اسے ملے گا۔'' (الزواجرعن اقتراف الكبائر،ج١،ص٧٨)

بہارِشریعت حصہ 16 صفحہ 239 پر ہے: ''کسی عبادت کو **اخلاص** کے ساتھ شروع کیا مگر اَثنائے عمل میں (یعنی دورانِ عمل) **ریا** کی مداخلت ہوگئی تو یہ نہیں کہا جائے گا کہ ریا سے **عبادت** کی بلکہ یہ عبادت **اخلاص** سے ہوئی، ہاں اس کے بعد جو کچھ عبادت میں **حسن وخوبی** پیدا ہوگئی وہ **ریا** سے ہوگی۔''

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صلَّی اللّٰہُ تعالٰی علٰی محمَّد

اپنی نیکیوں کا اظہار کرنا کیسا؟

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اگر کوئی عبادت **اخلاص** کے ساتھ مکمل ہوجائے یعنی اس کے اوّل تا آخر میں ریاکاری نہ پائی جائے لیکن بعد میں کوئی اس کا لوگوں پر اظہار کرے تو اس کی **2** صورتیں ہیں: **پہلی**: اس لئے عبادت کو ظاہر کرتا ہے کہ یہ لوگوں کا پیشوا ہے اور اس کے عمل سے انہیں نیکیوں کی **ترغیب** ملے گی تو اس کو اپنی نیکیاں لوگوں پر ظاہر کرنا **جائز وافضل** ہے۔ مثلاً فقیہ، محدث، مرشد، واعظ، استاذ یا ایسا کوئی بھی شخص ہے کہ لوگ اس کی **پیروی** کرتے ہوں۔ حضرت سیدنا ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ سرکار مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان عالیشان ہے: خفیہ عبادت علانیہ عبادت سے **افضل** ہے اور مقتدیٰ بہ (یعنی جس کی لوگ پیروی کرتے ہیں) کی علانیہ (عبادت) خفیہ (عبادت) سے **افضل** ہے۔

(شعب الایمان ٤٦، باب فی السرور بالحسنة والاغتمام بالسیئه، الحدیث ٧٠١٢، ج٥، ص٣٧٦)

حکیمُ الْاُمَّت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنّان لکھتے ہیں: اپنی

عبادات لوگوں کو دکھانا تعلیم کے لیے یہ **ریا** نہیں بلکہ علمی تبلیغ و تعلیم ہے اس پر **ثواب** ہے۔ مشائخ فرماتے ہیں: **صدیقین کی ریا مریدین کے اخلاص سے بہتر ہے۔** اس کا یہی مطلب ہے۔ (مرآۃ المناجیح، ج ۷، ص ۱۲۷)

دوسری: لوگوں پر اس لئے عبادت کو ظاہر کرتا ہے کہ وہ اس کی مدح وثنا (یعنی تعریف) کریں گے تو یہ فعل **مذموم** ہے اور اس صورت میں عبادت **پوشیدہ** ہی رکھنے کا حکم ہے۔ (الحديقة الندية، ج ۱، ۴۸۱)

عبادت کے بعد اسے بلا اجازتِ شرعی ظاہر کرنے کی صورت میں اس کا **ثواب** باقی رہے گا یا نہیں، اس بارے میں علماء کا اختلاف ہے، تاہم **امام غزالی** علیہ رحمۃ اللہ الوالی کی تحقیق یہ ہے کہ ثواب **باقی** رہے گا لیکن **ریاکاری** کی سزا ملے گی۔ چنانچہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں: ''یہ بات بعید ہے کہ عمل کے بعد طاری ہونے والی چیز عمل کے ثواب کو **ضائع** کر دے بلکہ زیادہ قَرِینِ قیاس یہی ہے کہ کہا جائے کہ اسے اس کے گذشتہ عمل پر **ثواب** ملے گا اور فارغ ہونے کے بعد جو اس نے دکھاوا کیا (یعنی ریاکاری کی) اس کی **سزا** ملے گی۔

(احياء العلوم، كتاب ذم الجاه و الرياء، فصل الثانی، ج ۳، ص ۳۷۷)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صلَّی اللّٰہُ تعالٰی علٰی محمَّد

بطورِ ترغیب نیکی ظاہر کرنے کی 2 شرائط

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اپنے عمل کو بطورِ ترغیب ظاہر کرنے والے کی 2 ذمہ داریاں ہیں؛ **ایک** یہ کہ ایسی جگہ ظاہر کرے جہاں **پیروی** کا یقین ہو یا کم از کم

اس کا گمان ہو، کیونکہ کئی لوگ ایسے ہوتے ہیں جن کی اقتدا اُن کے گھر والے کرتے ہیں مگر پڑوسی نہیں کرتے، کئی ایسے ہیں کہ ان کے پڑوسی ان کی **پیروی** کرتے ہیں بازار والے نہیں، کئی ایسے ہیں کہ ان کے محلّہ داران کی اقتدا کرتے ہیں۔ اس لئے جہاں پر اس کی **پیروی** کی جاتی ہو وہیں **اظہار** مناسب ہے۔ لیکن مشہور عالم کی اقتدا سب لوگ کرتے ہیں۔ لہٰذا جب غیر عالم بعض عبادات کو ظاہر کرے گا تو ہوسکتا ہے اسے **ریا** اور نفاق کی طرف منسوب کیا جائے اور لوگ اس کی **پیروی** کرنے کے بجائے اس کی برائی بیان کریں تو اظہارِ عمل کا کوئی فائدہ نہ ہوگا۔ الغرض اظہار کے لئے پیروی کی **نیت** ہونا ضروری ہے اور یہ نیت اُسی شخص کو کرنی چاہے جس کی اقتدا کی جاتی ہے اور وہ ان لوگوں کے درمیان ہو جو اس کی **پیروی** کریں۔ **دوسری** ذمہ داری یہ ہے کہ اپنے دل کا خیال رکھے کیونکہ بعض اوقات اس میں **پوشیدہ ریا** موجود ہوتا ہے جو اُسے عمل کے اظہار پر **مجبور** کرتا ہے اقتدا تو محض ایک **بہانہ** ہوتا ہے۔

مُخلصین کا حصّہ

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! مذکورہ دونوں ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہونا **مخلصین** کا ہی حصہ ہے لہٰذا کمزور آدمی کے لیے مناسب نہیں کہ اس طریقے سے نفس وشیطان کے جال میں پھنس جائے اور غیر شعوری طور پر **ہلاک** ہوجائے کیونکہ کمزور آدمی کی مثال اس ڈوبنے والے کی طرح ہے جو تھوڑا بہت **تیرنا** جانتا ہو اور وہ کچھ لوگوں کو **ڈوبتا** ہوا دیکھ کر ان پر رحم کھائے اور وہ ان کی طرف متوجہ ہوجائے جب وہ اسے پکڑیں تو وہ بھی **ہلاک** ہوجائیں اور یہ خُود بھی **ڈوب** جائے۔ پھر دنیا میں پانی میں

ڈوبنے کی **تکلیف** ایک ساعت کے لیے ہوتی ہے مگر ریا کاری کا **عذاب** تو دائمی ہے اور طویل مدت تک رہے گا۔ کمزور تو ایک طرف رہے یہ تو ایسا دشوار گزار مرحلہ ہے کہ علماء اور عبادت گزار لوگوں کے قدم بھی پھسل سکتے ہیں کہ وہ عمل کے اظہار میں مضبوط لوگوں کی **مشابہت** تو اختیار کریں لیکن ان کے دل اخلاص پر مضبوط نہ ہوں لہٰذا **ریا** کی وجہ سے گناہ گار ہوں گے۔

نفس وشیطان کے دھوکے کو پہچاننے کا طریقہ

نفس وشیطان کے دھوکے کو اس طرح بھی پہچانا جا سکتا ہے کہ بطورِ ترغیب اپنا نیک عمل **ظاہر** کرنے سے پہلے اپنے دل سے **سوال** کیجئے کہ ''اگر تجھے کہا جائے کہ اپنے عمل کو **پوشیدہ** رکھو تاکہ لوگ کسی دوسرے کے عمل کی **پیروی** کریں جو تیرا ہم عصر ہے اور تجھے عمل کے پوشیدہ رکھنے کا **ثواب** اسی قدر ملے گا جس قدر ظاہر کرنے سے ہوتا ہے۔'' اب اگر اس کا دل اس بات کی طرف مائل ہو کہ اسی کی **پیروی** کی جائے اور وہی عمل کو **ظاہر** کرے تو اُسے سمجھ جانا چاہیے کہ اظہارِ عمل کا مقصود **ریا کاری** ہے طلبِ ثواب نہیں، نہ لوگوں کو اپنے پیچھے لانا ہے اور نہ ہی ان کو بھلائی کی **ترغیب** دینا ہے کیونکہ لوگ تو دوسرے شخص کو دیکھ کر بھی **رغبت** حاصل کر لیتے اور اسے عمل کو پوشیدہ رکھنے کا زیادہ ثواب مل جاتا! اگر لوگوں کو دکھانا مقصود نہیں ہے **تو اس کا دل عمل پوشیدہ رکھنے پر کیوں نہیں مانتا؟**

(احیاء علوم الدین، کتاب ذم الجاہ والریاء، بیان الرخصۃ فی قصد......الخ، ج۳، ۳۹۰)

صَلُّوا عَلَى الْحَبِيب ! صلَّی اللّٰہُ تعالٰی علٰی محمَّد

نیکیاں چھپائیے

ہر اسلامی بھائی کو چاہئے کہ اپنے منہ **میاں مٹھو** بن کر نفس وشیطان کے **جال** میں پھنسنے سے بچے کیونکہ **نفس** بڑا دھوکے باز ہے، **شیطان** بھی تاک میں رہتا ہے اور **جاہ ومرتبہ** کی خواہش دل پر غالب رہتی ہے اور ظاہری اعمال آفات سے بہت کم محفوظ رہتے ہیں اور عمل کی **سلامتی** اِسے **پوشیدہ** رکھنے میں ہے۔ جب اس کے **اظہار** میں ایسے **خطرات** ہیں جن سے مقابلے کی **قوت** ہم جیسوں کو حاصل نہیں ہے تو ہم جیسے کمزور لوگوں کے لیے اظہار سے بچنا ہی زیادہ **بہتر** ہے۔ **لٰہذا** کسی پر اپنی نیکیوں کا اظہار کرنے سے پہلے اپنے دل پر خوب **غور** کر لیجئے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ ہم شیطان کے جال میں پھنس کر **ریاکاری کا وبال** اپنے سر پر لے لیں۔

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صلَّی اللّٰہُ تعالٰی علٰی محمَّد

ریاکاری سے بچنا عمل کرنے سے زیادہ مشکل ھے

حضرت سیدنا ابودرداء رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت ہے کہ سرکارِ والا تبار، ہم بے کسوں کے مددگار، شفیعِ روزِ شُمار، دوعالَم کے مالک **ومختار**، حبیبِ پروردگار صلی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''بے شک **عمل** کر کے اسے **ریاکاری** سے بچانا **عمل** کرنے سے زیادہ **مشکل** ہے اور آدمی عمل کرتا ہے تو اس کے لئے ایسا نیک **عمل** لکھ دیا جاتا ہے جو تنہائی میں کیا گیا ہوتا ہے اور اس کے لئے ستر گنا **ثواب** بڑھا دیا جاتا ہے۔ پھر شیطان اس کے ساتھ لگا رہتا ہے (اور اُکساتا رہتا ہے) یہاں تک کہ وہ آدمی اس **عمل** کا ذکر **لوگوں کے**

سامنے کر دیتا ہے، اسے ظاہر کرتا ہے تو اب اس کے لئے یہ عمل (مخفی کی بجائے) **علانیہ** لکھ دیا جاتا ہے اور اَجر میں ستر گنا اضافہ **مٹا** دیا جاتا ہے۔ شیطان پھر اس کے ساتھ لگا رہتا ہے یہاں تک کہ وہ **دوسری مرتبہ** لوگوں کے سامنے اس عمل کا **ذکر** کرتا ہے اور چاہتا ہے کہ لوگ بھی اس کا **تذکرہ** کریں اور اس عمل پر اس کی **تعریف** کی جائے تو اسے علانیہ سے بھی مٹا کر **ریاکاری** لکھ دیا جاتا ہے۔ پس بندہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ سے ڈرے، اپنے دین کی حفاظت کرے اور بے شک **ریاکاری** شرک (اصغر) ہے۔''

(الترغیب والترھیب، کتاب المقدمہ، باب الترھیب من الریاء، الحدیث ٥٦، ص ٢٩)

علّامہ عبدالغنی نابلسی علیہ رحمۃ اللہ الھادی ہمیں سمجھاتے ہوئے فرماتے ہیں:

''جب **ریا واخلاص** میں سے ہر ایک میں **شیطانی چالیں** اور دھوکہ بازیاں ہیں تو تجھے بیدار رہنا لازم ہے پس اگر تجھے پتا نہ چلے کہ تو مخلص ہے یا ریاکار تو پھر تجھے اپنے **نیک اعمال چھپانا ہی بہتر** ہے کہ اس میں تیرے لئے کسی قسم کا نقصان نہیں۔''

(الحدیقۃ الندیۃ، ج ١، ص ٥١٧)

میرا ہر عمل بس تیرے واسطے ہو
کر اِخلاص ایسا عطا یاالٰہی (عَزَّوَجَلَّ)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صلَّی اللّٰہُ تعالٰی علٰی محمّد

تحدیثِ نعمت کسے کہتے ہیں؟

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! کسی عبادت کی تکمیل کے بعد لوگوں کے سامنے **رب** عزوجل کی نعمت کا چرچا کرنے کے طور پر اس کو بیان کرنا **تحدیثِ نعمت** کہلاتا ہے۔

اس میں بھی **اخلاص** اور **ریا کاری** دونوں کا احتمال ہوتا ہے۔اس کا بھی یہی حکم ہے کہ مقتدیٰ (یعنی جس شخص کی لوگ پیروی کرتے ہوں) کے لئے **افضل** یہ ہے لوگوں سے بیان کر دے اور اگر لوگوں سے اپنی **قصیدہ خوانی** کروانا مقصود ہو تو یہ **گناہ** ہے۔ہاں! اگر اس طرح عبادت کے اظہار میں **ریا کاری** راہ پا جائے تو یہ گناہ ہے مگر اس سے گذشتہ عبادت **ضائع** نہیں ہوتی کیونکہ یہ عبادت جب ادا کی گئی تھی اس وقت صحیح طور پر ادا ہوئی تھی اور یہ کہ لوگوں کو اپنی عبادت کے قصے سنانا یہ گذشتہ عبادت کے بعد پیدا ہونے والا ایک **نیا کام** ہے جس سے بندہ فقط **گناہ گار** ہوتا ہے گذشتہ عبادت ضائع نہیں ہوتی۔ **بہر حال** وہ عبادات جن کو ظاہر کرنے میں انسان مجبور نہیں ہوتا، ان میں **افضل** یہ ہے کہ ان کو چھپائے کہ اس میں بہت سی خرابیوں سے **بچت** ہے، پھر اگر کسی کو سِکھانے کا ارادہ ہے یا یہ کہ اس شخص کی پیروی کی جاتی ہے تو اب چھپانے سے **ظاہر** کر دینا افضل ہے۔ (الحدیقۃالندیۃ، ج۱،ص۴۷۴)

101بار دل پر غور کر لیجئے

شیخِ طریقت امیرِ اہلسنّت دامت برکاتہم العالیہ ہمیں سمجھاتے ہوئے **''فیضانِ سنت''** جلد اوّل، صفحہ 1453 پر لکھتے ہیں: ''تَحدِیثِ نعمت (یعنی نعمت کا چرچا کرنے) کی نیّت سے نیک **عمل** کا اظہار کیا جا سکتا ہے۔اِسی طرح کوئی **پیشوا** ہے اور وہ اپنا عمل اِس نیّت سے ظاہر کرتا ہے کہ ماتحت اَفراد کو اس سے عمل کی رغبت ملے گی تو اب **رِیا کاری** نہیں، مگر ہر ایک کو اپنا عمل ظاہر کرتے وَقت ایک سو ایک بار اپنے دل کی کیفیت پر **غور** کر لینا چاہیئے، کیونکہ شیطٰن بڑا مکّار ہے، ہوسکتا ہے کہ اس طرح سے

اُبھار کر بھی وہ **ریا کاری** میں مُبتَلا کردے، مثلاً دل میں وَسوَسہ ڈالے کہ لوگوں سے کہہ دے، ''میں تو صِرف **تَحدِیثِ نعمت** کیلئے اپنا عمل بتا رہا ہوں۔'' حالانکہ دل میں لڈّو پھوٹ رہے ہوں گے کہ اس طرح بتانے سے لوگوں کے دلوں میں میری **عزّت** بڑھ جائے گی۔ یہ یقیناً **ریا کاری** ہے اور ساتھ میں تَحدِیثِ نعمت کا کہنا ریا کاری در ریا کاری اور ساتھ ہی جھوٹ کے گناہ کی **تباہ کاری** بھی ہے۔ تفصیلی معلومات کیلئے **حُجَّۃُ الْاِسلام** حضرت سیِّدُ نا امام محمد غزالی علیہ رحمۃ اللہ الوالی کی کُتُبِ تصوُّف **اِحیاءُ العُلُوم** یا کیمیائے سعادت سے نیّت، اِخلاص اور رِیا کے ابواب کامُطالَعہ کیجئے۔ کاش! انہیں پڑھنے سے شیطان محروم نہ کرے، کیونکہ یہ مردود کبھی نہ چاہے گا کہ مسلمان کا عمل خالص ہو کر **مقبول** ہو جائے۔

یاربِّ مصطفٰے عَزَّوَجَلَّ و صَلَّی اللّٰہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم ہمیں اِخلاص کے ساتھ عبادت اور نفلی روزوں کی کثرت کی سعادت نصیب فرما اور ہمیں شیطان کے اُن حیلے بہانوں کی پہچان عطا فرما جن کے ذَرِیعے وہ ہمارے اعمال برباد کر دیا کرتا ہے۔
امین بِجاہِ النَّبِیِّ الْاَمین صَلَّی اللّٰہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم

ریا کاریوں سے بچا یاالٰہی
مجھے عبدِ مخلص بنا یاالٰہی

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صلَّی اللّٰہُ تعالٰی علٰی محمَّد

چیونٹی کی چال سے بھی پوشیدہ ریا

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! ظاہر اور پوشیدہ ہونے کے اعتبار سے ریا کاری کی دو قسمیں ہیں ریائے **جلی** اور **خفی**۔ ریائے **جلی** سے مراد وہ ریا ہے جو عمل پر اُبھارے

اور اسکی ترغیب دے۔ یہ بہت واضح اور ظاہر ریا ہے۔ جبکہ ریائے **خفی** سے مراد وہ ریا ہے جو **پوشیدہ** ہو۔ (الزواجر عن اقتراف الکبائر، ج ۱، ص ۸۱) **نبی اکرم نورِ مجسم** صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''ریا کی **ایک قسم** وہ ہے جو چیونٹی کی چال سے بھی زیادہ **خفیف** ہوتی ہے۔''

(مجمع الزوائد، کتاب الزھد، باب مایقول اذ خاف......الخ، الحدیث: ۱۷۶۶۹، ج ۱۰، ص ۳۸۴)

ریائے خفی سے بچنا بے حد دُشوار ہے مگر جسے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ **توفیق** دے۔ اس کی چند **اقسام** ہیں:

''جہنم'' کے چار حُرُوف کی مناسبت سے ریائے خفی کی 4 اَقسام

﴿1﴾ وہ ریا جو کسی عمل پر تو نہ ابھارے البتہ اسکی مشقت میں **کمی** کر دے اور اس کا کرنا **آسان** ہو جائے جیسے کوئی شخص روزانہ نمازِ تہجد پڑھنے کا عادی ہو لیکن اسے بوجھ بھی محسوس ہوتا ہے اور جب اس کے ہاں کوئی مہمان آئے یا کسی کو اس کے تہجد گزار ہونے کا پتا چل جائے تو اُس کی **چستی** میں اضافہ ہو جائے اور وہ اسے **خوشدلی** سے پڑھے۔

﴿2﴾ وہ ریا جس کا نیکی میں کوئی عمل دخل نہیں ہوتا یعنی وہ ریا جو نہ تو عمل پر **ابھارتا** ہے، نہ اس کی مشقت میں **کمی** کرتا ہے لیکن اس کی وجہ سے بندے کا دل **ریاکاری** میں اس طرح مبتلا ہو جاتا ہے جیسے پتھر میں آگ **پوشیدہ** ہوتی ہے۔ ریائے

خفی کی **اس قسم کو پہچاننا آسان نہیں**، اس کی سب سے بڑی علامت یہ ہے کہ جب لوگوں کو اس کی عبادت کا پتا چلے تو اسے **خوشی** ہو۔ چنانچہ کئی اسلامی بھائی ایسے ہوتے ہیں جو اپنے عمل میں مخلص ہوتے ہیں، ریاکاری کو ناپسند کرتے ہیں اور اپنے عمل کو ریاکاری میں مبتلاء ہوئے بغیر مکمل بھی کر لیتے ہیں لیکن جب لوگوں کو ان کی عبادت کا پتا چلتا ہے انہیں **خوشی** حاصل ہوتی ہے اور انہیں عبادت کی مشقتیں بھول جاتی ہیں۔ اس صورت میں ریا ان کے دل میں اس طرح پوشیدہ ہوتی ہے جیسے پتھر میں آگ پوشیدہ ہوتی ہے۔ یہ **خوشی ریائے خفی پر دلالت** کرتی ہے کیونکہ اگر دل لوگوں کی طرف متوجہ نہ ہوتا تو وہ اپنی عبادت پر ان کے آگاہ ہونے پر خوش نہ ہوتا، اب اگر وہ اس خوشی کو دل ہی دل میں مذموم نہ جانے تو **ریا** کا یہ پوشیدہ سلسلہ مزید مضبوط ہوجاتا ہے اور پھر یہ شخص کوشش کرتا ہے کہ اشارۃً یا کنایۃً کسی بھی طرح سے لوگوں کو اس کی عبادت کا حال **معلوم** ہوجائے بلکہ بعض اوقات ایسی عادتیں اپنا لیتا ہے جس سے اس کی نیکیوں کا **اظہار** ہوسکے مثلاً کمزوری کے سبب آواز پست رکھنا، ہونٹوں کو خشک رکھنا، روزے اور آنسوؤں کے آثار، خوفِ خدا سے گریہ وزاری اور انگڑائیوں اور جمائیوں سے نیند کے غلبے کا اظہار طویل تہجد گزاری پر دلالت کرتا ہے۔

﴿3﴾ وہ **ریا** ہے کہ نہ تو لوگوں کے آگاہ ہونے کی خواہش ہو اور نہ ہی عبادت کے ظاہر ہونے پر خوشی ہو، البتہ اس بات پر خوشی ہو کہ ☆ ملاقات کے وقت لوگ اسے **پہلے** سلام کریں ☆ اُسے خندہ پیشانی اور **عزت واحترام** سے ملیں ☆

اس کی **تعریف** کریں اور اس کی ضرورتوں کو خوشی خوشی پورا کریں ☆ خرید و فروخت میں اس کے ساتھ رعایت برتیں (یعنی سستے میں چیز بیچیں یا دام ہی نہ لیں) ☆ کسی محفل میں جائے تو اس کے لئے جگہ چھوڑ دیں ☆ اس کی آؤ بھگت کریں وغیرھا۔

اگر کوئی ان معاملات میں ذرّہ برابر کوتاہی کرے تو اسے بہت **ناگوار** گزرے۔ گویا وہ اپنی **پوشیدہ عبادت** کا اظہار تو نہیں چاہتا لیکن اس کے بدلے لوگوں سے عزت واحترام کا طلب گار ہے، بالفرض اس نے یہ **عبادتیں** نہ کی ہوتیں تو اس کا دل ان چیزوں کا **مطالبہ** بھی نہ کرتا۔ جب کوئی اسلامی بھائی اِس قسم کی **ریاکاری** میں مبتلا ہو جائے تو اس کی عقل پر پردہ پڑ جاتا ہے اور وہ محض اِس بات پر قناعت نہیں کرتا کہ دلوں کا حال جاننے والے پرودگار عَزَّوَجَلَّ کو اس کی نیکیوں کا **علم** ہے۔ ان تمام صورتوں میں نیکیوں کا ثواب ضائع ہو سکتا ہے اور اس سے صرف صِدِّیقین ہی محفوظ رہتے ہیں۔''

کیا تمھاری حاجتیں پوری نہیں کی جاتی تھیں!

حضرت سیدنا علی کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْھَهُ الْکَرِیْم ارشاد فرماتے ہیں: ''**اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ قیامت کے دن قاریوں سے ارشاد فرمائے گا کیا تمہیں سودا سستا نہیں دیا جاتا تھا؟ کیا تمہیں سلام کرنے میں پہل نہیں کی جاتی تھی؟ کیا تمہاری حاجتیں پوری نہیں کی جاتی تھیں؟'' ایک حدیث (قُدسی) میں ہے: ''تمہارے لئے کوئی اَجر نہیں کیونکہ تم نے اپنا اَجر پورا پورا وصول کرلیا۔'' (الزواجر عن اقتراف الکبائر، ج ۱، ص ۸۲)

کہیں نقصان نہ ہو جائے

حضرتِ سیِّدُنا وہب بن مُنَبِّہ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ فرماتے ہیں کہ راہِ خدا عَزَّوَجَلَّ میں سفر کے دوران ایک بزرگ نے اپنے ہم سفروں سے فرمایا: ہم نے سرکشی کے خوف سے اپنے مالوں اور اولاد کو چھوڑ دیا لیکن ہمیں اِس بات کا **خوف** ہے کہ مالدار لوگوں کو مال کے سبب جس قدر سرکشی کا سامنا کرنا پڑتا ہے اس سے زیادہ کہیں ہمیں دین میں **نقصان** نہ ہو کیونکہ ہم میں سے کوئی ایک جب ملاقات کرتا ہے تو اپنے دینی مقام کی وجہ سے اپنی تعظیم کا **خواہش مند** ہوتا ہے اور اگر کوئی چیز خریدتا ہے تو چاہتا ہے کہ اس کے دینی منصب کی وجہ سے اسے **کم قیمت** پر ملے۔ جب یہ بات ان کے بادشاہ تک پہنچی تو وہ ایک لشکر کے ساتھ ان کی خدمت میں حاضر ہوا چنانچہ پہاڑ اور میدان لوگوں سے بھر گئے۔ اُس بزرگ نے کسی سے دریافت کیا: یہ سب کیا ہے؟ کہا گیا: بادشاہ آپ سے ملنے آیا ہے۔ انہوں نے خادم سے کہا: میرے لئے کھانا لاؤ۔ وہ ساگ زیتون اور کھجور کے خوشے لے آیا۔ اس بزرگ نے خوب منہ کھول کر بڑے بڑے **لقمے** ڈالنے شروع کر دیئے۔ بادشاہ نے پوچھا: تمہارے وہ **سردار** کہاں ہیں؟ لوگوں نے جواب دیا: یہی ہیں۔ بادشاہ نے پوچھا: آپ کا کیا حال ہے؟ بزرگ نے جواب دیا: عام لوگوں کی طرح ہے۔ یہ سُن کر بادشاہ نے کہا: اس شخص کے پاس کوئی بھلائی نہیں ہے اور واپس چلا گیا۔ اس کے جانے کے بعد بزرگ کہنے لگے: **اللہ** تعالٰی

کاشکر ہے جس نے تجھے مجھ سے یوں پھیرا کہ تم میری **مذمت** کررہے ہو۔

(احیاء العلوم، کتاب ذم الجاہ والریاء،فصل الرابع، ج۳، ص ۳۷۵/۳۷۶)

﴿**اللہ** عزوجل کی اُن پر رحمت ہو..اور..اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔﴾

﴿4﴾ **ریائے خفی** کی ایک **قسم** ایسی ہے جو واعظین ، مدرسین اور علماء کے ساتھ خاص ہے۔ وہ یوں کہ ان میں سے اگر کوئی زبان کی مہارت، وسیع مطالعے اور بہترین حافظے کی بدولت اچھا **بیان** کرتا ہو، شریعت وطریقت کی معرفت رکھتا ہو، لوگوں کا اس کی طرف میلان ہو، پھر کوئی اور واعظ یا عالم ان لوگوں کی **اصلاح** کرے یا وہ اسے چھوڑ کر کسی اور عالم یا شیخ کے پاس جائیں تو وہ **ملال** محسوس کرے اور حسد میں مبتلا ہو جائے ، تو یہ اس بات کی دلیل ہے کہ وہ **ریائے خفی** کا شکار ہو چکا ہے۔ اسی طرح دورانِ بیان جب کوئی مالدار شخص یا کوئی صاحبِ منصب ان کی محفل میں حاضر ہو تو اپنی گفتگو ادھوری چھوڑ کر ان کی **خوشامد** شروع کر دینا یا اپنے کلام میں شائستگی اور نرمی پیدا کر لینا۔ ہاں ! اگر ان کی اصلاح کی **نیت** سے بیان طویل کرتا ہے تاکہ وہ اپنے فسق وفجور سے **توبہ** کریں اور اصلاح کی طرف **مائل** ہو جائیں تو یہ نیت درست ہے مگر اس صورت میں بھی ریا کاری میں مبتلا ہونے کا خطرہ ہے۔ لہٰذا بیان کرنے والے کو چاہیے یہ کہ تمام خلقِ خدا کو ایک نظر سے دیکھے اور امیر کو اس کی امیری کے سبب غریب سے اور بڑے کو چھوٹے سے **ممتاز** نہ کرے تو یوں وہ اِنْ شَآءَ اللّٰہُ عَزَّوَجَلَّ **ریاکاری** سے بچ جائے گا۔ (الحدیقة الندیة، ج ۱، ص ٤٧٦/٤٧٧)

اللہ عَزَّوَجَلَّ کے مخلص بندے

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اللہ عَزَّوَجَلَّ کے مخلص بندے ہمیشہ **خفی ریا** سے ڈرتے ہیں اور یہ کوشش کرتے ہیں کہ لوگ ان کے نیک اعمال کے سلسلہ میں انہیں دھوکا نہ دے سکیں دیگر لوگ جتنی کوشش اپنے **گناہ** چھپانے میں کرتے ہیں یہ ان سے زیادہ اپنی **نیکیاں** چھپانے کے حریص ہوتے ہیں اوراس کی وجہ صرف یہ ہے کہ یہ لوگ اپنی نیکیوں کو خالص رکھنا چاہتے ہیں تا کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ **قیامت** کے دن لوگوں کے سامنے انہیں ثواب عطا فرمائے کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں قیامت کے دن صرف وہی اعمال مقبول ہوں گے جو **اخلاص** کے ساتھ کئے گئے ہوں۔ اور وہ یہ بھی جانتے ہیں کہ قیامت کے دن وہ سخت محتاج اور بھوکے ہوں گے اوران کا مال واولاد انہیں کچھ کام نہ آئے گا سوائے اس کے جو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں قلبِ سلیم (یعنی گناہوں سے محفوظ دل) لے کر حاضر ہوگا اور نہ کوئی باپ اپنی اولاد کے کام آئے گا یہاں تک کہ صدیقین کو بھی اپنی ہی فکر ہوگی ہر شخص **نَفْسِی نَفْسِی** پکار رہا ہوگا، جب صدیقین کا یہ حال ہوگا تو دیگر لوگ کس حال میں ہوں گے؟ ہر وہ شخص جو اپنے دل میں بچوں، دیوانوں اور دیگر لوگوں کے اپنے عمل پر آگاہ ہونے سے فرق محسوس کرتا ہو وہ ریا کے شائبے میں مبتلا ہوتا ہے کیونکہ اگر وہ یہ جان لیتا کہ نفع ونقصان دینے والا اور ہر چیز پر قدرت رکھنے والا **اللہ** عَزَّوَجَلَّ ہی ہے اور دوسرے کسی چیز پر قدرت نہیں رکھتے تو اس کے نزدیک بچوں اور دیگر لوگوں کا آگاہ ہونا **برابر** ہوتا اور

بچوں یا بڑوں کو **خبر** ہونے سے اس کے **دل پر کوئی فرق نہ پڑتا۔**

(الزواجر عن اقتراف الکبائر، ج ۱، ص ۸۲)

یاد رہے ریا کاری کی یہ تمام علامات بندے کے اپنے نفس کے لئے ہیں کسی دوسرے کے لئے نہیں کیونکہ ان کا تعلق دل کے حالات سے ہے اور دل کے حالات پر کوئی دوسرا مطلع نہیں ہوسکتا۔ لہٰذا اِن حالات کو کسی پر قیاس کر کے **بدگمانی** نہ کیجئے کہ بدگمانی حرام ہے اور اسی طرح کسی کے بارے میں تجسُّس کرنا، اس کی پردہ دری کرنا اور اس میں یہ علامات تلاش کرنا تاکہ اس کو بدنام کیا جائے یہ **بھی حرام ہے۔**" (احیاء علوم الدین، کتاب الحلال والحرام، الباب الثالث الحالۃ الاولی، ج ۲، ص ۱۵۰ / کتاب الامر بالمعروف......الخ، ج ۲، ص ۳۹۹ ملخصاً)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صلَّی اللّٰہُ تعالٰی علٰی محمَّد

اپنی تعریف پر خوش ہونا کیسا؟

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اگر کسی کے نیک عمل پر اس کی تعریف کی جائے تو اس کا **خوش** ہونا فطری بات ہے۔ لیکن یاد رکھئے کہ اپنی (سچی) تعریف پر خوش ہونے کی بھی **صورتیں** ہیں، چنانچہ یہ خوشی کبھی **محمود** (یعنی پسندیدہ) ہوتی ہے اور کبھی **مذموم** (یعنی ناپسندیدہ)، لہٰذا ہمیں چاہیے کہ جب کوئی ہماری (سچی) تعریف کرے تو اسے نرمی سے منع کردیں، پھر بھی کوئی ہماری تعریف کرنے سے باز نہ آئے تو پھولنے کے بجائے دل میں داخل ہونے والی خوشی کے بارے میں **اچھی اچھی نیّتیں** کر لینی

چاہئیں۔محمودخوشی کی 4 صورتیں ہیں:

(۱)......اپنایوں ذہن بنائے کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے میرے اچھے عمل کولوگوں پرظاہر کر کے مجھ پرکرم فرمایا ہے، کیونکہ وہی عبادت اور گناہوں پر پردہ ڈالتا ہے۔ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے محض اپنے کرم سے گناہوں پر پردہ ڈال کراس کی عبادت کوظاہرفرمادیا اوراس سے بڑااحسان کسی پرکیاہوگا کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ اپنے بندے کے گناہوں کوچھپا دے اورعبادت کوظاہر کردے لہٰذا بندہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی اس پرنظرِ رحمت کی وجہ سے خوش ہولوگوں کی تعریف اوران کے دلوں میں اس کے لئے جومقام ومرتبہ ہے اس کی وجہ سے خوش نہ ہو(تو یہ ریانہیں) جیسا کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کا فرمانِ عالیشان ہے:

قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَ بِرَحْمَتِهٖ فَبِذٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوْا ؕ

(پ ۱۱، یونس:۵۸)

ترجمۂ کنزالایمان: تم فرماؤ **اللہ** ہی کے فضل اوراسی کی رحمت اوراسی پر چاہئے کہ خوشی کریں۔

حضرتِ سیدنا ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم نورِ مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے پوچھا گیا: یہ فرمائیے کہ آدمی اچھا کام کرتا ہے اورلوگ اس کی **تعریف** کرتے ہیں (یہ ریا ہے یانہیں)؟ فرمایا: ''یہ مومن کے لیے جلد یعنی دنیا میں بشارت ہے۔'' (صحیح مسلم، کتاب البر و الصلة و الادب،باب اذااثنی علی الصالح......الخ، الحدیث ۲۶۴۲،ص ۱۴۲۰)

(یعنی یہ ریانہیں ہے بلکہ قبولیت کی علامت ہے کہ لوگوں کے منہ سے خودبخوداس کی تعریف

نکلتی ہے۔غرض یہ کہ ریا کا تعلق عامل کی نیت سے ہے کہ وہ دکھلاوے شہرت کی نیت سے نیکی کرے یہ ہے ریا۔ (مِرْاٰۃ المناجیح، ج ۷، ص ۱۲۹ ملخصًا)

(۲)...... یا خوشی کا قابلِ تعریف ہونا اس وجہ سے ہے کہ بندہ یہ سوچ کر خوش ہو جاتا ہے کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے جب دنیا میں اس کے گناہوں کو چھپایا اور اس کی نیکیوں کو ظاہر فرمایا تو آخرت میں بھی اس کے ساتھ یہی سلوک فرمائے گا، چنانچہ صاحبِ معطر پسینہ، باعثِ نُزولِ سکینہ، فیض گنجینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''**اللہ** عَزَّوَجَلَّ جس بندے کے گناہ کی دنیا میں پردہ پوشی فرماتا ہے آخرت میں بھی اس کی پردہ پوشی فرمائے گا۔'' (کنزالعمال، کتاب التوبۃ، قسم الاقوال، باب فی فضلھا والترغیب فیھا الحدیث: ۱۰۲۹٦، ج ٤، ص ۹۷، بدون ''ذنبا'')

(۳)...... یا پھر بندہ یہ خیال کرے کہ میرے نیک اعمال پر مطلع ہونے والوں کو میری اِقتدا میں **رغبت** ملے گی اور اس طرح مجھے دُگنا **ثواب** ملے گا ایک ثواب تو اس بات کا ہوگا کہ اس کا مقصود ابتداء میں عمل کو پوشیدہ رکھنا تھا اور دوسرا **ثواب** اس کے ظاہر ہونے اور لوگوں کی اقتداء کی وجہ سے ہوگا کیونکہ عبادت وطاعت میں جس کی پیروی کی جاتی ہے اسے ان پیروی کرنے والوں کا **ثواب** بھی ملتا ہے اور ان کے ثواب میں بھی کمی نہیں ہوتی لہٰذا اس خیال سے خوشی حاصل ہونا بالکل درست ہے کیونکہ نفع کے آثار کا ظہور لذت بخشتا ہے اور خوشی کا سبب بنتا ہے۔ صدرُ الشَّریعہ، بدرُ الطَّریقہ حضرتِ علّامہ مولینا مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ رحمۃ اللہ القوی لکھتے ہیں: **یہ** اس صورت میں

ہے کہ عبادت اس لیے نہیں کی کہ لوگوں پر ظاہر ہو اور لوگ عابد سمجھیں، عبادت خالصاً **اللہ** (عَزَّوَجَلَّ) کے لیے ہے، عبادت کے بعد اگر لوگوں پر ظاہر ہوگئی اور طبعاً یہ بات اچھی معلوم ہوتی ہے کہ دوسرے نے اچھی حالت پر پایا، اس طبعی مسرت سے ریا نہیں۔ (بہارشریعت، حصہ۱۶،ص ۲۳۸)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے عرض کی: یارسول اللہ! (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) میں اپنے مکان کے اندر نماز کی جگہ میں تھا، ایک شخص آ گیا اور یہ بات مجھے پسند آئی کہ اس نے مجھے اس حال میں دیکھا (یہ ریا تو نہ ہوا)؟ ارشادفرمایا: ''ابوہریرہ! تمھارے لیے دو ثواب ہیں، پوشیدہ عبادت کرنے کا اور علانیہ کا بھی[1]''(شرح السنة، کتاب الرقاق، باب من عمل للّٰہ فحمد علیه، الحدیث۴۰۳۶، ج۷، ص۳۴۶)

(۴)......اسی طرح کبھی بندہ اس وجہ سے خوش ہوتا ہے کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے اسے ایسے عمل کی توفیق دی ہے جس کی وجہ سے لوگ اس کی تعریف کر رہے ہیں اور اس کی وجہ سے اس سے محبت کرتے ہیں کیونکہ بعض گنہگار مسلمان ایسے بھی ہوتے ہیں جو عبادت گزار لوگوں کو دیکھ کر ان کا مذاق اڑاتے اور انہیں ایذا دیتے ہیں، اس صورت میں **اِخلاص کی علامت** یہ ہے کہ جس طرح اسے اپنی تعریف پر خوشی حاصل ہوتی

---

[1]: یعنی تمہارے اس کام کی ابتداء محض اخلاص پر تھی اسی سے تم گھر کے گوشہ میں یہ کام کررہے تھے اللہ تعالیٰ نے تمہارے اس کام کو ظاہر فرمادیا یہ بھی اس کا کرم ہے۔ تمہارا اس پر خوش ہونا کہ مجھے مسلمان نے برے کام پر نہ دیکھا اچھے کام پر دیکھا یہ خوشی بھی اللہ کا کرم ہے اس پر بھی ثواب ہے کہ یہ خوشی شکر کی ہے نہ کہ فخر کی۔ (مرآۃ المناجیح، ج۷، ص۱۳۳)

ہے اسی طرح دوسروں کی تعریف بھی اس کے لئے باعثِ مسرت ہو۔

قابلِ مذمت خوشی یہ ہے کہ آدمی لوگوں کے نزدیک اپنے مقام ومرتبہ پر خوش ہو اور یہ خواہش کرے: ''وہ اس کی تعریف وتعظیم کریں، اس کی حاجتیں پوری کریں، آمد ورفت میں اسے اپنے آگے کریں۔''

(الزواجر،الکبیرۃ الثانیہ الشرک الاصغر......الخ، ج ۱،ص ۷۷)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صلَّی اللّٰہُ تعالٰی علٰی محمَّد

خوفِ خدا سے لرز جائیے!

جب کوئی آپ کی **تعریف** کرے تو اس طرح بھی غور وخوض (یعنی فکرِ مدینہ) کیجئے: جس وجہ سے میری **تعریف** کی گئی ہے وہ مجھ میں پائی بھی جارہی ہے یا نہیں؟ مثلاً لوگوں نے مجھے **متقی وپرہیزگار** کہا، کیا میں واقعی تقوٰی کے شرعی **معیار** پر پُورا اترتا ہوں اور اگر لوگوں کی تعریف **سچی** بھی ہے تو اس میں میرا کیا کمال ہے یہ تو میرے رب عَزَّوَجَلَّ کی عطا ہے پھر اعمال کا اعتبار تو خاتمے پر ہے، میں نہیں جانتا کہ **میرا خاتمہ ایمان پر ہوگا یا نہیں؟** کہیں ایسا نہ ہو کہ قیامت کے دن مجھے انہی لوگوں کے سامنے بلاکر کہا جائے: ''**اے فاجر!** اے دھوکے باز! اے ریاکار! **کیا تجھے حیا نہ آئی** جب تُو نے **اللہ** عزوجل کی اطاعت کے بدلے دنیا کا ساز وسامان خریدا؟ تُو نے بندوں کے دلوں پر نظر رکھی **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی نظرِ رحمت پر قناعت نہ کی، **اللہ** عَزَّوَجَلَّ سے نہیں صرف اُس کے بندوں سے محبت کی، لوگوں کے لئے ایسی چیزوں سے آراستہ ہوا جو

اللہ عَزَّوَجَلَّ کے نزدیک بری تھیں اور **اللہ** عَزَّوَجَلَّ سے دُوری اختیار کر کے لوگوں کی قربت پائی۔''

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صلَّی اللّٰہُ تعالٰی علٰی محمَّد

رِیاکاری کی تربیت گاہ

آج کل بچہ یا بچی اگر حفظِ قرآن مکمل کرلے تو اسکے لئے شاندار تقریب کی جاتی ہے۔ جس میں اس کو گُل پوشی و گل پاشی اور تحائف و تعریفی کلمات سے خوب نوازا جاتا ہے۔ **امیرِ اَہلسنّت** دامَت بَرَکاتُہُم العالیہ اس قسم کی تقریبات کا انعقاد کرنے والوں کو ''**فکرِ مدینہ**'' کی دعوت دیتے ہوئے فیضانِ سنت جلداوّل کے صفحہ 1448 پر لکھتے ہیں: **گھر والے شاید سمجھتے ہوں گے ہم حوصلہ افزائی کر رہے ہیں۔ مگر معذرت کے ساتھ عرض ہے کہ بچہ بلند حوصلہ تھا جبھی تو حافظ بنا۔ ہاں حفظ شروع کرواتے وقت حوصلہ افزائی کی واقعی ضرورت ہوتی ہے کہ کسی طرح یہ پڑھ لے۔ بہر حال حافظ مَدَنی منے، منی کے حفظ کی تقریب میں حوصلہ افزائی ہو رہی ہے یا وہ خود ''پھول کر کُپّا'' ہوا جا رہا ہے اس پر غور کرلیا جائے۔ کہیں ایسا تو نہیں کہ ہماری یہ ''تقریب سعید'' اس بے چارے سادہ لوح بھولے بھالے حافظ مَدَنی منے کی ریاکاری کی تربیت گاہ بن رہی ہو! میں نے اس طرح کی تقاریب میں اخلاص کو بہت تلاشا، مجھے نہ مل سکا۔ یہاں تک کہ بعض اوقات مَعَاذَاللّٰہ عَزَّوَجَلَّ**

تصاویر بھی کھینچی جاتی ہیں ۔اسی طرح اکثر کمسن مَدَنی منے، منی کی ''روزہ کشائی'' کی تقریب میں بھی **تصاویر کے گناہ** کا سلسلہ ہوتا ہے ۔ ورنہ سادگی کے ساتھ روزہ کشائی کی رسم ادا کی جائے یا حافظ مَدَنی منے کی دینی ترقی کیلئے سب کو اکٹھا کرنے کے بجائے بُزُرگوں کی بارگاہوں میں پیش کر کے عمر بھر قرآن پاک یاد رہنے اوراس پر عمل کرنے کی **دعائیں** لی جائیں تو**اِنْ شَآءَ اللّٰه** عَزَّوَجَلَّ اس میں **بَرَکتیں** زیادہ ہوں گی ۔**الحاصل** اچھی طرح غور کرلینا چاہئے کہ ہم جو تقریب کرنے جارہے ہیں اس میں **ہماری آخرت کا کتنا فائدہ ہے؟** اگر آپکا دل واقعی مطمئن ہے کہ حفظ قراٰن کی خوشی کی تقریب سے مقصود نمائش نہیں اور یہ بھی یقین ہے کہ مَدَنی منے کو **ریا کاری** کا کوئی خَطرہ نہیں یعنی **آپ اس کو اخلاص کی اعلیٰ تربیت دے چکے ہیں** تو بے شک تقریب کیجئے ۔ **اللّٰه** عَزَّوَجَلّ قبول فرمائے ۔(آمین بجاہ النبی الامین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم)(فیضانِ سنّت ،ج ۱،باب فیضانِ رمضان ص ۱۴۴۸)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صلَّی اللّٰہُ تعالیٰ علٰی محمَّد

گناھوں سے بچنے میں بھی ریاکاری

حکیمُ الْاُمَّت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنّان لکھتے ہیں: تقوٰی کے دو رُکن ہیں (1) اچھے کام کرنا (2) بُرے کام سے بچنا، مگر اس کا رُکن اعلیٰ بُرے کاموں سے بچنا ہے، عبادات آسان ہیں مگر محرمات (یعنی حرام کاموں) سے پرہیز،

برے معاملات سے بچنا بہت ہی مشکل ہے۔ (مراٰۃ المناجیح، ج ۶، ص ۶۳۴)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! جس طرح دیگر نیکیاں **ریاکاری** کی نذر ہو سکتی ہیں اسی طرح گناہوں سے بچنے میں بھی **ریاکاری ممکن** ہے کیونکہ گناہ سے بچنا بھی نیکی ہے اور شیطان کبھی نہیں چاہے گا کہ مسلمان **ثواب** کمانے میں کامیاب ہو جائے۔ لٰہذا اگر اس لئے گناہ ترک کرتا ہے کہ لوگ اسے متقی، پرہیز گار، عبادت گزار اور خوف وخشیت کا پیکر سمجھیں تو یہ صورت خالص **ریاکاری** کی ہے۔ چنانچہ گناہوں کو چھوڑنے میں رضائے الٰہی عَزَّوَجَلَّ پیشِ نظر ہونی چاہئے، ضمناً اور بھی اچھی اچھی نیّتیں کی جا سکتی ہیں مثلاً **(۱)** کہیں میری دیکھا دیکھی لوگ بھی اس گناہ میں نہ لگ جائیں، یوں میرا **گناہ** بڑا ہو جائے گا **(۲)** اس گناہ کی وجہ سے میں لوگوں کی نظر سے گر جاؤں گا اور وہ میری **پیروی** کرنا چھوڑ دیں گے اور میری **نیکی کی دعوت** قبول نہ کریں گے، یوں میں لوگوں کی اصلاح کرنے کے **ثواب** سے محروم ہو جاؤں گا وغیرھا۔

اِخلاص کی پہچان

گناہ چھوڑنے میں **اخلاص** کی پہچان یہ ہے کہ بندہ جس طرح لوگوں کے سامنے **گناہ** سے باز رہتا ہے اسی طرح تنہائی میں بھی **گناہ** سے باز رہے۔ بہرحال گناہ سے ہر حال میں بچا جائے اور دل میں اخلاص پیدا کرنے کی کوشش جاری رکھی جائے۔

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صَلَّی اللّٰہُ تعالٰی علٰی محمَّد

ریاکاری کے خوف سے عبادت چھوڑنا کیسا؟

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! ہوسکتا ہے کہ کسی کے دل میں شیطان یہ **وسوسہ** ڈالے کہ جب **ریاکاری** کی اِس قدر **آفتیں** ہیں اور ریاکاری سے **بچنا** بھی بے حد **دُشوار** ہے تو سِرے سے **نیک عمل** ہی نہ کیا جائے تاکہ کم از کم ہم ریاکاری کی **سزا** سے تو بچ جائیں۔ایسے اسلامی بھائیوں کی خدمت میں **عرض** ہے کہ ریاکاری کے خوف سے نیک عمل چھوڑنا **دانشمندی** کی بات نہیں کیونکہ اس طرح ہم **اخلاص** اور **نیکی** دونوں کے ثواب سے **محروم** ہوجائیں گے۔حضرت سیدنا فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ اِرشاد فرماتے ہیں:''لوگوں کے لئے عمل **ترک** کر دینا **ریاکاری** ہے اور لوگوں کے لئے عمل کرنا **شرکِ** (اصغر) ہے، جبکہ **اخلاص** یہ ہے کہ **اللّٰہ** عزوجل تجھے ان دونوں چیزوں سے نجات عطا فرمادے۔'' (الزواجر،الکبیرۃ الثانیۃ الشرک الاصغر......الخ،ج۱، ص۷۶)

لہٰذا ہمیں چاہیے کہ نیک عمل چھوڑنے کے بجائے اپنی **نیت** درست کرلیں

کیونکہ اگر ناک پر مکھی بیٹھ جائے تو مکھی کو اڑایا جاتا ہے ناک نہیں کاٹی جاتی۔

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صلَّی اللّٰہُ تعالٰی علٰی محمَّد

ریاکاری کا وسوسہ آنا گناہ نہیں ہے

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! ریاکاری کا دل میں صرف خیال آنا اور طبیعت کا اس طرف مائل ہونا **نقصان دہ** نہیں ہے کیونکہ **شیطان** تو ہر انسان پر مسلّط ہے یہ انسان کے بس میں نہیں ہے کہ وہ شیطانی **وسوسوں** کو دل میں **داخل** ہی نہ ہونے دے

اوران کی طرف **مائل** نہ ہو۔یہی وجہ ہے کہ شیطان وسوسے ڈالتاہی رہتا ہے **اب** انسان کو چاہیے کہ ان وسوسوں کو دل میں نہ بٹھائے اورشیطانی حیلوں کا**علمِ** دین اور**نفرت وانکار** سے **مقابلہ** کرے۔(الحدیقة الندیة، ج ۱،ص ۴۹۶) **حضرت ابن عباس** رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں **مروی** ہے آپ **فرماتے** ہیں: **سیدُ المبلغین ، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن** صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: ''**تمام تعریفیں اللہ** عَزَّوَجَلَّ **کیلئے ہیں** جس نے **شیطان** کے **مکروفریب** کو**وسوسوں** میں بدل دیا۔''

(سنن ابی داؤد، کتاب الادب،باب فی رد الوسوسة،الحدیث ۵۱۱۲،ج ۴،ص ۴۲۵)

حضرت ابو حازم علیہ رحمۃُ اللہ الاکرم **فرماتے** ہیں: ''جو خطرہ تیرے **نفس** کی طرف سے ہواور تیرا**نفس** اسے اپنے لئے پسند کرے لیکن اس پر تو اس کو جھڑکتا بھی رہے تو اس صورت میں **شیطانی وسوسہ** اور**نفسانی خیالات** تجھے **نقصان** نہیں پہنچائیں گے جب انکاراورناپسندیدگی کے ذریعے نفس وشیطان کی **مراد** کو پورا نہ ہونے دے۔

(احیاء علوم الدین، کتاب ذم الجاه والریاء،بیان دواء الریاء......الخ، ج ۳، ص ۳۸۵)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صلَّی اللّٰہُ تعالٰی علٰی محمَّد

شیطان کو ناکام ونامُراد کر دیجئے

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! شیطان کا تو کام ہی یہی ہے کہ وہ ہمیں **نیکیوں** سے روک کر **گناہوں** میں مبتلا کردے۔اس لئے **ریاکاری** کے ڈر سے نیکیاں چھوڑنے کے بجائے اِن کی کثرت کر کے شیطان کو **ناکام ونامُراد** کردیجئے۔**شیطان**

گویا ایک بھونکنے والے **کتے** کی طرح ہے کہ اگر ہم اِس کے قریب جا کر خاموش کروانے کی کوشش کریں تو یہ اور زیادہ **بھونکتا** ہے اور اگر ہم اُسے اس کے حال پر چھوڑ کر اپنی راہ لیں تو یہ بالآخر **بھونکنا** چھوڑ دیتا ہے۔اسی طرح **شیطان** بھی پہلے پہل ہمیں نیک عمل چھوڑنے کا **مشورہ** دیتا ہے، اگر ہم اس کے مشورے کو **نظرانداز** کر کے نیکیوں میں مشغول ہو جائیں تو اس کی کوشش ہوتی ہے کہ ہم سے ایسی **غلطی** کروادے جس کی وجہ سے ہمارا نیک عمل **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں **مقبول** نہ ہو سکے، اگر اس میں بھی **ناکام** رہے تو وہ ہمارے دل میں **ریاکاری** کے وسوسے ڈالتا ہے اور ہمیں ریا کاری کرنے پر **آمادہ** کرتا ہے۔اگر ہم اس پر پھر بھی توجہ نہ دیں بلکہ **فکرِ مدینہ** کرتے ہوئے نیکیوں کی طرف ہی متوجہ رہیں تو وہ ہمارے دل میں **وسوسے** ڈالے گا اور کہے گا: ''تیرا عمل **خالص** نہیں، تُو **ریاکار** ہے، تیری کوشش **بےکار** ہے، اس عمل کا کیا فائدہ جس میں **اخلاص** نہ ہو؟'' یوں وہ ہمارے ساتھ مسلسل **چمٹا** رہے گا تاکہ کسی طرح وہ ہمیں اس عمل کے **چھوڑنے** پر آمادہ کرے تو اگر ہم نے وہ عمل **چھوڑ** دیا تو شیطان **کامیاب** ہو گیا۔لہٰذا اسے ہرگز **خوش** نہ کیجئے اور نیک کام پر **استقامت** پذیر رہیے تاکہ وہ ہم سے **ناامید و مایوس** ہو جائے۔یہ ہماری **کامیابی** ہوگی اور اس کی **ناکامی**!

حضرتِ ابراہیم تیمی علیہ رحمۃ اللہ القوی **فرماتے** ہیں: شیطان بندے کو **گناہ** کے ایک دروازے کی طرف بلاتا ہے اور وہ بندہ اس کی بات نہیں مانتا بلکہ اس کی جگہ کوئی **نیکی** کرتا ہے تو شیطان یہ صورتِ حال دیکھ کر اسے **چھوڑ** دیتا ہے۔

انہوں نے یہ بھی فرمایا کہ جب شیطان تمہیں **متردّد** دیکھتا ہے (کہ کبھی نیکی کی اور کبھی چھوڑ دی) تو تم میں **طمع** (یعنی لالچ) رکھتا ہے اور جب تمہیں ہمیشہ **نیکی** کرتا ہوا دیکھتا ہے تو تم سے **نفرت** کرتا ہے اور تمہیں **چھوڑ** دیتا ہے۔

(احیاء علوم الدین، کتاب ذم الجاہ والریاء، بیان دواء الریاء......الخ، ج ۳، ص ۳۸۶)

صَلُّوا عَلَى الْحَبِيب ! صلَّى اللّٰهُ تعالٰی علٰی محمَّد

کیا نیکیاں چھوڑ کر ہم شیطان سے بچ جائیں گے؟

پھر اِس بات کی کیا ضمانت ہے کہ **ریاکاری** کے ڈر سے نیکی چھوڑ کر ہم شیطان کی گرفت سے **محفوظ** ہو جائیں گے۔ یاد رکھئے! شیطان ہمارا پھر بھی **پیچھا** نہیں چھوڑے گا، بلکہ ہوسکتا ہے کہ وہ ہمارا یوں ذہن بنائے کہ لوگ کہتے ہیں کہ ”تم نے عمل **اخلاص** کی وجہ سے چھوڑا ہے اور تم **شہرت** کے طالب نہیں ہو۔“ اب جبکہ تمہارے اخلاص کا **چرچا** ہو رہا ہے تم اِس جگہ کو چھوڑ دو، اگر ہم وہ جگہ بھی **چھوڑ** دیں اور بالفرض کسی غار یا زمین کے نیچے کسی **بِل** میں چلے جائیں تو وہ ہمارے دل میں اس بات کی **لذت** ڈالے گا کہ لوگ تمہیں **زاہد** سمجھتے ہیں اور ان کو تمہارے **خلوت نشیں** ہونے کا علم ہے لٰہذا اس وجہ سے وہ تمہاری **تعظیم** کرتے ہیں...... علٰی ھذا القیاس۔ یوں وہ قدم قدم پر ہمارے لئے **مسائل** کھڑے کرتا رہے گا۔ چنانچہ ہمیں **ریاکاری** کے ڈر سے نیک عمل کو نہیں **چھوڑنا** چاہیے اور **شیطانی وسوسوں** پر زیادہ **توجہ** بھی نہیں دینی چاہیے۔

ریا کے خوف سے نیک عمل چھوڑ دینے والے کی مثال

حجۃ الاسلام حضرت سیِّدُ نا امام محمد غزالی علیہ رحمۃ الوالی احیاءُ العلوم میں لکھتے ہیں:

جو **شخص** **ریا** کے خوف سے عمل کو چھوڑ دیتا ہے اس کی **مثال** اس طرح ہے کہ ایک **شخص** کو اس کے **آقا** نے ایسی گندم دی جس میں گندم کے مشابہ دوسرے **دانے** ملے ہوئے تھے اور اس نے حکم دیا کہ اسے بالکل **صاف** کر دو یہاں تک کہ اس میں گندم کے علاوہ ایک بھی **دانہ** نہ رہے اب وہ شخص اس خوف سے کہ شاید میں اسے بالکل **صاف** نہ کر سکوں، اس عمل کو بالکل ہی **چھوڑ** دیتا ہے تو یہی حال اس شخص کا ہے جو **اخلاص** پیدا نہ ہونے کے خوف سے **نیکی** کرنا ہی چھوڑ دیتا ہے اور کہتا ہے کہ جب **اخلاص** ہی نہ ہوگا تو عمل کا کیا فائدہ ہوگا؟

(احیاء علوم الدین، کتاب ذم الجاہ والریاء، بیان ترک الطاعت......الخ، ج۳، ص۳۹۵)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صلَّی اللّٰہُ تعالٰی علٰی محمَّد

لوگ کیا کہیں گے؟

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اگر کسی نے اس خوف سے **نیکی** چھوڑ دی کہ لوگ مجھے **ریا کار** کہیں گے اور **گناہ گار** ہوں گے لہٰذا اُن کو **گناہ** سے بچانے کے لئے میں نیک عمل ہی نہیں کرتا، یہ بھی **شیطانی مکروفریب** ہے اور اس میں سب سے **پہلی خرابی** یہ ہے کہ یہ شخص مسلمانوں کے بارے میں **بدگمانی** کا شکار ہوا حالانکہ اِسے اِس کا کوئی حق نہ تھا، پھر اگر یہ بات **سچ** ثابت ہو جاتی تو بھی اسے کوئی **نقصان** نہ پہنچتا۔ لیکن اس

نے اپنے ہاتھوں خُود اپنا **نقصان** کرلیا کہ نیکی چھوڑ کر ثواب سے **محروم** ہوگیا۔ **دوسری خرابی** یہ ہے کہ اس کا عمل کو اس لئے چھوڑنا کہ لوگ اسے **ریا کار** کہیں گے، یہ بھی ریا ہے کیونکہ اگر اسے لوگوں کی **تعریف** اور **مذمت** سے کوئی سروکار نہ ہوتا تو وہ اس بات کی کیوں پرواہ کرتا کہ **لوگ اسے ریا کار کہتے ہیں یا مخلص؟**

(احیاء علوم الدین، کتاب ذم الجاه والریاء، بیان ترك الطاعت......الخ، ج۳، ص۳۹۵)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صلَّی اللّٰہُ تعالٰی علٰی محمَّد

ریا کار کی علامتیں

حضرت سیدنا علی المرتضی کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْھَہُ الْکَرِیْم نے ارشاد فرمایا: ریا کار کی تین **علامتیں** ہیں:

(1) **تنہائی** میں ہو تو عمل میں **سستی** کرے اور لوگوں کے سامنے ہو تو **جوش** دکھائے،

(2) اس کی **تعریف** کی جائے تو عمل میں **اضافہ** کردے اور

(3) اگر **مذمت** کی جائے تو عمل میں **کمی** کردے۔

(الزواجر، الکبیرۃ الثانیة الشرك الاصغر......الخ، ج۱، ص۷۵)

حضرت سیِّدُنا خواجہ حسن بصری علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے تھے کہ جو شخص کسی مجمع میں اپنی **مذمت** کرتا ہے وہ درحقیقت اپنی **تعریف** کرتا ہے اور یہ بھی **ریا** کی علامتوں میں سے ایک **علامت** ہے۔ (تنبیه المغترین، ص۲٤)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صلَّی اللّٰہُ تعالٰی علٰی محمَّد

کہیں ہم ریا کار تو نہیں؟

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! ہمیں چاہئے کہ بڑی **دیانت داری** سے خود پر غور کریں کہ کہیں ہم **تنہائی** میں عبادت کے معاملے میں **سستی وغفلت** اور لوگوں کے سامنے **چستی** کا مظاہرہ تو نہیں کرتے ؟ کہیں ہم نیکی کرنے کے بعد اس کا لوگوں پر **بلاضرورت اظہار** تو نہیں کر دیتے ؟ پھر اگر کوئی اس پر ہماری **تعریف** کر دے تو پھول کر عمل میں **اضافہ** تو نہیں کر دیتے ؟ اور **تعریف** نہ ہونے کی صورت میں کہیں ہم **غمگین** تو نہیں ہو جاتے اور اس عمل میں **کمی** تو نہیں کر دیتے ؟ ہمیں لوگوں کے **سامنے** نیکی کرنے میں بڑی **لذت** ملتی ہے مگر تنہائی میں **مزا** نہیں آتا ؟ کہیں ہم لوگوں کے سامنے اپنی **مذمت** اُنہیں **متأثر** کرنے کے لئے تو نہیں کرتے ؟ وغیرھا۔

ریا سے توبہ کر لیجئے

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اگر ان سوالات کا جوابات **ہاں** میں آئے تو فوراً سے **پیشتر توبہ** کر لیجئے اور حُصولِ **اخلاص** کی **کوششوں** میں لگ جایئے کہ کہیں توبہ سے پہلے موت نہ آجائے اور ہمیں **ریاکاری** کے اُخروی **نقصانات** کا سامنا کرنا پڑے۔

ریاکاری سے توبہ کی برکت

حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ المنان لکھتے ہیں: خیال رہے کہ ریا سے عبادت **ناجائز** نہیں ہو جاتی بلکہ **نامقبول** ہونے کا اندیشہ ہوتا ہے اگر ریا

کارِ آخرمیں ریا سے **توبہ** کرے تو اس پر ریا کی عبادت کی **قضا** واجب نہیں بلکہ اس توبہ کی **برکت** سے گزشتہ **نامقبول ریا کی عبادات بھی قبول ہو جائیں گی۔** مطلقاً ریا سے خالی ہونا بہت **مشکل** ہے **کوئی شخص ریا کے اندیشہ سے عبادات نہ چھوڑے بلکہ ریا سے بچنے کی دعا کرے۔** (مرآۃ المناجیح، ج ۷، ص ۱۲۷)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب !　　صلَّی اللّٰہُ تعالٰی علٰی محمَّد

مرضِ ریا کا علاج کیجئے

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اگر ہم اپنے دل میں اس مرضِ **ریا کی علامات** محسوس کریں تو بعدِ توبہ **علاج** میں دیر نہیں کرنی چاہئے۔ جب ہم اپنے **باطن** کو **پاکیزہ** کرنے کی کوشش کریں گے تو اِنْ شَاءَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ ہمارا ظاہر بھی **ستھرا** ہو جائے گا۔ **شہنشاہِ مدینہ**، قرارِ قلب وسینہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جو اپنے **باطن کی اِصلاح** کرے گا تو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ اس کے **ظاہر کی اِصلاح** فرمادے گا۔''

(کنز العمال، کتاب الاخلاق، الحدیث: ۵۲۷۳، ج ۳، ص ۱۳، ملخصًا)

مایوس نہ ہوں

مایوسی کا شکار ہو کر یہ نہیں کہنا چاہیے کہ **اِخلاص** پر تو **اولیاءِ کرام** علیہ رحمۃ اللہ السلام ہی **قادر** ہو سکتے ہیں، ہم کہاں **اِس قابل؟** اور اس طرح **اخلاص** کی کوشش ترک کر دی جائے۔ میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اس بات میں کوئی شک نہیں کہ ہم جیسے گنہگاروں کے لئے کامل طور پر **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے ولیوں کے نقشِ قدم پر چلنا ناممکن نہیں

تو بے حد **دُشوار** ضرور ہے لیکن اِس دُشواری کو آڑ بنا کر اپنی اِصلاح کی کوشش **ترک** کر دینا بہت بڑی **نادانی** ہے۔اگرچہ ہم اِن پاکیزہ ہستیوں جیسا نہیں بن سکتے **مگر** ان کے حالات وملفوظات کی روشنی میں اپنی نیتوں اور معاملات کی دنیا تو **سنوار** سکتے ہیں، اپنے نفس کی خوشنودی کے سودوں سے تو **باز** رہ سکتے ہیں، آخرت کے **نفع ونقصان** اور اپنے **ربّ قدیر** عَزَّوَجَلَّ کے **غضب ورضا** کا خیال تو رکھ سکتے ہیں۔

مشکل سے نہ گھبرائیے

بیماری جتنی **پرانی** ہوتی ہے اس کا **علاج** بھی اُتنا ہی **مشکل** ہوتا ہے۔ چنانچہ ہمیں اپنا ذہن بنا لینا چاہئے کہ جس طرح ہم اپنے جسمانی امراض کے **علاج** کے لئے خلافِ طبیعت **کڑوی دوائیاں** پینے پر تیار ہوجاتے ہیں اسی طرح اِس باطنی بیماری یعنی **ریاکاری کے علاج** کے لئے بھی اِنْ شَآءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ ہر طرح کی **مشقت** برداشت کریں گے۔اِن مشقتوں کو برداشت کرنا شروع شروع میں **دُشوار** محسوس ہوگا بعد میں قدرے **آسان** لگے گا جس طرح سخت سردی میں **ٹھنڈے پانی** سے **وضو** کرنا بے حد **دشوار** محسوس ہوتا ہے لیکن اگر ہم ہمت کر کے پانی اپنے جسم پر ڈالنا شروع کر دیں تو وضو کرنا ہمارے لئے **آسان** ہوجاتا ہے۔

غم سے خوگر ہوا اِنساں تو مِٹ جاتا ہے غم
مشکلیں اِتنی پڑیں مجھ پر کہ آساں ہوگئیں

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صلَّی اللّٰہُ تعالٰی علٰی محمَّد

’’اِخلاص کا نُور‘‘ کے دس حروف کی نسبت سے ریاکاری کے 10 علاج

﴿پہلا علاج﴾ اللّٰہ تعالٰی سے مدد طلب کیجئے

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! دُعا مؤمن کا ہتھیار ہے اسے نفس و شیطان کے خلاف جنگ میں استعمال کرتے ہوئے بارگاہِ الٰہی میں یوں دُعا کیجئے کہ ’’**یا اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ مجھے **ریاکاری** کی بیماری سے **شفا** عطا فرما، میری خالی جھولی کو **اخلاص** کی عظیم دولت سے بھر دے، میرا سامنا اس دشمن (یعنی شیطان) سے ہے جو مجھے دیکھتا ہے مگر خود دکھائی نہیں دیتا لیکن تُو اس کو **ملاحظہ** فرما رہا ہے اے **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ مجھے اس دشمن کے **مکروفریب** سے بچالے، اے **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ میں اس بات سے تیری پناہ چاہتا ہوں کہ **لوگوں کی نظر** میں میرا حال بہت **اچھا** ہو وہ مجھے نیک اور پرہیز گار سمجھیں مگر تیری بارگاہ میں **سزا کا حقدار** ٹھہروں۔

میرا ہر عمل بس تیرے واسطے ہو

کر اخلاص ایسا عطا یا الٰہی

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صلَّی اللّٰہُ تعالٰی علٰی محمَّد

﴿دوسرا علاج﴾ ریاکاری کے نقصانات پیشِ نظر رکھئے

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! ہمیں چاہئے کہ ہم **ریاکاری کی آفتوں** کو اپنے پیشِ نظر رکھیں کیونکہ آدمی کا دل کسی چیز کو اُس وقت تک **پسند** کرتا ہے جب تک وہ اسے نفع بخش اور **لذیذ** نظر آتی ہے مگر جب اسے اُس شے کے **نقصان دہ** ہونے کا پتہ چلتا

ہےتو وہ اس سے بچتا ہے مثلاً ایک اسلامی بھائی **شہد** کواس کی لذت اور **مٹھاس** کی وجہ سے بہت پسند کرتا ہے لیکن اگر اسے یہ بتادیا جائے کہ یہ **شہد** جسے تم پینے جارہے ہو، اِس میں **زہر** ملا ہوا ہے تو وہ اس میں موجود مٹھاس کو نہیں زہر کو دیکھے گا اور اسے ہرگز ہرگز **نہیں پیئے گا**۔ اِسی طرح لوگوں پر اپنا نیک **عمل ظاہر** کرنے اوران کی طرف سے **واہ واہ** ہونے میں یقیناً نفس کو بڑی **لذت ملتی** ہے لیکن اگر ہم اِس لذت کے بجائے **ریاکاری کے نقصانات** ذہن میں رکھیں تو اس سے بچنا ہمارے لئے **قدرے** آسان ہوجائے گا۔ کیا **ریاکاری** کا یہی نقصان کم نہیں کہ نیک **عمل** میں **مشقت** اٹھانے کے باوجود ثواب سے **محروم** کردیا جائے! اس **مزدور** کا کیا حال ہوگا جو سارا دن دھوپ میں **پسینہ** بہائے اور جب **مزدوری** ملنے کا وقت آئے تو اُس کی مزدوری یہ کہہ کر روک لی جائے کہ فُلاں فُلاں **غلطی** کی وجہ سے تمہیں مزدوری نہیں دی جاسکتی۔ مگر آہ! **ریاکار** کو تو ثواب سے **محرومی** کے ساتھ ساتھ **عذاب** بھی برداشت کرنا ہوگا۔ وہ شخص کتنا **نادان** ہے کہ جس شے سے وہ **لاکھوں** کماسکتا ہے وقتی خوشی کی خاطر اسے کوڑیوں کے مول **بیچ** دے، بالکل اسی طرح وہ **عبادت گزار** کتنا **ناسمجھ** ہے جو عبادت کے ذریعے **خالق کا قرب** چاہنے کے بجائے **مخلوق کو اپنا** بنانے کی کوشش کرے، ایسے ریاکار نے گویا **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی **نافرمانی** کے بدلے لوگوں سے **محبت** چاہی، **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ سے **مذمت** کے بدلے لوگوں کی **تعریف** کا طالب ہوا، **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی **ناراضی** کے بدلے لوگوں کی **رضا** کا طالب ہوا اور باقی رہنے والی **جنتی نعمتوں** کو **فانی دُنیا** کے بدلے بیچ ڈالا۔ پھر سب لوگوں کو راضی رکھنا **دودھ کی نہر** کھودنے کے

مترادف ہے کہ اگر کچھ لوگ ایک بات سے **خوش** ہوتے ہیں تو **ناراض** ہونے والوں کی بھی ایک تعداد ہوتی ہے۔

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صلَّی اللّٰہُ تعالٰی علٰی محمَّد

دکھاوے کے لئے عمل کرنے والے کی مثال

دکھاوے اور سنانے کے لئے عمل کرنے والے کی **مثال** اُس شخص کی طرح ہے جو اپنی **پوٹلی** (یعنی جیب یا تھیلی) **پتھروں** سے بھر کر **خریداری** کے لئے بازار چلا گیا۔ جب لوگوں نے اُسے دیکھا تو حیرت سے کہنے لگے: ''اس کی جیب کتنی بھری ہوئی ہے!'' مگر جب وہ دکاندار کے سامنے اپنی **پوٹلی** کھولے گا تو **ذلیل ورسوا** ہوگا اور اس کی **پٹائی** ہوگی، اسے لوگوں کی واہ واہ کے سوا کوئی **نفع** حاصل نہ ہوگا۔ اسی طرح **دکھاوے** اور سنانے کے لئے عمل کرنے والے کو لوگوں کی طرف سے بولے جانے والے **تعریفی کلمات** کے علاوہ کوئی نفع حاصل نہیں ہوتا اور نہ ہی اسے قیامت کے دن کوئی **ثواب** ملے گا۔ (الزواجر،الکبیرۃ الثانیۃ الشرک الاصغر......الخ،ج ۱، ص ۷٦ ماخوذًا)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صلَّی اللّٰہُ تعالٰی علٰی محمَّد

﴿تیسرا علاج﴾ اسباب کا خاتمہ کیجئے

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! ہر بیماری کا کوئی نہ کوئی **سبب** ہوتا ہے اگر سبب مٹا دیا جائے تو بیماری بھی **رخصت** ہوجاتی ہے۔ اسی طرح **ریاکاری** کے بھی بنیادی طور پر **تین اسباب** ہوتے ہیں اگر اِن تین چیزوں سے جان چھڑالی جائے تو اِنْ شَاءَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ ریاکاری سے بچنا بے حد **آسان** ہوجائے گا۔ وہ تین اسباب یہ ہیں:

(1) تعریف کی خواہش، (2) مذمت کا خوف اور (3) مال و دولت کی حرص۔

تعریف کی خواھش پر کیسے قابو پائیں؟

ہمیں چاہیئے کہ **تعریف کی خواہش** پر قابو پانے کے لئے ان نقصانات پر غور وفکر کریں:

''تباہی'' کے پانچ حروف کی مناسبت سے حبِ جاہ کے نقصانات پر مشتمل 5 روایات

(۱) **اللہ** کے محبوب، دانائے غُیوب، مُنَزَّ ہٌ عَنِ الْعُیوب صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''**اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی اطاعت کو بندوں سے **تعریف کی محبت** سے ملانے سے بچتے رہو کہیں تمہارے **اعمال برباد** نہ ہو جائیں۔''

(فردوس الاخبار للدیلمی، باب الالف، فصل فی التحذیر و الوعید، الحدیث: ۱۵۶۷، ج ۱، ص ۲۲۳)

(۲) سیِّدُ الْمُرسَلین، خاتَمُ النَّبِیِّین، جنابِ رحمةٌ لِّلْعٰلمِین صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: مال اور مرتبے کی **محبت** مومن کے دل میں **منافقت** کو اس طرح بڑھاتی ہے جیسے پانی سبزہ اُگاتا ہے۔ (کنز العمال، کتاب اللھو......الخ، قسم الاقوال التغنی المحظور، الحدیث ۴۰۶۵۲/۴۰۶۶۱/۴۰۶۶۳، ج ۱۵، ص ۹۵/۹۶)

(۳) **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے مَحبوب، دانائے غُیوب، مُنَزَّہ عَنِ الْعُیوب صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہ وسلَّم نے فرمایا: دو **بھوکے بھیڑیے** بکریوں کے ریوڑ میں اتنی **تباہی** نہیں مچاتے جتنی مال اور عزت وآبرو کی **تمنا** مسلمان کے دین کو **خراب** کرتی ہے۔

(کنز العمال، کتاب الاخلاق، قسم الاقوال الاکمال حب الجاہ، الحدیث ۷۴۳۳، ج ۳، ص ۱۸۵)

رہزن نے لُوٹ لی کمائی

فریاد ہے خضرِ ہاشمی سے (حدائقِ بخشش)

(٤) رسولِ اکرم ،نورِ مجسّم ،شاہِ بنی آدم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم فرماتے ہیں: ستائش پسندی آدمی کو اندھا بہرا کر دیتی ہے۔

(کنزالعمال، کتاب الاخلاق،الحدیث ٧٤٢٨،ج٣،ص ١٨٥)

(٥) حضرت ابوعبداللہ انطا کی علیہ رحمۃ اللہ الباقی فرماتے تھے کہ جو شخص اپنے اعمالِ ظاہرہ میں **اخلاص** کا طالب ہو اور دل سے **مخلوق پر نظر** رکھتا ہو، وہ طلبِ مُحال میں مبتلا ہے کیوں کہ **اخلاص قلب کا پانی ہے اور ریا اس کو مُردہ کرنے والی ہے۔**

(تنبیہ المغترین،ص ٢٤)

یُوں فکرِ مدینہ کیجئے

کوشش کر کے اس طرح غور وخوض (یعنی فکرِ مدینہ) کیجئے: ''لوگوں کا میری **تعریف** میں چند جملے بول دینا یا مجھے **ستائشی** (یعنی تعریف بھری) **نگاہوں** سے دیکھنا، یا شہرت مل جانا نفس کے لئے یقیناً **باعثِ لذّت** ہے مگر ان کی **تعریف** مجھے میدانِ حشر میں بارگاہِ الٰہی عَزَّوَجَلَّ میں **کامیابی وکامرانی** نہیں دلوا سکتی کیونکہ یہ لوگ تو خود خوفِ عتاب سے **لرزہ بَراَنْدَام** ہوں گے۔ان کی **تعریف** سے میرا **رزق** بڑھے گا نہ عمر میں **اضافہ** ہوگا اور نہ ہی آخرت میں کوئی **مقام ومرتبہ** نصیب ہوسکتا ہے تو ایسے لوگوں کی **تعریف کی خواہش کا کیا فائدہ؟** میں کیوں ان لوگوں کو **دکھانے** کے لئے نیک عمل

کروں بلکہ میں صرف اپنے رب عَزَّوَجَلَّ کی رضا کے لئے عبادت کروں گا، اِنْ شَآءَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ۔

آج بنتا ہوں معزز جو کھلے حشر میں عیب
ہائے رسوائی کی آفت میں پھنسوں گا یارب

جُھوٹی تعریف کو پسند کرنا حرام ہے

اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃ ربِّ العزّت فتاوٰی رضویہ جلد 21 صفحہ 597 پر لکھتے ہیں: اگر اپنی جھوٹی تعریف کو دوست رکھے کہ لوگ اُن فضائل سے اس کی ثناء (یعنی تعریف) کریں جو اس میں نہیں جب تو صریح حرام قطعی ہے۔ قَالَ اللّٰہُ (اللہ تعالیٰ نے فرمایا)

لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ یَفْرَحُوْنَ بِمَاۤ اَتَوْا وَّ یُحِبُّوْنَ اَنْ یُّحْمَدُوْا بِمَا لَمْ یَفْعَلُوْا فَلَا تَحْسَبَنَّهُمْ بِمَفَازَةٍ مِّنَ الْعَذَابِۚ وَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ ﴿۱۸۸﴾

(پ ۳، ال عمران: ۱۸۸)

ترجمۂ کنزالایمان: ہرگز نہ سمجھنا انہیں جو خوش ہوتے ہیں اپنے کئے پر اور چاہتے ہیں کہ بے کئے اُن کی تعریف ہو ایسوں کو ہرگز عذاب سے دُور نہ جاننا اور ان کے لیے دردناک عذاب ہے۔

تعریف کو پسند کرنا کب مُستَحَب ہے؟

اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃ ربِّ العزّت مزید لکھتے ہیں: ہاں اگر تعریف واقعی ہو تو اگرچہ تاویل معروف ومشہور کے ساتھ، جیسے شَمْسُ الْاَئِمَّہ و فَخْرُ الْعُلَمَاءِ وَتَاجُ الْعَارِفِین وَاَمْثَالُ ذٰلِک (یعنی اماموں کے آفتاب، اہل علم کے لئے فخر اور عارفوں کے تاج، اور اسی قسم کے دوسرے توصیفی کلمات (جو مدح کی تعریف وتوصیف ظاہر کریں) کہ مقصود اپنے

ہم عصر یا مصر (یعنی ہم زمانہ یا شہر) کے لوگ ہوتے ہیں اور اس پر اس لئے **خوش** نہ ہو کہ میری **تعریف** ہو رہی ہے بلکہ اس لئے کہ ان لوگوں کی (تعریف) ان کو **نفعِ دینی** پہنچائے گی سمعِ قبول سے سنیں گے جو ان کو نصیحت کی جائے گی تو یہ حقیقۃً حبِّ مدح (تعریف کی محبت) نہیں بلکہ حبِّ نصحِ مسلمین (مسلمانوں کی خیر خواہی کی محبت) ہے اور وہ محض ایمان ہے۔ طریقہ محمدیہ وحدیقہ ندیہ میں ہے: ''ریاست کی چاہت اور محبت کے تین اسباب ہیں، دوسرا یہ ہے کہ اقتدار اس لئے چاہتا ہے تاکہ اس کی وجہ سے نفاذِ حق اعزازِ دین اور لوگوں کی اصلاح کر سکے، اگر یہ ممنوع اُمور مثلاً ریا تلبیس، اور واجب اور سنت کے چھوڑنے سے خالی ہو تو نہ صرف جائز ہے بلکہ مستحب (موجب اجر و ثواب ہے) چنانچہ اللہ تعالیٰ نے نیک بندوں کی حکایت بیان فرمائی (کہ وہ بارگاہ رب العزت میں عرض گزار ہوتے ہیں) اے پروردگار! ہمیں پرہیزگار اور ڈرنے والے لوگوں کا امام (یعنی پیشوا) بنا دے۔ (فتاویٰ رضویہ، ج۲۱ ص۵۹۷)

لوگوں کی مذمّت کا خوف کس طرح دُور کریں؟

لوگوں کی مذمت کا خوف اس طرح دُور کیا جا سکتا ہے کہ اپنا ذہن بنا لیجئے کہ لوگوں کے **مذمت** کرنے سے میری **موت** جلد نہیں آجائے گی، نہ میرے **رزق** میں کمی بیشی ہو گی، اگر میرا **ربّ** عَزَّوَجَلَّ مجھ سے **راضی** ہے تو لوگوں کی ناراضی میرا **بال بھی بیکا** نہیں کر سکتی۔ یہ لوگ تو خود **عاجز** ہیں کہ اپنے لیے نفع و نقصان اور موت و حیات کے **مالک** نہیں تو میں کیوں ان کی مذمت کے **خوف** سے نیک عمل کروں یا چھوڑوں، **مجھے صرف اپنے رب عَزَّوَجَلَّ کے غضب سے ڈرنا چاہیے۔**

یقیناً ہر وہ شخص جو اپنے دل میں بچوں، دیوانوں اور دیگر لوگوں کے اپنے عمل

پر آگاہ ہونے سے **فرق** محسوس کرتا ہو وہ **ریا** کے شائبے میں مبتلا ہوتا ہے کیونکہ اگر وہ یہ جان لیتا کہ **نفع ونقصان** دینے والا اور ہر چیز پر **قدرت** رکھنے والا **اللہ** عَزَّوَجَلَّ ہی ہے اور دوسرے کسی چیز پر قدرت نہیں رکھتے تو اس کے نزدیک بچوں اور دیگر لوگوں کا آگاہ ہونا **برابر** ہوتا اور بچوں یا بڑوں کے مطلع ہونے سے اس کے دل پر کوئی **فرق** نہ پڑتا۔

مال ودولت کی حِرص سے کیسے نجات حاصل کریں؟

مال ودولت کی حرص سے نجات حاصل کرنے کے لئے اپنا ذہن بنائے کہ **مال** دینے اور روکنے کے سلسلے میں **اللہ** تبارک وتعالیٰ ہی دلوں کو مُسَخَّر فرمانے والا ہے، یہ لوگ تو مجبورِ محض ہیں، رزق دینے والی ذات صرف **اللہ** تعالیٰ کی ہے۔ جو شخص لوگوں کے مال کی **لالچ** رکھتا ہے وہ **ذلیل ورُسوا** ہوجاتا ہے اور اگر اسے مال مل بھی جائے تو دینے والے کا **اِحسان مند** ہونا پڑتا ہے، تو جب مال کا ملنا بھی **یقینی** نہیں اور ذلت ورسوائی کا **اندیشہ** بھی ہے تو میں کیوں عبادت کے ذریعے لوگوں کو **متاثر** کرکے ان سے **مال** حاصل کرنے کی کوشش کروں بلکہ **میں اپنے رب عَزَّوَجَلَّ کو راضی کرنے کے لئے عبادت کروں گا** اِنْ شَاءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ۔

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صلَّی اللّٰہُ تعالٰی علٰی محمَّد

دنیا کی محبت سے پیچھا چھڑا لیجئے

ریاکاری کے ان تینوں **اسباب** کا تعلق دنیا کی حد تک ہے لہٰذا اگر ہم **دُنیا**

کی **محبت** ہی اپنے دل سے نکال دیں تو ان **اسباب** کا راستہ روکنا کوئی مشکل کام نہیں جس کے نتیجے میں اِنْ شَاءَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ **ریاکاری** سے جان چھڑانا بے حد **آسان** ہو جائے گا۔ سرکارِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ، فیض گنجینہ، صاحبِ مُعطّر پسینہ، باعِثِ نزولِ سکینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: ''**دُنیا کی محبت تمام گُناہوں کی جڑ ہے۔**''

(مِشْکَاۃُ الْمَصَابِیح ، کتاب الرقاق،الحدیث ۵۲۱۲، ج۲،ص ۲۵۰)

پیچھا مِرا دنیا کی محبت سے چُھڑا دے
یا رب مجھے دیوانہ مدینے کا بنا دے

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صلَّی اللّٰہُ تعالیٰ علیٰ محمَّد

﴿چوتھا علاج﴾ اخلاص اپنا لیجئے

سرکارِ والا تَبار، بے کسوں کے مددگار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''اے لوگو! **اللہ** عزوجل کے لئے اخلاص کے ساتھ عمل کرو کیونکہ **اللہ** عزوجل وہی اعمال قبول فرماتا ہے جو اس کے لئے اخلاص کے ساتھ کئے جاتے ہیں اور یہ مت کہا کرو کہ میں نے یہ کام **اللہ** عزوجل اور رشتہ داری کی وجہ سے کیا ہے۔''

(سنن الدارقطنی، کتاب الطہارت ، باب النیة ،الحدیث: ۱۳۰،ج۱،ص۷۳)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! جس طرح کپڑے سے میل کچیل **صاف** کرنے کے لئے اعلیٰ قسم کا **صابن** یا سرف استعمال کیا جاتا ہے اسی طرح **ریاکاری** کی گندگی سے اپنے دل کو صاف کرنے کے لئے **اخلاص** کا صابن درکار ہے۔ اخلاص ریاکاری کی ضد ہے۔ اِس عظیم دولت کو پانے کے لئے اس کے فضائل پر غور کیجئے:

''قبولیت'' کے چھ حروف کی نسبت سے اخلاص کے 6 فضائل

(1) قرآن حکیم میں ارشاد ہوتا ہے:

مَنۡ كَانَ يُرِيۡدُ حَرۡثَ الۡاٰخِرَةِ نَزِدۡ لَهٗ فِىۡ حَرۡثِهٖ‌ ۚ وَمَنۡ كَانَ يُرِيۡدُ حَرۡثَ الدُّنۡيَا نُؤۡتِهٖ مِنۡهَا وَمَا لَهٗ فِى الۡاٰخِرَةِ مِنۡ نَّصِيۡبٍ ۝۲۰ (پ ۲۵، الشوریٰ: ۲۰)

ترجمۂ کنزالایمان: جو آخرت کی کھیتی چاہے ہم اس کی کھیتی بڑھائیں اور جو دنیا کی کھیتی چاہے ہم اسے اس میں سے کچھ دیں گے اور آخرت میں اس کا کچھ حصہ نہیں۔

مُفَسِّرِ شہیر حکیمُ الْاُمَّت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنّان اس آیت کے تحت لکھتے ہیں: ﴿جو آخرت کی کھیتی چاہے﴾ یعنی **اللّٰہ** (عزوجل) کی رضا اور جناب مصطفٰی صلی اللہ تعالٰی علیہ والہ وسلم کی **خوشنودی** چاہے، **ریا** کے لئے اعمال نہ کرے ﴿ہم اس کی کھیتی بڑھائیں﴾ یعنی اسے زیادہ نیکیوں کی **توفیق** دیں گے، نیک کام **آسان** کر دیں گے، اعمال کا **ثواب** بے حساب بخشیں گے۔ ﴿اور جو دنیا کی کھیتی چاہے﴾ کہ محض **دنیا** کمانے کے لئے نیکیاں کرے، **عزت وجاہ** کے لئے عالم، حاجی بنے، **غنیمت** کے لئے غازی، ﴿ہم اسے اس میں سے کچھ دیں گے اور آخرت میں اس کا کچھ حصہ نہیں﴾ کیونکہ اس نے آخرت کے لئے **عمل** کئے ہی نہیں، معلوم ہوا کہ **ریاکار ثواب سے محروم رہتا ہے** مگر شرعاً اس کا عمل درست ہے، ریا کی نماز سے فرض ادا ہو جائے گا، مگر ثواب نہ ملے گا اس لئے فِی الْاٰخِرَةِ کی قید لگائی۔ (نورُالعرفان، ص۷۷۶)

(2) نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''اپنے دین میں **مخلص** ہوجاؤ **تھوڑا عمل** بھی تمہارے لئے **کافی** ہوگا۔''

(المستدرك ، كتاب الرقاق ، الحديث ٧٩١٤ ،ج٥،ص٤٣٥)

(3) حضرت سیدنا اَنَس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے **روایت** ہے کہ **حضورِ رحمتِ** دوعالم ،نورِ مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم کا **فرمان عالیشان** ہے: ''جو دنیا سے اس حال میں مرا کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے لئے اپنے تمام اعمال میں **مخلص** تھا اور نماز، روزے کا پابند تھا، **اللہ** عَزَّوَجَلَّ اس سے **راضی** ہے۔''

(المستدرك ، باب خطبة النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی حجة الوداع ، رقم الحديث ٣٣٣٠ ،ج٣،ص٦٥ ملتقطاً)

(4) حضرت سیدنا انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''جب آخری زمانہ آئے گا تو میری امّت **تین گروہ** میں بٹ جائے گی۔ ایک گروہ خالصًا **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی **عبادت** کرے گا دوسرا گروہ **دکھاوے** کے لیے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی عبادت کرے گا اور تیسرا گروہ اس لیے عبادت کرے گا کہ وہ لوگوں کا **مال** ہڑپ کرجائے۔ جب **اللہ** عَزَّوَجَلَّ بروزِ قیامت ان کو اٹھائے گا تو لوگوں کا **مال** کھاجانے والے سے فرمائے گا: میری عزت اور میرے جلال کی قسم! میری عبادت سے تیرا کیا **ارادہ** تھا؟'' عرض کرے گا: ''تیری عزت اور تیرے جلال کی قسم! لوگوں کو **دکھانا**۔'' **اللہ** عَزَّوَجَلَّ فرمائے گا: ''اس کی کوئی نیکی میری بارگاہ میں **مقبول** نہیں، اسے **دوزخ** میں ڈال دو۔'' پھر خالصًا

اپنی عبادت کرنے والے سے فرمائے گا: ''میری عزّت اور میرے جلال کی قسم! میری عبادت سے تیرا کیا **مقصود** تھا؟'' وہ عرض کرے گا: ''تیری عزت وجلال کی قسم! میرے اِرادے کو تو بہتر جانتا ہے، میں نے تیری **رضا** چاہی۔'' ارشاد فرمائے گا: ''میرے بندے نے سچ کہا، **اسے جنت کی طرف لے جاؤ۔**''

(المعجم الاوسط ،رقم ، ٥١٠٥ ،ج٤ ، ص ٣٠)

(5) حضرت سیّدُ نا انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضورِ پاک، صاحبِ لَو لاک، سیّاحِ افلاک صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم نے فرمایا کہ جس کی **نیت آخرت** کمانا ہو تو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ اس کی **غنا** اس کے دل میں ڈال دے گا اور اس کی **متفرقات** کو جمع کردے گا اور اس کے پاس دنیا **ذلیل** ہوکر آئے گی اور جس کی **نیت** دنیا طلبی ہو تو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ **فقیری** اس کی آنکھوں کے سامنے کردے گا اور اس پر اس کے کام **پراگندہ** کردے گا اور اس کے پاس آئے گی اتنی جتنی اس کے لیے **لکھی** گئی۔

(مشکاۃ المصابیح، کتاب الرقاق،باب الریاء و السمعۃ،الحدیث، ٥٣٢٠،ج٢،ص٢٦٧)

حَکِیْمُ الْاُمَّت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنّان اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں: یعنی **اخلاص** والے کو رب تعالیٰ دِلی **استغناء** بھی بخشتا ہے اور اس کی متفرق حاجتیں **یکجا** جمع بھی فرما دیتا ہے کہ **گھر بیٹھے** اس کی ساری ضرورتیں پوری ہوتی رہتی ہیں۔ ضرورتوں کے پاس وہ نہیں جاتا، ضروریات اس کے **پاس** آتی ہیں۔ جو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کا ہوجاتا ہے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ اس کا ہوجاتا ہے۔ جس جانور کو کیلے (کھونٹے) سے باندھ دیتے ہیں اس کی ہر ضرورت وہاں ہی پہنچ جاتی ہے۔

دُنیا سے مراد دنیاوی نعمتیں بھی ہیں اور دنیا کے لوگ بھی یعنی دنیا اور دنیا دار اس کے پاس **خادم** بن کر حاضری دیتے ہیں جیسا کہ **اولیاء اللہ** کے آستانوں پر دیکھا جارہا ہے۔ شعر

وہ کہ اِس در کا ہوا خلقِ خدا اُس کی ہوئی
وہ کہ اِس در سے پھِرا اللہ اُس سے پھر گیا

فقیری سے مراد ہے لوگوں کی **محتاجی**، ان کا حاجت مند رہنا ہے ان کے دروازوں پر **دھکے** کھانا انکی **خوشامدیں** کرنا۔ یعنی اس کا دل **پریشان** رہے کبھی روٹی کے پیچھے دوڑے گا کبھی کپڑے کی فکر میں مارا مارا پھرے گا کبھی دیگر ضروریات کے لیے **پریشان** پھرے گا **اللہ اللہ** عَزَّوَجَلَّ کرنے کا وقت ہی نہ پائے گا یہ بھی تجربہ سے ثابت ہے۔ یعنی اس کی ایسی دوڑ دھوپ سے اس کی دنیا میں **اضافہ** نہ ہوگا بلکہ اس کی پریشانیوں میں ہی اضافہ ہوگا **دنیا** اتنی ہی ملے گی جتنی مقدر میں ہے۔

(مرآۃ المناجیح، ج ۷، ص ۱۳۱)

(۶) محبوبِ رَبُّ العزت، محسنِ انسانیت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''اگر تم میں سے کوئی شخص کسی ایسی سخت چٹان میں کوئی عمل کرے جس کا نہ تو کوئی دروازہ ہو اور نہ ہی روشندان، تب بھی اس کا عمل ظاہر ہوجائے گا اور جو ہونا ہے ہوکر رہے گا۔''

(المسندللامام احمد بن حنبل، مسند ابی سعید خدری، الحدیث: ۱۱۲۳۰، ج ٤، ص ٥٧)

حکیم الامت حضرت مولانا مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ رحمۃ اللہ الغنی اس حدیث

کے تحت لکھتے ہیں: اس فرمان عالی کا مقصد یہ ہے کہ تم ریا کر کے اپنے ثواب کیوں برباد کرتے ہو تم اخلاص سے نیکیاں کرو خفیہ کرو اللہ تعالیٰ تمہاری نیکیاں خود بخود لوگوں کو بتا دے گا لوگوں کے دل تمہیں نیک ماننے لگیں گے۔ یہ نہایت ہی مُجرَّب ہے بعض لوگ خفیہ تہجد پڑھتے ہیں لوگ خواہ مخواہ انہیں تہجد خواں کہنے لگتے ہیں، تہجد بلکہ ہر نیکی کا نور چہرے پر نمودار ہو جاتا ہے۔ جس کا دن رات مشاہدہ ہو رہا ہے لوگ حضور غوث پاک خواجہ اجمیری کو ولی کہتے ہیں کیونکہ رب تعالیٰ کہلوا رہا ہے یہ ہے اِس فرمانِ عالی کا ظہور۔ (مرأۃ المناجیح، ج ۷، ص ۱۴۵)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صلَّی اللّٰہُ تعالٰی علٰی محمَّد

مخلص مؤمن کی مثال

قرآن پاک میں مخلص مؤمن کی مثال ان الفاظ کے ساتھ دی گئی ہے:

وَمَثَلُ الَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمُ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ وَتَثْبِیْتًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ كَمَثَلِ جَنَّةٍۭ بِرَبْوَةٍ اَصَابَهَا وَابِلٌ فَاٰتَتْ اُكُلَهَا ضِعْفَیْنِ ۚ فَاِنْ لَّمْ یُصِبْهَا وَابِلٌ فَطَلٌّ ؕ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِیْرٌ ﴿۲۶۵﴾

ترجمۂ کنزالایمان: اور ان کی کہاوت جو اپنے مال اللہ کی رضا چاہنے میں خرچ کرتے ہیں اور اپنے دل جمانے کو اس باغ کی سی ہے جو بھوڑ (ریتلی زمین) پر ہو اس پر زور کا پانی پڑا تو دونے میوے لایا پھر اگر زور کا مینھ اسے نہ پہنچے تو اوس کافی ہے اور اللہ تمہارے کام دیکھ رہا ہے۔

(پ۳، البقرة:۲٦٥)

حضرتِ صدرُالاَفاضِل سیِّدُنا مولٰینا محمد نعیم الدین مُرادآبادی علیہ رحمۃ اللہ الھادی خزائنُ العرفان میں اس کے تحت لکھتے ہیں: کہ یہ مؤمن مخلص کے اعمال کی ایک

مثال ہے کہ جس طرح بلند خطہ کی **بہتر زمین** کا باغ ہر حال میں خوب **پھلتا** ہے خواہ بارش کم ہو یا زیادہ! ایسے ہی **بااخلاص** مؤمن کا صدقہ اور انفاق خواہ کم ہو یا زیادہ اللہ تعالیٰ اس کو **بڑھاتا** ہے اور وہ **تمہاری نیت اور اخلاص کو جانتا ہے۔**

(خزائن العرفان، ص۸۱)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صلَّی اللّٰہُ تعالیٰ علیٰ محمَّد

مُخلِص کون؟

انسان مخلص کب ہوتا ہے؟ اس بارے میں **اسلاف کرام** رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم کے چند اقوال ملاحظہ ہوں:

(1) حضرتِ سیدنا یحییٰ بن معاذ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے سُوال ہوا کہ **انسان** کب **مُخلص ہوتا ہے؟** فرمایا: ''جب **شِیر خوار بچہ** کی طرح اُس کی **عادت** ہو۔ شِیر خوار بچہ کی کوئی **تعریف** کرے تو اُسے **اچھی** نہیں لگتی اور **مذمّت** کرے تو اُسے **بُری** نہیں معلوم ہوتی۔ جس طرح وہ اپنی **تعریف و مذمّت** سے **بے پرواہ** ہوتا ہے۔ اِسی طرح **انسان جب تعریف و مذمّت کی پرواہ نہ کرے تو مُخلص کہا جا سکتا ہے۔**'' (اَخْلاقُ الصّالِحِیْن مطبوعه مکتبة المدینه باب المدینه کراچی)

(2) حضرت ذوالنون مصری علیہ رحمۃ اللہ القوی سے کسی نے پوچھا کہ **آدمی کس وقت سمجھے کہ وہ مخلصین میں سے ہے؟ تو آپ نے فرمایا کہ جب وہ اعمالِ صالحہ میں پوری کوشش صَرْف کردے اور اس کو پسند کرے کہ میں معزز نہ سمجھا جاؤں۔** (تنبیہ المغترین، ص۲۳)

(3) کسی امام سے پوچھا گیا: "**مخلص کون ہے؟**" تو انہوں نے ارشاد فرمایا: "مخلص وہ ہے جو اپنی **نیکیاں** اس طرح **چھپائے** جس طرح اپنے گناہ چھپاتا ہے۔"

(4) **ایک اور بزرگ** رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے عرض کیا گیا: "اخلاص کی **اِنتہا کیا ہے؟**" تو انہوں نے ارشاد فرمایا: "وہ یہ کہ تم **لوگوں سے تعریف کی خواہش نہ کرو۔**"

(الزواجر،الکبیرۃالثانیة الشرك الاصغر......الخ،خاتمة فی الاخلاص،ج۱، ص۹۰)

یکساں ہو مدح و ذَم مجھ پہ کر دو کرم
نہ خوشی ہو نہ غم تاجدارِ حرم

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صلَّی اللّٰہُ تعالٰی علٰی محمَّد

اللّٰہ عزوجل کی رضا سب نعمتوں سے بڑھ کر ہے

حضرتِ سیدنا ابوسَعِیْد خُدْرِی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم نے فرمایا: "**بے شک اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ **اہل جنت سے فرمائے گا:** "اے جنتیو!" تو وہ عرض کریں گے: "اے ہمارے رب عَزَّوَجَلَّ! ہم حاضر ہیں اور بھلائی تو تیرے ہی دستِ قدرت میں ہے۔" **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ فرمائے گا: "کیا تم راضی ہو؟" تو وہ عرض کریں گے: "اے ہمارے رب عَزَّوَجَلَّ! ہم کیوں نہ راضی ہوں کہ تو نے ہمیں وہ کچھ عطا فرمایا جو تو نے اپنی مخلوق میں سے کسی کو عطا نہیں فرمایا۔" تو **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ فرمائے گا: "میں تمہیں اس سے بھی افضل نعمت نہ عطا فرماؤں؟" وہ عرض کریں گے: "اس سے افضل شے کونسی ہوگی؟" تو **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ فرمائے گا: "میں تمہیں اپنی رضا

سونپتا ہوں لہٰذا! آج کے بعد کبھی تم سے ناراض نہ ہوں گا۔"

(بخاری ج ٤ ص ٢٦٠ حدیث ٦٥٣٩)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صلَّی اللّٰہُ تعالٰی علٰی محمَّد

﴿پانچواں علاج﴾ نیّت کی حفاظت کیجئے

حضور نبی ٔ پاک، صاحبِ لَو لاک، سیّاحِ افلاک صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: "اعمال کا دارومدار **نیتوں** پر ہے اور ہر شخص کے لئے وہی ہے جس کی وہ **نیت** کرے۔"

(صحیح البخاری، کتاب الایمان، باب ماجاء ان الاعمال......الخ،الحدیث: ٥٤،ص ٧)

حضرت سیِّدُ نا ابوموسی اشعری رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت ہے کہ سرکارِ نامدار، مدینے کے تاجدار، بِاِذنِ پروَرْدگار دوعالَم کے مالِک ومُختار، شَہَنشاہِ اَبرار صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم سے **پوچھا** گیا کہ "ایک آدمی شجاعت کے **اظہار**، دوسرا قومی **غیرت** اور تیسرا **ریاکاری** کی غرض سے لڑتا ہے، ان میں سے کون **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کی راہ میں جہاد کر رہا ہے؟"...فرمایا، "جو شخص صرف اِس **غرض** سے لڑے کہ **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کا کلمہ **بلند** ہو، وہ اس کے راستے میں **مجاہد** ہے۔" (صحیح البخاری، کتاب الجھادو السیر/کتاب التوحید، باب من قاتل لکتون کلمۃ......الخ/باب قولہ تعالی ولقد سبقت ......الخ، الحدیث ٢٨١٠/٧٤٥٨، ج٢/٤،ص٢٥٦/٥٦١)

اس حدیث سے معلوم ہوا تمام **نیکیوں** کے ثواب کے حصول کے لئے **اخلاص** اور رضائے الٰہی شرط ہے۔ (فیوض الباری، ج ۱۱، ۱۲،ص ۱۹۴)

نیت کسے کہتے ہیں؟

نیت لُغوی طور پر دل کے **پختہ اِرادے** کو کہتے ہیں اور شَرْعاً عبادت کے اِرادے کو **نیت** کہا جاتا ہے۔ (ماخوذ از نزھۃ القاری شرح صحیح البخاری، ج۱، ص۲۲۶)

جتنی نیّتیں زیادہ اُتنا ثواب بھی زیادہ

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! ایک عمل میں جتنی **نیّتیں** ہوں گی اتنی نیکیوں کا **ثواب** ملے گا، مثلاً محتاج قرابت دار کی مدد کرنے میں اگر نیت فقط **لِوَجْہِ اللّٰہِ** (یعنی اللہ عَزَّوَجَلَّ کے لئے) دینے کی ہوگی تو ایک نیت کا **ثواب** پائے گا اور اگر صلۂ رحمی کی نیّت بھی کرے گا تو دوہرا **ثواب** پائے گا۔ (اشعۃ اللمعات، ج۱، ص۳۶) **اسی** طرح مسجد میں نماز کے لئے جانا بھی ایک عمل ہے اس میں بہت سی **نیّتیں** کی جاسکتی ہیں، امامِ اہلسنّت الشاہ **مولانا احمد رضا خان** علیہ رحمۃ الرحمٰن نے فتاویٰ رضویہ جلد 5 صفحہ 673 میں اس کے لئے چالیس نیّتیں بیان کیں اور فرمایا: ''بے شک جو **علمِ نیّت** جانتا ہے ایک ایک فعل کو اپنے لئے کئی کئی **نیکیاں** کرسکتا ہے۔'' (فتاویٰ رضویہ، ج۵، ص۶۷۳)

بلکہ مباح کاموں میں بھی اچھی **نیتیں** کرنے سے **ثواب** ملے گا، مثلاً خوشبو لگانے میں اتباعِ سنت، تعظیمِ مسجد، فرحتِ دماغ اور اپنے اسلامی بھائیوں سے ناپسندیدہ بُو دور کرنے کی **نیّتیں** ہوں تو ہر نیّت کا الگ **ثواب** ہوگا۔

(اشعۃ اللمعات، ج۱، ص۳۷)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صلَّی اللّٰہُ تعالٰی علٰی محمَّد

صدقہ دینے سے پہلے نیت پر غور

حضرت سیدنا حسن بصری علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں کہ ''بزرگانِ دین علیہم رحمۃُ اللہ المُبین میں سے اگر کوئی صدقہ کرنا چاہتا تو وہ **غور و فکر** کرتا اور سوچتا، اگر **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کی **رضا** کے لئے ہوتا تو کر دیتا۔''

(احیاء العلوم، کتاب المراقبۃ والمحاسبۃ، ج ۵، ص ۱۳۳)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صلَّی اللّٰہُ تعالٰی علٰی محمَّد

ہر کام سے پہلے اچھی نیّتیں کر لیجئے

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! بلاشبہ **اچھی نیت** کرنا ایک ایسا عمل ہے جو محنت کے اعتبار سے بے حد ہلکا، لیکن **اجر و ثواب** کے لحاظ سے حد درجہ **عظیم** ہے۔ اس لئے ہمیں چاہئے کہ ہر نیک عمل کے شروع کرنے سے پہلے **اچھی اچھی نیّتیں** کرلیں حتی کہ کھانے، پینے، لباس، نیند اور نکاح کرنے میں بھی اچھی نیت شامل حال ہو۔ مثلاً **کھانے پینے** سے **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کی **اطاعت پر قوت** حاصل کرنے کی **نیت** ہو۔ **لباس** پہنتے وقت یہ نیت ہو کہ **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ نے مجھے اپنی پوشیدہ چیزیں **چھپانے** کا حکم دیا ہے اور **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کی **نعمت** کے اظہار کی **نیت** ہو۔ **سونے** سے یہ مقصود ہو کہ جو عبادات **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ نے **فرض** کی ہیں ان کو ادا کرنے میں **مدد** حاصل ہو۔ نکاح کرنے میں **پاکدامنی** حاصل کرنے اور **حرام** سے بچنے کی نیت ہو۔

مدینہ: اچھی اچھی نیّتوں سے متعلق رَہنمائی کیلئے، **امیرِ اہلسنّت** دامت بَرَکاتُہُمُ العالیہ کا سنّتوں بھرا کیسٹ بیان **''نیّت کا پھل''** اور نیتوں سے متعلق آپ کے مُرتّب کردہ **کارڈ یا پمفلٹ مکتبۃ المدینہ** کی کسی بھی شاخ سے ہدیّۃً حاصِل فرمائیں۔

’’چل مدینہ‘‘ کے سات حروف کی نسبت سے اچھی نیت کے 7 فضائل

(1) فرمانِ مصطفٰی صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم ہے: **مسلمان کی نیّت اس کے عمل سے بہتر ہے۔** (المعجم الکبیر للطبرانی، الحدیث: ۵۹۴۲، ج۶، ص۱۸۵)

(2) شَفیعُ المذنبین، انیسُ الغریبین، سراجُ السالکین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ’’سچی نیت سب سے **افضل عمل** ہے۔‘‘

(جامع الاحادیث، قسم الاقوال، الحدیث: ۳۵۵۴، ج۲، ص۱۹)

(3) تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نُبوت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ’’**اچھی نیت** بندے کو **جنت** میں داخل کر دیتی ہے۔‘‘ (کنزالعمال، کتاب الاخلاق، قسم الاقوال، حرف النون باب النیة، الحدیث: ۷۲۴۵، ج۳، ص۱۶۹)

(4) مَحبوبِ ربُّ العٰلمین، جنابِ صادق و امین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ’’**اللہ** عزوجل آخرت کی **نیت** پر دنیا **عطا** فرما دیتا ہے لیکن دنیا کی **نیت** پر آخرت **عطا** فرمانے سے انکار کر دیتا ہے۔‘‘ (کنزالعمال، کتاب الاخلاق، قسم الاقوال، حرف الزاي، باب الزهد، الحدیث: ۶۰۵۳، ج۳، ص۷۵)

(5) مَخزنِ جود و سخاوت، پیکرِ عظمت و شرافت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ’’**اچھی نیت** عرش سے چمٹ جاتی ہے پس جب کوئی بندہ اپنی نیت کو **سچا** کر دیتا ہے تو عرش **ہلنے** لگ جاتا ہے، پھر اس بندے کو **بخش** دیا جاتا ہے۔‘‘

(تاریخ بغداد، القاسم، الحدیث: ۶۹۲۶، ج۱۲، ص۴۴۴)

(6) حضرت سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم رء وف رحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم نے ارشاد فرمایا، ''جس نے **نیکی** کا **ارادہ** کیا پھر اسے نہ کرسکا تو اس کے لیے ایک **نیکی** لکھی جائے گی۔''

(صحیح مسلم ، کتاب الرعات، باب اذاھم العبد بحسنة کتبت......الخ، الحدیث ۱۳۰، ص۷۹)

(7) حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ سب سے افضل اعمال فرائض ادا کرنا، **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی حرام کردہ اشیاء سے بچنا اور **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں نیّتوں کو درست کرنا ہے۔

(اتحاف السادۃ المتقین، کتاب النیةوالاخلاص، ج۱۳ ،ص۱۹)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صلَّی اللّٰہُ تعالٰی علٰی محمَّد

جیسی نیت ویسا صلہ

حضرتِ سیدنا ابو کبشہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے **نبی کریم** رء وف رّحیم علیہ الصلوۃ والسلام کو فرماتے ہوئے سنا: ''لوگ **چار** قسم کے ہیں ؛ **پہلا:** وہ جسے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے مال اور علم عطا فرمایا تو وہ پرہیزگاری کرتا، صلہ رحمی کرتا اور اس نعمت میں **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کا حق جانتا ہے تو یہ **بہترین** مرتبہ ومنزل میں ہے۔ **دوسرا:** وہ شخص جسے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے علم عطا فرمایا اس کے پاس مال نہیں اور وہ **نیت** میں سچا ہے اور کہتا ہے کہ اگر میرے پاس مال ہوتا تو فلاں کی طرح عمل کرتا تو وہ اپنی **نیت** کے ساتھ ہے۔ اور ان دونوں کا **اجرو ثواب** برابر ہے۔ **تیسرا:** وہ شخص جسے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے مال عطا فرمایا اور علم عطا نہ فرمایا اور وہ اپنا مال بغیر علم کے خرچ کرتا، پرہیزگاری نہیں کرتا، نہ صلہ رحمی

کرتا اور **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی نعمت میں **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کا حق نہیں جانتا تو یہ **بدترین** مرتبہ ومنزل میں ہے۔ **چوتھا:** وہ شخص جسے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے مال اور علم نہیں دیا اور وہ کہتا ہے کہ اگر میرے پاس مال ہوتا تو میں فلاں کی طرح عمل کرتا تو وہ اپنی **نیت** کے ساتھ ہے اور ان دونوں کا **گناہ** برابر ہے۔'' (جامع الترمذی، کتاب الزھد، باب ماجاء مثل الدنیا......الخ، الحدیث ۲۳۳۲، ج ٤، ص ١٤٦)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! دیکھا آپ نے! کہ ایک شخص نے اپنی **اچھی نیت** کی بنا پر کچھ خرچ کئے بغیر خرچ کا **ثواب** حاصل کرلیا، جب کہ دوسرا بغیر خرچ کئے ہی حرام فعل کا مرتکب ٹھہرا۔ **فرق** صرف اچھی اور بری نیت کی وجہ سے پیدا ہوا۔

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صلَّی اللّٰہُ تعالٰی علٰی محمَّد

مار کھانا نیّتِ صالحہ سے زیادہ آسان ہے

حضرتِ نعیم بن حماد علیہ رحمۃ اللہ الوھاب فرماتے تھے کہ ہماری پیٹھ کا کوڑوں کی مار کھانا ہمارے لئے **نیتِ صالحہ** سے زیادہ آسان ہے۔ (تنبیہ المغترین، ص ۲۵)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صلَّی اللّٰہُ تعالٰی علٰی محمَّد

جہاد کا ثواب

حضرتِ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم غزوہ تبوک سے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم کے ساتھ واپس آئے تو آپ علیہ الصلوۃ والسلام نے ارشاد فرمایا: ''بیشک ہم نے مدینہ منورہ میں ایسے لوگوں کو چھوڑا کہ ہم جس پہاڑی

راستے اور وادی سے گزرے وہ ہمارے ساتھ تھے اور عذر کے سبب رک گئے تھے۔''

(صحیح البخاری، کتاب الجهاد والسیر، الحدیث ۲۸۳۹، ج۲، ص ۲۶۵)

حَکِیمُ الْاُمَّت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ المنّان اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں: مختلف جماعتوں وقبیلوں کے مسلمان وہ بھی ہیں جو اس غزوہ میں جانے کی دل سے تمنا کرتے تھے مگر کسی سخت مجبوری کی وجہ سے نہ جاسکے۔ (وہ تمہارے ساتھ تھے) اس طرح کہ جسم ان کے مدینہ میں رہے اور دل تمہارے ساتھ جہاد میں رہے۔ نیز ان کی نیت، ان کے ارادے تمہارے ساتھ رہے یا وہ اجروثواب میں تمہارے ساتھ رہے کہ تمہارے پیچھے تمہارے گھر بار کی دیکھ بھال اور تمہارے بال بچوں کی خدمت کرتے رہے۔ اِس طرح وہ نفسِ ثواب میں تمہارے ساتھ شریک رہے۔ اگرچہ عملی جہاد میں تم ان سے بڑھ گئے۔ اس وجہ سے غنیمت میں ان کا حصہ نہ ہوگا۔ اس سے معلوم ہوا کہ نیتِ خیر کا بڑا درجہ ہے۔ اس طرح کسی نیکی سے رہ جانے پر افسوس کرنا بھی ثواب ہے۔ (مراۃ المناجیح، ج۵، ص۴۲۹/۴۳۰)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صلَّی اللّٰہُ تعالٰی علٰی محمَّد

خُلوصِ نیت

حضرتِ سیِّدُنا مالِک بن دینار علیہ رحمۃ اللہ الغفار دِمشق میں مُقیم تھے اور حضرتِ سیِّدُنا امیر معاویہ رضی اللہ تعالٰی عنہ کی تیار کردہ مسجد میں اِعْتِکاف کیا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ ان کے دل میں خیال آیا کہ کوئی ایسی صورت پیدا ہوجائے کہ مجھے اس مسجد کا مُتَوَلّی (یعنی انتظام سنبھالنے والا) بنادیا جائے۔ چنانچہ آپ نے اعتکاف میں

اضافہ کردیا اور اتنی کثرت سے نمازیں پڑھیں کہ ہمہ وقت نماز میں مشغول دیکھے جاتے۔ لیکن کسی نے آپ کی طرف تَوَجُّہ نہیں کی۔ ایک سال اسی طرح گزر گیا۔ ایک مرتبہ آپ مسجد سے باہر آئے تو ندائے غیبی آئی: **''اے مالک! تجھے اب توبہ کرنی چاہیے۔''** یہ سن کر آپ کو ایک سال تک اپنی خود غرضانہ عبادت پر شدید رنج و شرمندگی ہوئی اور آپ اپنے قلب کو **رِیا** سے خالی کر کے **خلوصِ نیت** کے ساتھ ساری رات عبادت میں مشغول رہے۔

صبح کے وقت مسجد کے دروازے پر لوگوں کا ایک مجمع موجود تھا، اور لوگ آپس میں کہہ رہے تھے کہ ''مسجد کا انتظام ٹھیک نہیں ہے لہٰذا اسی شخص کو **مُتَوَلِّی** بنا دیا جائے اور تمام انتظامی اموراس کے سپرد کر دیے جائیں۔'' سارا مجمع اس بات پر متفق ہو کر آپ علیہ رحمۃ اللہ الغفار کے پاس پہنچا اور آپ کے نماز سے فارغ ہونے کے بعد انہوں نے آپ سے عرض کی کہ ''ہم باہمی طور پر کئے گئے متفقہ فیصلے سے آپ کو مسجد کا **مُتَوَلِّی** بنانا چاہتے ہیں۔'' آپ علیہ رحمۃ اللہ الغفار نے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں عرض کی: ''اے **اللہ**! میں ایک سال تک **ریاکارانہ عبادت** میں اس لیے مشغول رہا کہ مجھے مسجد کی **تَوْلِیَت** حاصل ہو جائے مگر ایسا نہ ہوا اب جبکہ میں **صِدْقِ دل** سے تیری عبادت میں مشغول ہوا تو تمام لوگ مجھے **مُتَوَلِّی** بنانے آ پہنچے اور میرے اوپر یہ بار ڈالنا چاہتے ہیں، لیکن میں تیری عظمت کی قسم کھاتا ہوں کہ میں نہ تو اب تولیت قبول کروں گا اور نہ مسجد سے باہر نکلوں گا۔'' یہ کہہ کر پھر عبادت میں مشغول ہو گئے۔

(تذکرۃ الاولیاء، باب چہارم، ذکر مالک دینار رحمۃ اللہ علیہ، ج۱، ص۴۸، ۴۹)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صَلَّی اللّٰہُ تعالٰی علٰی محمَّد

نیک اعمال کی نیّت کر لیا کرو

مروی ہے کہ ایک طالب علم نے **علماء کرام** کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی، ''مجھے کوئی ایسا عمل بتائیے کہ جس کے باعث میں ہمیشہ **نیکیاں** حاصل کرتا رہوں، کیونکہ مجھے یہ بات محبوب نہیں کہ رات اور دن میں مجھ پر کوئی ایسا لمحہ آئے کہ میں اس میں کوئی **نیک عمل** نہ کر رہا ہوں۔'' اسے جواب دیا گیا کہ ''جس قدر ممکن ہو نیکی کرو، جب تھک جاؤ تو نیک اعمال کی **نیت** کرو، کیونکہ **نیت کرنے والا بھی نیک عمل کرنے والے کی مثل ہے**۔''

(احیاء علوم الدین، کتاب النیة والاخلاص والصدق، الباب الاول فی النیة، ج۵، ص۸۹)

صَلُّو ا عَلَی الْحَبِیب ! صلَّی اللّٰہُ تعالٰی علٰی محمَّد

﴿چھٹا علاج﴾ دورانِ عبادت شیطانی وسوسوں سے بچئے

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اِخلاص قبولیت کی کُنجی (چابی) ہے، لہٰذا جس طرح نیک عمل سے پہلے دل میں **اخلاص** ہونا ضروری ہے اسی طرح عبادت کے دوران اسے قائم رکھنا بھی ضروری ہے کیونکہ شیطان مسلسل ہمارے دل میں وسوسے ڈالنے کی کوشش میں لگا رہتا ہے۔ حضرت فضیل بن عیاض (علیہ رحمۃ الرزاق) فرماتے تھے کہ جو شخص اپنے اعمال میں ساحر (یعنی جادوگر) سے زیادہ **ہوشیار** نہ ہوگا ضرور **ریا میں** پھنس جائے گا۔ (تنبیہ المغترین، ص۲۳)

عبادت کے دوران شیطانی وسوسوں سے چھٹکارے کے لئے تین چیزیں

ضروری ہیں: (1) اس وسوسے کو پہچاننا، (2) اسے ناپسند کرنا، (3) اسے قبول کرنے سے انکار کرنا۔ مثلاً کسی نے اچھی اچھی **نیتیں** کرکے نمازِ تہجد ادا کرنا شروع کی، اب دورانِ نماز شیطان نے دل میں **ریاکاری** کا وسوسہ ڈالا کہ جب لوگوں کو میری تہجد گزاری کا پتا چلے گا تو وہ مجھ سے بہت متاثر ہوں گے، اب اِس وسوسے کو فوری طور پر **پہچاننا** کہ یہ شیطان کی طرف سے ہے اس نمازی کے لئے بہت ضروری ہے۔ پھر اسے **ناپسند** بھی جانے کہ **خالق** عزوجل کی رضا کے لئے کئے جانے والے عمل سے **مخلوق** کو متاثر کرنے کی کوشش کرنا **غضبِ الٰہی** عَزَّوَجَلَّ کو دعوت دینے کے مترادف ہے، پھر اس وسوسے سے **اپنی توجہ ہٹالے۔**

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اگرچہ یہ کام بہت **مشکل** سہی مگر **ناممکن** نہیں، آغاز میں یہ کام بے حد مشکل محسوس ہوتا ہے، لیکن جب تکلف کرکے ایک عرصہ تک اس پر صبر کرے تو **اللہ** تعالیٰ کے فضل وکرم اور حسنِ توفیق سے یہ کام **آسان** ہوجاتا ہے، چنانچہ ہمارا کام **کوشش** کرنا ہے کامیابی دینے والی ذات **ربّ کائنات** عزوجل کی ہے:

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

وَالَّذِیْنَ جَاهَدُوْا فِیْنَا لَنَهْدِیَنَّهُمْ سُبُلَنَاؕ وَاِنَّ اللّٰهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِیْنَ۠ (۶۹)

(العنکبوت: ۶۹)

ترجمۂ کنزالایمان: اور جنہوں نے ہماری راہ میں کوشش کی ضرور ہم انہیں اپنے راستے دکھادیں گے اور بے شک اللہ نیکوں کے ساتھ ہے۔

کوشش کے باوجود وسوسہ دُور نہ ہوتو؟

اگر ہمارے ناپسند کرنے کے باوجود بھی ہمارا نفس شیطان کی دی ہوئی راہ پر چل پڑے تو **اللّٰہ** تعالیٰ کی رحمت سے امید ہے کہ **ریاکاری** کا گناہ ہمارے ذمہ نہیں لکھا جائے گا۔ **حُجَّۃُ الْاِسلام** حضرت سیِّدُ نا امام محمد غزالی علیہ رحمۃ اللہ الوالی احیاء العلوم میں لکھتے ہیں:

''جان لیجئے کہ **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ بندوں کو ان کی **طاقت** کے مطابق ہی **مکلّف** بناتا ہے اور انسان کے بس میں نہیں کہ وہ **شیطانی وسوسوں** کو روک سکے یا طبیعت کو اس حالت پر لے آئے کہ وہ **خواہشات** کی طرف مائل نہ ہو۔ انسان تو یہی کرسکتا ہے کہ وہ خواہشات کا مقابلہ اس **کراہت** سے کرے جو انجام کی معرفت، علم دین اور **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ اور آخرت پر ایمان کی وجہ سے اسے حاصل ہوئی ہے، جب وہ ایسا کرلے تو اس نے اس عمل کی ادائیگی میں **انتہائی کوشش** کرلی اور وہ اسی بات کا **مُکلَّف** ہے۔ اس بات پر **احادیث** مبارکہ دلالت کرتی ہیں جیسا کہ مروی ہے حضورِ پاک، صاحبِ لَولاک، سیّاحِ افلاک صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی خدمت میں شکایت کرتے ہوئے عرض کیا کہ ہمارے دلوں میں کچھ ایسے **خیالات** آتے ہیں کہ اگر ہم آسمان سے گر جائیں اور ہمیں پرندے اچک لیں یا ہوا ہمیں کسی جگہ سے اٹھا کر کسی دوسری جگہ پھینک دے تو ہمیں یہ بات ان خیالات کو زبان پر لانے سے زیادہ **پسند** ہے **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کے مَحبوب، دانائے غُیوب، مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیوب صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے پوچھا کیا تم ان خیالات

کو ناپسند کرتے ہو؟ انہوں نے عرض کیا: جی ہاں۔ تو آپ نے فرمایا: ''یہ تو واضح **ایمان** ہے۔'' (سنن ابی داؤد، کتاب الادب، باب فی رد الوسوسة، الحدیث ۵۱۱۱، ج۴، ص۴۲۵) اوران کے دلوں میں وسوسے اوران کی **ناپسندیدگی** پائی جاتی تھی تو یہ نہیں کہا جاسکتا کہ صریح ایمان سے آپ نے وسوسے **مراد** لئے تواب صرف ایک بات رہ گئی یعنی اس سے مراد ان وسوسوں کی **کراہت** تھی جو ان (وسوسوں) کے ساتھ ہوتی تھی۔ ریاا گرچہ بہت بڑا گناہ ہے لیکن **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے حق میں **وسوسوں سے کم** ہے تو جب ناپسند کرنے کی وجہ سے **بڑا گناہ** دور ہوگیا تو **ریا** کا ضرر بدرجہ اولیٰ **دُور** ہو جانا چاہئے۔ (احیاء علوم الدین، کتاب ذم الجاہ والریاء، بیان دواء الریاء......الخ، ج ۳، ص ۳۸۵)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صلَّی اللّٰہُ تعالٰی علٰی محمَّد

﴿ساتواں علاج﴾ تنہائی ہویا ہُجوم یکساں عمل کیجئے

حضرتِ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسولِ اکرم، نُورِ مُجسّم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے **فرمایا** کہ جب **بندہ علانیہ نماز** پڑھے تو بھی **اچھی** اور خفیہ نماز پڑھے تو بھی **اچھی** تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ **یہ میرا سچا بندہ ہے۔**

(سنن ابن ماجہ، کتاب الزھد، باب التوقی علی العمل، الحدیث ۴۲۰۰، ج۴، ص۴۶۸)

حکیم الامت **مفتی احمد یار خان** علیہ رحمۃ المنّان اس **حدیث کے تحت لکھتے ہیں:**

یعنی اس بندے میں **ریا کاری** نہیں ہے یہ بندہ **مخلص** ہے اگر ریا کار ہوتا تو **علانیہ** نماز **اچھی** طرح پڑھتا **خفیہ** میں **معمولی** طرح، جب یہ خفیہ میں بھی اچھی طرح پڑھتا ہے تو **مخلص** ہی ہے۔ (مراۃُ المناجیح، ج۷، ص۱۴۰)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! ہم تنہائی میں ہوں یا اسلامی بھائیوں کے درمیان خُوب کوشش کر کے دونوں جگہ عمل کو **یکساں** انداز میں کرنے کی کوشش کریں۔ مثلاً جس **خشوع وخضوع** سے لوگوں کے سامنے **نماز** پڑھنے کی کوشش کرتے ہیں اُسی انداز کو تنہائی میں بھی **قائم** رکھیں اور جس **کام** کو لوگوں کے سامنے کرنے سے **جھجکتے** ہیں تنہائی میں بھی وہ **کام** نہ کیا کریں۔ شفیعُ المذنبین ، انیسُ الغریبین، سراجُ السالکین صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جو کام لوگوں کے **سامنے** کرنے کو نا **پسند** کرتے ہو وہ **تنہائی** میں بھی نہ کیا کرو۔'' (الجامع الصغیر، حرف المیم، الحدیث: ۷۹۷۳، ج ۲، ص ۴۸۷)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صلَّی اللّٰہُ تعالٰی علٰی محمَّد

(آٹھواں علاج) نیکیاں چھپائیے

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! ہمیں چاہیے کہ حتی الامکان اپنی نیکیوں کو اُسی طرح چھپائیں جس طرح اپنے گناہوں کو چھپاتے ہیں اور اسی پر قناعت کریں کہ **اللّٰہ** تعالٰی ہماری نیکی کو جانتا ہے۔ بالخصوص پوشیدہ نیکی کرنے کے بعد نفس کی خوب نگرانی کریں کیونکہ ہوسکتا ہے کہ نفس میں اس عبادت کو ظاہر کرنے کی حرص جوش مارے اور یوں کہے کہ اگر تیرے اس عظیم عمل پر لوگوں کو اطلاع ہوجائے تو وہ بھی عبادات میں مشغول ہوجائیں۔ تُو اپنے عمل کو چھپانے پر کیسے راضی ہوگیا؟ اس طرح تو لوگوں کو تیرے مقام ومرتبہ کا علم نہیں ہوگا، چنانچہ وہ تیری قدر ومنزلت کا انکار کریں گے اور تیری پیروی سے محروم رہ جائیں گے ایسے میں تُو لوگوں کا مقتدٰی کیسے بنے گا؟ نیکی کی دعوت کیسے عام ہوگی؟ وغیرہ۔ ایسی صورت میں **اللّٰہ** تعالٰی سے ثابت قدمی کی دُعا

کرنی چاہئے اور اپنے بڑے عمل کے مقابلے میں آخرت کی بہت بڑی ملکیت یعنی جنت کی نعمتوں کو یاد کیجئے جو ہمیشہ رہنے والی ہیں۔ جو شخص **اللہ** تعالیٰ کی عبادت کے ذریعے اس کے بندوں سے اجر کا طالب ہوتا ہے اس پر **اللہ** تعالیٰ کا غضب نازل ہوتا ہے اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ دوسروں کے سامنے عمل کو ظاہر کرنے کی صورت میں وہ ان کے نزدیک تو محبوب ہو جائے لیکن **اللہ** تعالیٰ کے نزدیک اس کا مقام گر جائے! یوں میرا عمل ضائع ہو جائے گا۔ پھر نفس کو اس طرح سمجھائے کہ میں کس طرح اس عمل کو لوگوں کی تعریف کے بدلے بیچ دوں وہ تو خود عاجز ہیں نہ تو وہ مجھے رزق دے سکتے ہیں اور نہ ہی موت وحیات کے مالک ہیں۔

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صلَّی اللّٰہُ تعالٰی علٰی محمَّد

سب سے مضبوط مخلوق

حضرت سیِّدُنا انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر، دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جب **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے زمین کو پیدا فرمایا تو وہ کانپنے لگی۔ پھر **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے پہاڑوں کو پیدا فرما کر انہیں زمین کے لئے میخیں بنا دیا۔ فرشتے آپس میں کہنے لگے شاید **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے پہاڑوں سے زیادہ **سخت** کوئی شے پیدا نہیں فرمائی۔ پھر **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے لوہا پیدا فرمایا، اس نے پہاڑوں کو کاٹ ڈالا۔ پھر آگ پیدا فرمائی، اس نے لوہے کو پگھلا دیا۔ پھر **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے پانی کو حکم دیا، اس نے آگ کو بجھا دیا۔ پھر ہوا کو حکم دیا اس نے پانی کو گدلا کر دیا۔ اب فرشتوں میں اختلاف پیدا ہوا کہ سب

سے زیادہ **مضبوط** کون سی شے ہے؟ چنانچہ اس سلسلے میں **اللہ** عَزَّوَجَلَّ سے استفسار کیا گیا: **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے ارشاد فرمایا: میں نے انسان کے قلب سے زیادہ **مضبوط** کسی شے کو پیدا نہیں کیا۔ جس وقت کہ وہ سیدھے ہاتھ سے صدقہ کرتے ہوئے بائیں ہاتھ سے بھی اسے **چھپاتا** ہے، پس وہ میری مخلوق میں سب سے زیادہ **مضبوط** ہے۔''

(جامع الترمذی، کتاب التفسیر،الحدیث ۳۳۸۰،ج۵،ص ۲٤۲ ملخصاً)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صلَّی اللّٰہُ تعالٰی علٰی محمَّد

پوشیدہ عمل افضل ہے

نبی پاک صاحبِ لولاک ،سیّاحِ افلاک صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہ وسلَّم نے فرمایا:

ظاہری اعمال کے مقابلے میں پوشیدہ عمل ستّر گُنا افضل ہے۔

(کنز العُمّال، کتاب الاذکار، قسم الاقوال،الحدیث ۱۹۲۵،ج ۱، ص۲۲۷ ملخصا)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صلَّی اللّٰہُ تعالٰی علٰی محمَّد

حضرت سیِّدنا عیسٰی علٰی نبینا وعلیہ الصلاۃ والسلام کا ارشاد

حضرت سیِّدنا عیسٰی علٰی نبینا وعلیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا: ''جب تم میں سے کسی ایک کا روزہ ہو تو وہ اپنے سر اور داڑھی میں تیل لگائے اور ہونٹوں پر بھی ہاتھ پھیرے تاکہ لوگوں کو **معلوم** نہ ہو کہ یہ روزہ دار ہے اور جب دائیں ہاتھ سے دے تو بائیں ہاتھ کو خبر نہ ہو اور جب **نماز** پڑھے تو اپنے دروازے پر **پردہ** ڈال دے۔ **اللہ** تعالٰی ثنا (یعنی تعریف) بھی اسی طرح **تقسیم** کرتا ہے جس طرح **رزق** تقسیم فرماتا ہے۔''

(احیاء علوم الدین، کتاب ذم الجاہ والریاء،بیان ذم الریاء......الخ، ج ۳، ص ۳٦۱)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صلَّی اللّٰہُ تعالٰی علٰی محمَّد

اَسلاف کے اقوال

(1) حضرت سفیان ثوری علیہ رحمۃ الباری فرماتے ہیں کہ میں نے جس قدر اعمال اپنے **ظاہر** کر کے کئے ہیں، ان کو میں نہ ہونے کے برابر سمجھتا ہوں کیونکہ جب لوگ دیکھ رہے ہوں اُس وقت **اخلاص** کا باقی رکھنا ہم جیسوں کی قدرت سے باہر ہے۔

(تنبیہ المغترین، ص ۲۶)

(2) حضرت بشر حافی علیہ رحمۃ اللہ الکافی فرماتے تھے کہ ہم جیسوں کے لئے یہ بھی مناسب نہیں کہ اپنے اعمال خالصہ میں سے بھی کچھ ظاہر کریں۔ تو ان اعمال کی کیا حالت ہوگی جن میں صریحاً **ریا** داخل ہو چکی ہے، پس ہم جیسوں کے لئے تو اعمال کا **پوشیدہ** رکھنا ہی مناسب ہے۔ (تنبیہ المغترین، ص ۲۹)

(3) حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے تھے کہ عمل و علم وہی بہتر ہے جو لوگوں سے **پوشیدہ** ہو۔ (تنبیہ المغترین، ص ۲۹)

(4) حضرت حسن بصری علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: میں نے کچھ لوگوں کی صحبت اختیار کی جن کے دلوں میں حکمت کی ایسی باتیں گزرتی تھیں کہ اگر وہ ان کو زبان پر لاتے تو وہ ان کو بھی اور ان کے ساتھیوں کو بھی نفع دیتیں لیکن انہوں نے **شہرت** کے خوف سے ان باتوں کو ظاہر نہیں کیا اور ان میں سے کوئی ایک راستے میں اذیت دینے والی چیز دیکھتا تو وہ اس کو صرف اس لیے نہ ہٹاتا تاکہ شہرت نہ ہو۔

(احیاء علوم الدین، کتاب ذم الجاہ والریاء، بیان ذم الریاء......الخ، ج ۳، ص ۳۶۴)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب! صَلَّی اللّٰہُ تعالٰی علٰی محمَّد

حکایت

حجۃ الاسلام حضرت سیدنا امام محمد غزالی علیہ رحمۃ اللہ الولی لکھتے ہیں : کسی زمانے میں بصرہ کے ہر گلی کوچے سے ذکرِ الٰہی اور تلاوتِ قرآن پاک کی آوازیں **بلند** ہوتی تھیں اور اِس طرح لوگوں کو ذکرالٰہی اور تلاوتِ قرآن پاک کی **ترغیب** ہوتی تھی۔ اتفاقاً اس زمانے میں کسی عالم نے **ریا کی باریکیوں** کے بارے میں ایک رسالہ لکھا (اس رسالہ کی جب اِشاعت ہوئی) تو تمام لوگ ذکر وتلاوتِ جہری سے **دست بردار** ہوگئے، کئی لوگوں نے کہا: کاش اس عالم نے یہ **رسالہ** نہ لکھا ہوتا۔

(کیمیائے سعادت، ج ۲، ص ۶۹۲)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صلَّی اللّٰہُ تعالٰی علٰی محمَّد

روزے کے بارے میں نہ پوچھو

حضرت ابراھیم بن ادھم علیہ رحمۃ الاکرم فرماتے تھے کہ اپنے بھائی سے اس کے **روزے** کے بارے میں نہ پوچھو، کیونکہ اگر وہ کہتا ہے کہ میں روزہ دار ہوں تو اس کا نفس **خوش** ہوگا اور اگر کہے کہ میں روزہ دار نہیں ہوں تو اس کا نفس **غمگین** ہوگا اور یہ دونوں **ریا** کی علامتوں میں سے ہیں۔ (تنبیہ المغترین، ص ۲۴)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صلَّی اللّٰہُ تعالٰی علٰی محمَّد

پوچھنے پر روزہ دار اپنے روزے کے بارے میں بتادے

حضرت سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے **روایت** ہے کہ **محترم** نبی، مکّی مَدَنی،

محبوبِ ربِّ غنی صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا، ''جب کوئی کسی کو کھانے کی دعوت دے تو اسے چاہیے کہ قبول کرلے، اور اگر روزے دار ہے تو اسے دعا دے۔''

(جامع الترمذی، کتاب الصوم، باب ماجاء فی اجابة الصائم الدعوة، رقم ۷۸۰، ج۲، ص۲۰۳)

مسلم شریف کی ایک روایت میں ہے کہ ''جب کسی کو دعوت دی جائے اور وہ روزے سے ہو تو اسے چاہیے کہ کہہ دے کہ **میں روزے دار ہوں۔**''

(صحیح مسلم، کتاب الصیام، باب الصائم یدعی......الخ، الحدیث ۱۱۵۰، ص۵۷۹)

مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ المنّان اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں: ''یا اس طرح کہ دعوت قبول ہی نہ کرے یا اس طرح کہ قبول کرلے اور پہنچ بھی جائے، مگر وہاں کھائے نہیں، یہ عذر کردے۔ خیال رہے کہ نفلی روزے کا چھپانا بہتر ہے مگر چونکہ یہاں چھپانے سے صاحب خانہ کے دل میں عداوت پیدا ہوگی یا رنج وغم، مسلمان کے دل کو خوش کرنا بھی عبادت ہے اس لیے روزے کے اظہار کا حکم دیا گیا۔''

(مرآۃ المناجیح، ج۳، ص۱۹۸)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صلَّی اللّٰہُ تعالٰی علٰی محمَّد

بد ترین ریا کار

حضرت فضیل بن عیاض علیہ رحمۃ اللہ التوّاب فرماتے تھے کہ ہم نے پہلے تو لوگوں کو اِس حالت میں پایا تھا کہ وہ اُن نیکیوں میں **ریا** کرتے تھے جو وہ کرتے تھے اور اب لوگوں کی یہ حالت ہے کہ وہ ان باتوں میں **ریا** کرتے ہیں جو وہ نہیں کرتے۔ (تنبیہ المغترین ۲۵)

یعنی پہلے لوگ مخلوق کو راضی کرنے کے لئے نیک کام کرتے تھے اور اب

نیک کام بھی نہیں کرتے بلکہ نیکوں کی صورت بنا کر اس کا یقین دلانا چاہتے ہیں کہ وہ نیک کام کرتے ہیں پس یہ پہلے **ریا کاروں** سے بھی بدتر ہیں۔

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صلَّی اللّٰہُ تعالٰی علٰی محمَّد

﴿نواں علاج﴾ اچھی صحبت اختیار کیجئے

مکی مدنی سلطان، **رحمتِ عالمیان** صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے **ارشاد فرمایا**: ''اچھے اور برے مصاحب کی مثال، مشک اٹھانے والے اور بھٹی جھونکنے والے کی طرح ہے، کستوری اٹھانے والا تمہیں **تحفہ** دے گا یا تم اس سے **خریدو** گے یا تمہیں اس سے عمدہ **خوشبو** آئے گی، جبکہ بھٹی جھونکنے والا یا تمہارے کپڑے **جلائے** گا یا تمہیں اس سے **ناگوار بو** آئے گی۔'' (صحیح مسلم، ص١١١٦، رقم الحدیث ٢٦٢٨)

چنگے بندے دی صحبت یارو جیویں دکان عطاراں　　سودا بھاویں مُل نہ لیے حُلّے آن ہزاراں

بُرے بندے دی صحبت یارو جیویں دکان لوہاراں　　کپڑے بھاویں کُنج کُنج بِیے چنگاں پین ہزاراں

﴿یعنی اچھے شخص کی صحبت عطّار کی دکان کی طرح ہے کہ جہاں سے آدمی کچھ نہ بھی خریدے تو اسے خوشبو تو آ ہی جاتی ہے اور بُرے شخص کی صحبت لوہار کی دکان کی مثل ہے جہاں اپنے کپڑوں کو جتنا بھی سمیٹ کر رکھیں چنگاریاں اس تک پہنچ ہی جاتی ہیں﴾

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! واقعی! ہر صحبت اپنا اثر رکھتی ہے، مثلاً اگر آپ کی ملاقات کسی ایسے اسلامی بھائی سے ہو جس کی آنکھوں میں اپنے کسی عزیز کی موت کی **نمی** تیر رہی ہو، اس کے چہرے پر **غم** کے بادل چھائے ہوئے ہوں اور اس کے

لہجے سے **اُداسی** جھلک رہی ہوتو اس کی یہ حالت دیکھ کر کچھ دیر کے لئے آپ بھی **غمگین** ہوجائیں گے اور اگر آپ کو کسی ایسے اسلامی بھائی کے پاس بیٹھنے کا اتفاق ہو، جس کا چہرہ کسی کامیابی کی وجہ سے **خوشی** سے دمک رہا ہو، اس کے لبوں پر **مسکراہٹ** کھیل رہی ہو اور اس کی باتوں سے **مسرت** کا اظہار ہورہا ہو تو خواہی نخواہی آپ بھی کچھ دیر کے لئے اس کی **خوشی** میں شریک ہوجائیں گے۔

بالکل اِسی طرح اگر کوئی شخص ایسے لوگوں کی صحبت اختیار کرے گا جو فکرِ آخرت سے یکسر **غافل** ہوں اور گناہوں کے اِرتکاب میں کسی قسم کی **جھجھک** محسوس نہ کرتے ہوں تو غالب گمان ہے کہ وہ بھی بہت جلد انہی کی **مانند** ہوجائے گا اور اگر کوئی ایسے لوگوں کی صحبت اختیار کرے گا جن کے دل **فکرِ مدینہ** سے معمور ہوں، وہ دن رات اخروی کامیابی کے لئے اپنی **اصلاح** کی کوشش میں مصروف رہیں، ان کی آنکھیں **اللہ** تعالٰی کے **خوف** سے روئیں تو یقینی طور پر یہی کیفیات اس شخص کے دل میں بھی سرایت کرجائیں گی۔ان شاء اللہ عَزَّوَجَلَّ

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صلَّی اللّٰہُ تعالٰی علٰی محمَّد

دعوتِ اسلامی کا مَدَنی ماحول

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اس مَدَنی صحبت کو پانے کے لئے آپ کو پریشان ہونے کی قطعاً ضرورت نہیں، الحمدللہ عَزَّوَجَلَّ! تبلیغِ قرآن وسنت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک **دعوتِ اسلامی** سے وابستہ ہونے کی برکت سے اعلیٰ اَخلاقی اوصاف غیر محسوس

طور پران کے کردار کا حصہ بنتے چلے جائیں گے۔ ہر اسلامی بھائی کو چاہیے کہ وہ اپنے شہر میں ہونے والے دعوتِ اسلامی کے ہفتہ وار **سنتوں بھرے اجتماع** میں شرکت کرے اور راہِ خدا عزوجل میں سفر کرنے والے **عاشقانِ رسول کے مدنی قافلوں** میں سفر کرے۔ اِن مدنی قافلوں میں سفر کی برکت سے اِن شَاءَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ اپنے سابقہ طرزِ زندگی پر غور وفکر کا موقع ملے گا اور دل حُسنِ عاقبت کے لئے بے چین ہوجائے گا جس کے نتیجے میں ارتکابِ گناہ کی کثرت پر ندامت محسوس ہوگی اور توبہ کی توفیق ملے گی۔ عاشقانِ رسول کے مدنی قافلوں میں مسلسل سفر کرنے کے نتیجے میں زبان پر فحش کلامی اور فضول گوئی کی جگہ دُرُودِ پاک جاری ہوجائے گا، یہ تلاوت قرآن، حمدِ الٰہی عزوجل اور نعتِ رسول صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلّم کی عادی بن جائے گی، غُصے کی عادت رخصت ہوجائے گی اور اس کی جگہ نرمی لے لے گی، بے صبری کی عادت ترک کرکے صابر وشاکر رہنا نصیب ہوگا، تکبر سے جان چھوٹ جائے گی اور اِحترامِ مسلم کا جذبہ ملے گا، دنیاوی مال ودولت کی لالچ سے پیچھا چھوٹے گا اور نیکیوں کی حرص ملے گی، الغرض بار بار راہِ خدا عزوجل میں سفر کرنے والے کی زندگی میں مدنی انقلاب برپا ہوجائے گا، اِن شَاءَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ۔ **اسلامی بہنوں** کو بھی چاہئے کہ اپنے شہر میں ہونے والے **اسلامی بہنوں** کے ہفتہ وار سنتوں بھرے اجتماع میں پابندی سے شرکت کریں۔

الحمدللہ عزوجل میں بدل گیا

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! شالیمار ٹاؤن (مرکز الاولیاء لاہور) کے ایک اسلامی بھائی کا کچھ یوں بیان ہے: میں بے حد بگڑا ہوا انسان تھا، فلموں ڈراموں کا

رسیا ہونے کے ساتھ ساتھ جوان لڑکیوں کے ساتھ چھیڑ خانیاں، اوباش نوجوانوں کے ساتھ دوستیاں، رات گئے تک ان کے ساتھ آوارہ گردیاں وغیرہ میرے معمولات تھے۔ میری حرکاتِ بد کے باعِث خاندان والے بھی مجھ سے کتراتے، اپنے گھروں میں میری آمد سے گھبراتے نیز اپنی اولاد کو میری صُحبت سے بچاتے تھے۔ میری گناہوں بھری خِزاں رسیدہ شام کے صبحِ بہاراں بننے کی سبیل یوں ہوئی کہ ایک **دعوتِ اسلامی** والے **عاشقِ رسول** کی مجھ پر میٹھی نظر پڑ گئی، اُس نے نہایت ہی شفقت کے ساتھ **اِنفرادی کوشش** کرتے ہوئے مجھے **مَدَنی قافِلے** میں سفر کی ترغیب دِلائی ۔ بات میرے دل میں اتر گئی اور میں نے مَدَنی قافِلے میں سفر کی سعادت حاصِل کی اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ مَدَنی قافِلوں میں عاشِقانِ رسول کی صحبتوں نے مجھ پاپی وبدکار کے دل میں **مَدَنی انقِلاب** برپا کر دیا۔ گناہوں سے توبہ کا تحفہ اور سنّتوں بھرے **مَدَنی لباس** کا جذبہ ملا، سر پر **سبز سبز عمامہ** سجا اور میرے جیسا گنہگار و اَبُو الفُضُول سنّتوں کے مَدَنی پھول لٹانے میں مشغول ہو گیا۔ جو عزیز و اقرِبا دیکھ کر کتراتے تھے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ اب وہ گلے لگاتے ہیں۔ پہلے میں خاندان کے اندر بدترین تھا۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ دعوتِ اسلامی کے **مَدَنی قافِلے** کی بَرَکت سے اب عزیز ترین ہو گیا ہوں۔

جب تک بِکے نہ تھے کوئی پوچھتا نہ تھا
تُو نے خرید کر مجھے انمول کر دیا

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صلَّی اللّٰہُ تعالٰی علٰی محمَّد

(فیضانِ سنت، باب فیضان رمضان، ج۱،ص۱۰۹۱)

مَدَنی انعامات

اَلحمدُللّٰہ عزوجل! شیخِ طریقت، امیرِ اہلِ سنت، بانیٔ دعوتِ اسلامی حضرت علامہ مولانا محمد الیاس عطارؔ قادری رضوی دامت برکاتہم العالیہ نے اِس پُرفتن دور میں آسانی سے نیکیاں کرنے اور گناہوں سے بچنے کے طریقہ کار پر مشتمل شریعت وطریقت کا جامع مجموعہ بنام **''مَدَنی انعامات''** بصورت سوالات عطا فرمایا ہے۔ اسلامی بھائیوں کیلئے **72**، اسلامی بہنوں کیلئے **63** اور طَلَبۂ علمِ دین کیلئے **92**، دینی طالِبات کیلئے **83** اور مَدَنی مُنّوں اور مُنّیوں کیلئے **40** اور خصوصی اسلامی بھائیوں کے لئے **27** **مَدَنی اِنعامات** ہیں۔ بے شمار اسلامی بھائی، اسلامی بہنیں اور طلباء مدنی انعامات کے مطابق عمل کرکے روزانہ سونے سے قبل **''فکرِ مدینہ''** یعنی اپنے اعمال کا جائزہ لے کر مَدَنی انعامات کے پاکٹ سائز رسالے میں دیئے گئے خانے پُر کرتے ہیں۔ **ان مَدَنی انعامات** کو اپنا لینے کے بعد نیک بننے اور گناہوں سے بچنے کی راہ میں حائل رکاوٹیں اللّٰہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے بتدریج دور ہوتی چلی جاتی ہیں اوراس کی برکت سے پابندِ سنت بننے، گناہوں سے نفرت کرنے اور ایمان کی حفاظت کے لئے کڑھنے کا ذہن بھی بنے گا۔ ہمیں چاہئے کہ باکردار مسلمان بننے کے لئے مکتبۃ المدینہ کی کسی بھی شاخ سے مَدَنی انعامات کا رسالہ حاصل کریں اور روزانہ فکرِ مدینہ (یعنی اپنا محاسبہ) کرتے ہوئے اس میں دیئے گئے خانے پُر کریں اور ہر مَدَنی یعنی قمری ماہ کے ابتدائی دس دن کے اندر اندر اپنے یہاں کے مَدَنی انعامات کے ذمہ دار کو جمع کروانے کا معمول بنا لیجئے۔

عاملینِ مدنی انعامات کے لئے بشارتِ عظمٰی

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! مَدَنی انعامات کا رسالہ پُر کرنے والے کس قدر خوش قسمت ہوتے ہیں اِس کا اندازہ اس **مَدَنی بہار** سے لگائیے چُنانچِہ حیدرآباد (بابُ الاسلام سندھ) کے ایک اسلامی بھائی کا کچھ اس طرح حلفیہ بیان ہے کہ ماہِ رجبُ المرجّب ۱۴۲۶ ھ کی ایک شب مجھے خواب میں **مصطفٰے جانِ رحمت** صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی زیارت کی عظیم سعادت ملی۔ لبہائے مبارکہ کو جُنبش ہوئی اور رحمت کے پھول جھڑنے لگے، الفاظ کچھ یوں ترتیب پائے: **جو اس ماہ روزانہ پابندی سے مَدَنی انعامات سے مُتَعَلِّق فکرِ مدینہ کرے گا، اللّٰہ** عزَّوَجلَّ **اُس کی مغفِرت فرمادیگا۔**

مَدَنی انعامات کی بھی مرحبا کیا بات ہے
قُربِ حق کے طالبوں کے واسطے سوغات ہے

(فیضانِ سنت، باب فیضان رمضان، ج۱، ص ۱۱۳۵)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صلَّی اللّٰہُ تعالٰی علٰی محمَّد

﴿دسواں علاج﴾ اَوراد ووَظائِف کا مَعمُول بنا لیجئے

پیارے اسلامی بھائیو! **ریاکاری** سے بچنے کے لئے مذکورہ امور کے ساتھ ساتھ روحانی علاج بھی کیجئے، **مثلاً**

(1) جب بھی دل میں ریاکاری کا خیال آئے تو ''اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم'' ایک بار پڑھنے کے بعد اُلٹے کندھے کی طرف تین بار تُھوتُھو کردیجئے۔

(2) روزانہ دس بار ''اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم '' پڑھنے والے پر شیطان سے حفاظت کرنے کے لئے **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ ایک فرشتہ مقرر کر دیتا ہے۔

(مسند ابی یعلیٰ، مسند انس بن مالک، الحدیث ۴۱۰۰، ج ۳، ص ۴۰۰ ملخصاً)

(3) سورۂ اخلاص گیارہ بار صبح (آدھی رات ڈھلے سے سورج کی پہلی کرن چمکنے تک صبح ہے) پڑھنے والے پر اگر شیطان مع لشکر کے کوشش کرے کہ اس سے گناہ کرائے تو نہ کرا سکے جب تک کہ یہ خود نہ کرے۔ (الوظیفۃ الکریمہ، الاذکار الصباحیۃ، ص ۱۸)

(4) سورۃ الناس پڑھ لینے سے بھی وسوسے دور ہوتے ہیں۔

(5) جو کوئی صبح و شام اکیس اکیس بار ''لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ'' پانی پر دم کر کے پی لیا کرے تو ان شاء اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ وسوسۂ شیطانی سے بہت حد تک امن میں رہے گا۔ (مراۃ المناجیح، باب الوسوسۃ، ج ۱، ص ۸۷)

(6) ''ھُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاھِرُ وَالْبَاطِنُ وَھُوَ بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ'' کہنے سے فوراً وسوسہ دور ہو جاتا ہے۔

(7) سُبْحٰنَ الْمَلِکِ الْخَلَّاقِ ط اِنْ یَّشَاْ یُذْھِبْکُمْ وَیَاْتِ بِخَلْقٍ جَدِیْدٍ ط وَمَا ذٰلِکَ عَلَی اللّٰہِ بِعَزِیْزٍ o کی کثرت اسے (یعنی وسوسے کو) جڑ سے قطع کر دیتی ہے۔ (فتاویٰ رضویہ تخریج شدہ، ج ۱، ص ۷۷۰)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب ! صَلَّی اللّٰہُ تعالٰی علٰی محمَّد

علاج کے باوجود افاقہ نہ ہو تو؟

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اگر بھرپور علاج کے بعد بھی **افاقہ** نہ ہو تو گھبرایئے نہیں بلکہ علاج جاری رکھئے کہ **"دل کو بھی آرام ہو ہی جائے گا۔"** کیونکہ اگر ہم نے علاج ترک کر دیا تو گویا خود کو مکمل طور پر شیطان کے حوالے کر دیا کہ جو ہمیں کہیں کا نہ چھوڑے گا۔ لہٰذا ہمیں چاہیے کہ **ریاکاری** سے جان چھڑانے کی کوشش جاری رکھیں۔

حضرت سیدنا امام محمد غزالی علیہ رحمۃ الوالی (اَلْمُتَوَفّٰی ۵۰۵ھ) ہم جیسوں کو سمجھاتے ہوئے لکھتے ہیں: "اگر تم محسوس کرو کہ شیطان، **اللہ** عَزَّوَجَلَّ سے پناہ مانگنے کے باوجود تمہارا پیچھا نہیں چھوڑتا اور غالب آنے کی کوشش کرتا ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کو ہمارے مجاہدے، ہماری قوت اور صبر کا امتحان مقصود ہے یعنی **اللہ** تعالٰی آزماتا ہے کہ تم شیطان سے مقابلہ اور مُحارَبہ (یعنی جنگ) کرتے ہو یا اس سے مغلوب ہو جاتے ہو۔"

(منہاج العابدین، العائق الثالث: الشیطٰن، ص۴۶، ملخصاً)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صلَّی اللّٰہُ تعالٰی علٰی محمَّد

خُلاصۂ کلام

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اب تک کے مطالعے سے ہمیں معلوم ہوا کہ

☆ ریاکاری یقیناً ایک **بُری خصلت** اور بدترین **باطنی مرض** ہے۔

☆ یہ حرام اور جہنم میں لے جانے والا کام ہے۔

☆ قرآنِ پاک اور احادیثِ مبارکہ میں اس کی شدید مذمت کی گئی ہے۔

☆ **ریاکاروں** کو جہنم کی اس وادی میں ڈالا جائے گا جس سے جہنم بھی **پناہ** مانگتا ہے۔

☆ ریا کاری اور اس کا علاج سیکھنا فرض عُلوم میں سے ہے۔

☆ **ریا کاری** سے مُراد یہ ہے کہ ”**بندہ اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ **کی رضا کے علاوہ کسی اور نیت یا اِرادے سے عبادت کرے۔**“

☆ کسی کو ریا کار کہنا جائز نہیں ہے کیونکہ یہ دل کا معاملہ ہے۔

☆ ریا کاری کبھی تو **زبان** کے ذریعے ہوتی ہے اور کبھی **فعل** کے ذریعے۔

☆ ممکنہ طور پر تین چیزوں میں ریا کاری ہوسکتی ہے: (۱) **ایمان** میں (۲) **دُنیوی معاملات** میں (۳) **عبادات** میں۔

☆ **عبادات** میں دو طرح سے **ریا کاری** ہوسکتی ہے: (i) ادائیگی میں ریا کاری، اور (ii) اوصاف میں ریا کاری۔ پھر عبادات میں پایا جانے والا ریا کبھی **خالص** ہوتا ہے اور کبھی **مخلوط** (یعنی ملاوٹ والا)۔

☆ ہمیں چاہئے کہ **عبادت سے پہلے، دوران اور بعد** میں اپنی نیت کی حفاظت کریں۔

☆ نیکیوں کا اظہار بعض صورتوں میں جائز ہے لیکن چھپانا بہتر ہے۔

☆ ریا کی ایک قسم **ریائے خفی** بھی ہے جس سے بچنا بہت دُشوار ہے مگر جسے **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ توفیق دے۔

☆ اگر کسی کے نیک عمل پر اس کی تعریف کی جائے تو اس کا **خوش** ہونا فطری بات ہے۔ لیکن یاد رکھئے کہ اپنی تعریف پر خوش ہونے کی بھی **صورتیں** ہیں، چنانچہ یہ خوشی کبھی **محمود** ہوتی ہے اور کبھی **مذموم**۔

☆ گناہوں سے بچنے میں بھی **ریا کاری** ممکن ہے کیونکہ گناہ سے بچنا بھی نیکی ہے۔

☆ ریا کاری کے خوف سے نیک عمل چھوڑنا **دانشمندی** کی بات نہیں کیونکہ اس طرح ہم **اخلاص**

اور نیکی دونوں کے ثواب سے **محروم** ہو جائیں گے۔

☆ ریا کاری کا دل میں صرف خیال آنا اور طبیعت کا اس طرف مائل ہونا **نقصان دہ** نہیں ہے کیونکہ **شیطان** تو ہر انسان پر مسلّط ہے یہ انسان کے بس میں نہیں ہے کہ وہ **شیطانی وسوسوں** کو دل میں **داخل** ہی نہ ہونے دے۔

☆ ریا کار کی تین **علامتیں** ہیں: (1) **تنہائی** میں ہو تو عمل میں **سستی** کرے اور لوگوں کے سامنے ہو تو **جوش** دکھائے، (2) اس کی **تعریف** کی جائے تو عمل میں **اضافہ** کر دے اور (3) اگر **مذمت** کی جائے تو عمل میں **کمی** کر دے۔

☆ اگر یہ علامتیں ہم میں پائی جائیں تو فوراً سے **پیشتر توبہ** کر لینی چاہئے اور حُصولِ **اخلاص** کی **کوششوں** میں لگ جائیں کہ کہیں توبہ سے پہلے **موت** نہ آجائے اور ہمیں **ریا کاری** کے اُخروی **نقصانات** کا سامنا کرنا پڑے۔

☆ ریا کاری سے پیچھا چھڑانا دُشوار ضرور ہے **ناممکن** نہیں۔

☆ ریا کاری کی بیماری سے شفا کے لئے درجِ ذیل دس علاج بہت مُفید ہیں۔

﴿پہلا علاج﴾ **اللہ تعالیٰ سے مدد طلب کیجئے** ﴿دوسرا علاج﴾ ریا کاری کے نقصانات **پیشِ نظر** رکھئے ﴿تیسرا علاج﴾ اسباب کا خاتمہ کیجئے ﴿چوتھا علاج﴾ اخلاص اپنا لیجئے ﴿پانچواں علاج﴾ نیّت کی حفاظت کیجئے ﴿چھٹا علاج﴾ دورانِ عبادت شیطانی وسوسوں سے بچئے ﴿ساتواں علاج﴾ تنہائی ہو یا ہُجوم یکساں عمل کیجئے ﴿آٹھواں علاج﴾ نیکیاں چھپایئے ﴿نواں علاج﴾ اچھی صحبت اختیار کیجئے ﴿دسواں علاج﴾ اَوراد و وَظائِف کا مَعْمُول بنا لیجئے۔

☆ تفصیل یاد رکھنے کے لئے اس کتاب کا پھر سے مطالعہ کر لیجئے۔

''میرا ہر عمل بس تِرے واسطے ہو'' کے اکیس حُرُوف کی نسبت سے 21 حکایات

(1) اخلاص کا انعام

تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نُبوت، مَخزنِ جودوسخاوت، پیکرِ عظمت وشرافت، مَحبوبِ رَبُّ العزت، محسنِ انسانیت صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہ وسلَّم کا فرمانِ عظمت نشان ہے کہ ''گزشتہ زمانے میں تین آدمی کہیں جارہے تھے، رات گزارنے کے لئے انھیں ایک غار کا سہارا لینا پڑا۔ وہ غار میں داخل ہوئے تو پہاڑ سے ایک چٹان لڑھک کر غار کے منہ پر آ گئی، جس سے غار کا منہ بند ہوگیا۔ انھوں نے باہم طے کیا کہ اس چٹان سے نجات کا ایک ہی طریقہ ہے کہ ہم اپنے اپنے نیک اعمال کا وسیلہ **اللہ** تعالٰی کی بارگاہ میں پیش کرکے دُعا مانگیں۔

اُن میں سے ایک نے عرض کی، ''یاالٰہی عَزَّوَجَلَّ! میرے ماں باپ بوڑھے ہوگئے تھے، اور میں ان سے پہلے اپنے بچوں اور خدّام کو دودھ نہیں دیا کرتا تھا۔ ایک دن میں لکڑیوں کی تلاش میں دور نکل گیا۔ جب واپس لوٹا تو دیکھا کہ والدین سو چکے ہیں، میں ان کے لئے دودھ لایا لیکن انھیں جگانا مناسب نہ سمجھا، اور نہ ان سے پہلے اہل وعیال کو دودھ پلانا پسند آیا۔ بچے میرے پاؤں میں بلکتے رہے، لیکن میں تمام رات دودھ کا پیالہ ہاتھ میں لئے کھڑا رہا۔ یہاں تک کہ صبح ہوگئی۔ پھر میرے والدین نے دودھ پیا۔ اے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ! اگر میں نے یہ عمل **تیری رضا** کے لئے کیا ہو تو، تُو ہم

سے اس چٹان کی مصیبت کو دور فرما دے۔'' چٹان تھوڑی سی سرک گئی لیکن وہ ابھی باہر نہ نکل سکتے تھے۔

دوسرے نے عرض کی، ''یاالٰہی عَزَّوَجَلَّ! مجھے اپنی چچازاد بہن سے محبت تھی، میں نے اُس سے بُری خواہش کا اظہار کیا لیکن اس نے انکار کر دیا۔ یہاں تک کہ وہ قحط سالی کا شکار ہو کر میرے پاس آئی، میں نے اسے 100 دینار اس شرط پر دیئے کہ وہ میرے ساتھ تنہائی میں جائے، وہ رضامند ہوگئی، جب ہم تنہائی میں پہنچے تو اس نے کہا: ''**اللہ** عَزَّوَجَلَّ سے ڈر اور یہ گناہ مت کر۔'' یہ سن کر میں اس گناہ سے باز آ گیا اور وہ دینار بھی اسے دے دیئے۔ اے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ! اگر میرا یہ **عمل محض تیری رضا کے لئے تھا**، تو ہم سے یہ مصیبت دور کر دے۔'' چٹان کچھ اور سرک گئی لیکن ابھی بھی باہر نکلنا ممکن نہ تھا۔

تیسرے نے عرض کی: ''یاالٰہی عَزَّوَجَلَّ! میں نے کچھ آدمیوں کو مزدوری پر لگایا، پھر ایک کے سوا سب اپنی مزدوری لے گئے، میں نے اس کی مزدوری کو کاروبار میں لگا دیا، یہاں تک کہ اس کا مال بہت زیادہ ہو گیا۔ کچھ عرصے کے بعد وہ میرے پاس آیا اور اپنی مزدوری کا مطالبہ کیا۔ میں نے کہا کہ ''یہ جتنے اونٹ، گائے، بکری اور غلام وغیرہ دیکھ رہا ہے، یہ سب تیرے ہیں۔'' اس نے کہا، ''آپ میرے ساتھ مذاق کرتے ہیں؟'' میں نے کہا، ''نہیں، میں مذاق نہیں کر رہا ہوں (بلکہ یہ حقیقت ہے)۔'' یہ سن کر وہ تمام مال لے کر چلا گیا، اور اس میں سے کچھ نہ چھوڑا۔ اے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ! اگر

میرا یہ عمل محض تیری رضا کے لئے تھا تو ہمیں اس پریشانی سے نجات دلا دے۔'' اس کی دعا کے ساتھ ہی چٹان ہٹ گئی اور وہ اپنی منزل کی جانب روانہ ہوگئے۔(صحیح مسلم، کتاب الذکر والدعا......الخ،باب قصة اصحاب الغار......الخ، الحدیث۲۷۴۳،ص۱۴٦۵)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! دیکھا آپ نے غار میں قید ہوجانے والوں کو **اِخلاص** کے ساتھ کئے گئے نیک اعمال کی کیسی برکتیں نصیب ہوئیں۔

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صلَّی اللّٰہُ تعالٰی علٰی محمَّد

(2) میں اپنی نیت کو حاضر نہیں پاتا

حضرتِ سیدنا علی بن حسن رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما فرماتے ہیں: ''عبدالملک بن مروان نے ایک شخص کو حاکم بنا کر مدینہ منورہ زَادَھَا اللّٰہُ شَرَفًا وَّتَعْظِیْمًا بھیجا تاکہ وہ بیعت وغیرہ کا سلسلہ کرے اور انتظامات سنبھالے۔'' چنانچہ میں حضرت سیدنا سالم بن عبداللہ، حضرت سیدنا قاسم بن محمد اور حضرت سیدنا ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے پاس گیا اور ان سے کہا: ''آؤ ہم سب اپنے شہر کے نئے حاکم کے پاس چلتے ہیں تاکہ اس سے ملاقات کریں اور اسے اِعتماد میں لیں۔'' چنانچہ ہم اس حاکم کے پاس گئے اور اسے سلام کیا، اس نے ہمیں اپنے پاس بلایا اور کہا: ''تم میں سعید بن مسیّب (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کون ہے؟'' حضرت سیدنا قاسم بن محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جواب دیا: ''سعید بن مسیّب (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) اُمراء سے تعلق نہیں رکھتے انہوں نے مسجد میں رہنے کو لازم کرلیا ہے، وہ ہر

وقت دربارِالٰہی عَزَّوَجَلَّ میں مشغولِ عبادت رہتے ہیں، دنیاداروں سے انہیں کوئی غرض نہیں، وہ اُمراء کے درباروں میں جانا پسند نہیں فرماتے۔''

اُس حاکم نے کہا: ''تم لوگ اسے میرے پاس آنے کی ترغیب دلاؤ اور اسے میرے پاس ضرور لے کر آنا، **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی قسم! اگر وہ نہ آیا تو مَیں اسے ضرور **قتل** کر دوں گا۔'' اس حاکم نے تین مرتبہ قسم کھا کر ان الفاظ کے ساتھ قتل کی دھمکی دی۔

حضرت سیدنا قاسم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ اس ظالم حکمران کی یہ دھمکی سن کر ہم بہت پریشان ہوئے اور واپس چلے آئے۔ مَیں سیدھا مسجد میں گیا اور حضرت سیدنا سعید بن مسیّب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس پہنچا، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک ستون سے ٹیک لگائے بیٹھے تھے۔ میں نے انہیں ساری صورتحال سے آگاہ کیا اور عرض کی: ''حضور! میری تو رائے یہ ہے کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ **عمرہ** کرنے چلے جائیں اور کچھ عرصہ مکۂ مکرمہ میں گزاریں تاکہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس شریر حاکم کی نظروں سے اوجھل رہیں اور معاملہ رفع دفع ہو جائے۔''

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواباً ارشاد فرمایا: ''مَیں اس عمل میں اپنی **نیت** حاضر نہیں پاتا اور میرے نزدیک سب سے زیادہ پسندیدہ عمل وہ ہے جو **خلوصِ نیت** سے ہو اور صرف **رضائے الٰہی** عزوجل کے لئے ہو۔'' (عیون الحکایات، ص۲۵۸)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صلَّی اللّٰہُ تعالٰی علٰی محمَّد

﴿3﴾ مسلسل چالیس سال تک روزے

حضرتِ سَیِّدُ نا داؤد طائی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مسلسل چالیس سال تک روزے رکھتے رہے مگر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے **اِخلاص** کا یہ **عالَم** تھا کہ اپنے گھر والوں تک کو خبر نہ ہونے دی۔ کام پر جاتے ہوئے دوپہر کا کھانا ساتھ لے لیتے اور راستے میں کسی کو دے دیتے، مغرِب کے بعد گھر آ کر کھانا کھالیا کرتے۔

(فیضان سنّت، ج ١، ص ١٤٤٥ بحوالہ مَعْدِنِ اَخلاق حصّہ اول ص ١٨٢)

صَلُّو ا عَلَی الْحَبِیب ! صلَّی اللّٰہُ تعالٰی علٰی محمَّد

﴿4﴾ نیکیاں چھپانے والا غلام

ایک شخص نے ایک غلام خریدا۔ اس غلام نے کہا کہ اے میرے آقا! میں تین شرطیں لگاتا ہوں:

(1) آپ مجھے فرض **نماز** سے منع نہیں کریں گے، جب اس کا وقت آجائے۔

(2) آپ مجھے دن کو جو چاہیں **حکم** دیں، رات کو **حکم** نہیں کریں گے۔

(3) اپنے گھر میں میرے لئے ایک کمرہ **جدا** کر دیں، جس میں میرے سوا کوئی دوسرا داخل نہ ہو۔

اس آدمی نے کہا میں نے یہ **شرطیں** قبول کیں۔ پھر اس آدمی نے کہا کہ اپنے لئے کمرہ پسند کرلو۔ چنانچہ غلام نے ایک خراب سا ٹوٹا پھوٹا کمرہ پسند کرلیا۔ اس پر آدمی نے کہا کہ اے غلام! تو نے خراب وخستہ کمرہ کیوں پسند کیا؟ غلام نے جواب دیا،

میرے آقا! کیا آپ نہیں جانتے کہ ٹوٹا پھوٹا کمرہ بھی **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی **یاد** اور اس کے **ذکر** کی برکت سے باغ بن جاتا ہے۔ چنانچہ وہ غلام دن کو اپنے آقا کی خدمت کرتا اور رات کو **اللہ** تعالیٰ کی **عبادت** کرتا۔

کچھ مدت کے بعد ایک رات کو اس کا آقا گھر میں چلتے چلتے غلام کے کمرے میں پہنچ گیا تو دیکھا کہ کمرہ **روشن** ہے اور غلام **اللہ** تعالیٰ کی بارگاہ میں سجدہ ریز ہے اور اس کے سر پر آسمان و زمین کے درمیان ایک روشن قندیل لٹکی ہوئی ہے اور وہ اللہ رب العلمین کی بارگاہ میں عاجزی انکساری کے ساتھ **مناجات** کر رہا ہے کہ اے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ! تو نے مجھ پر میرے آقا کا حق اور دن کو اسکی خدمت لازم کردی ہے، اگر یہ مصروفیت نہ ہوتی تو میں دن رات صرف تیری **عبادت** میں مصروف رہتا اسلئے اے میرے رب عَزَّوَجَلَّ! میرا عذر قبول فرمالے۔ آقا اسے دیکھتا رہا یہاں تک کہ صبح ہوئی اور روشن قندیل واپس چلی گئی اور مکان کی چھت مل گئی۔

یہ سارا منظر دیکھ کر آقا واپس آگیا اور سب ماجرا اپنی بیوی کو سنایا۔ دوسری رات وہ اپنی بیوی کو بھی ساتھ لے کر غلام کے دروازے پر آیا تو دیکھا کہ غلام سجدے میں پڑا ہے اور **قندیل** اس کے سر پر ہے وہ دونوں کھڑے ہوئے یہ سب منظر دیکھ رہے تھے اور **رو** رہے تھے۔ آخرِ کار صبح ہوئی تو انہوں نے غلام کو بلا کر کہا ''تم **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی خاطر آزاد ہو، تاکہ تم جو عذر پیش کررہے تھے، وہ دور ہو جائے اور تم یکسوئی کے ساتھ **اللہ** تعالیٰ کی **عبادت** کرسکو۔ غلام نے یہ سن کر اپنا سر آسمان کی

طرف اٹھایا اور کہا ''اے صاحبِ راز ! راز تو کھل گیا، اب **راز کھلنے** کے بعد میں زندگی نہیں چاہتا۔'' پس اسی وقت وہ غلام گرا اور اس کی روح قفسِ عنصری سے پرواز کر گئی۔

(مکاشفة القلوب،الباب الحادی عشر،بیان فی طاعة اللّٰہ و محبة رسولہ صلی اللہ علیہ وسلم،ص ۳۹)

صَلُّو ا عَلَی الْحَبِیب ! صلَّی اللّٰہُ تعالٰی علٰی محمَّد

(5) اللّٰہ تعالٰی کے لیے معاف کیا

حضرت سیِّدُنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے **ایک شخص** کو اپنے دُرّے سے مارا پھر فرمایا: مجھ سے اِس کا بدلہ لو۔ اس نے عرض کیا: میں نے **اللّٰہ** تعالٰی کے لیے اور آپ کی خاطر معاف کر دیا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: یہ تو کچھ بھی نہ ہوا یا تو میرے لیے معاف کرو تا کہ مجھ پر احسان ہو یا صرف **اللّٰہ** تعالٰی کے لیے چھوڑ دو۔ اس نے عرض کیا: میں نے صرف **اللّٰہ** تعالٰی کے لیے معاف کیا۔ آپ نے فرمایا: ہاں اب بات ہوئی ہے۔ (الحدیقة الندیة،المبحث السابع ......الخ،ص ۵۲۹)

میٹھے میٹھے اِسلامی بھائیو! اِس حکایت سے ہمیں یہ مَدَنی درس ملا کہ ہر نیک عمل خالصتاً ''رضائے الٰہی'' کیلئے ہو، نیت ''غیر'' کی آمیزش سے پاک ہو تا کہ وہ بارگاہِ خداوندی میں شرفِ قبولیت پا جائے اور ہمارے لیے توشۂ آخرت بنے۔ ع

جس کا عمل ہے بے غرض اُس کی جزا کچھ اور ہے

صَلُّو ا عَلَی الْحَبِیب ! صلَّی اللّٰہُ تعالٰی علٰی محمَّد

(6) ماں کا حکم نفس پر کیوں گراں گزرا؟

حضرت سیدنا ابو محمد مرتعش رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا، ''میں نے بہت سے حج کئے

اوران میں سے اکثر سفر کسی قسم کا زادِراہ لئے بغیر کئے۔ پھر مجھ پر آشکار ہوا کہ یہ سب تو میری خواہشِ نفسانی سے آلودہ تھے کیونکہ ایک مرتبہ میری ماں نے مجھے گھڑے میں پانی بھر کر لانے کا حکم دیا تو میرے نفس پر ان کا حکم گراں گزرا، چنانچہ میں نے سمجھ لیا کہ سفرِ حج میں میرے نفس نے میری موافقت فقط اپنی لذت کے لئے کی اور مجھے دھوکے میں رکھا کیونکہ اگر میرا نفس فنا ہو چکا ہوتا تو آج ایک حقِ شرعی پورا کرنا اسے بے حد دشوار کیوں محسوس ہوتا؟'' (الرسالۃ القشیریۃ ،ص ۱۳۵)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اِس سے پتا چلا کہ بسا اوقات نفس نیکیوں کے پردے میں بھی اپنا کام کر دِکھاتا ہے وہ اِس طرح کہ جس نیک کام میں یہ لذت محسوس کرتا اور اپنی خواہش پُوری ہوتے دیکھتا ہے اسے کرنے پر بخوشی تیار ہو جاتا ہے اور جس نیک کام میں اِس کے لیے کوئی کشش (charm) نہ ہو اس میں گرانی کا مظاہرہ کرتا ہے۔ ؎

او شہد نمائے زہر در جام

گُم جاؤں کدھر تری بدی سے (حدائقِ بخشش)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صلَّی اللّٰہُ تعالٰی علٰی محمَّد

(7) پہلی صف چھوٹ جانے پر پریشانی کیوں؟

سیدنا امام محمد غزالی علیہ رحمۃ اللہ القوی کیمیائے سعادت میں نقل فرماتے ہیں کہ ایک بزرگ نے ارشاد فرمایا کہ میں نے تیس برس کی نماز قضا کی جسے میں نے ہمیشہ پہلی صف میں کھڑے ہو کر ادا کیا تھا۔ اسکا باعث یہ ہوا کہ ایک دن مجھے کسی وجہ سے

تاخیر ہوگئی تو آخری صف میں جگہ ملی۔ میں نے اپنے دل میں اِس بات سے شرم محسوس کی کہ ''لوگ کیا کہیں گے کہ یہ آج اتنی دیر سے آیا ہے؟'' اُس وقت میں سمجھا کہ ''یہ سب لوگوں کے دِکھانے کے لیے تھا کہ وہ مجھے پہلی صف میں دیکھیں'' (چنانچہ یہ تمام نمازیں اَکارت گئیں اور میں نے ان کی قضا لوٹائی) (کیمائے سعادت، ج ۲ ، ص ۸۷۶)

اللہ اکبر! ہمارے اَسلاف ِکرام رحمہم اللہ السلام کا جذبۂ اِخلاص صد مرحبا! فقط ایک ''خطرۂ دِلی'' کی بنا پر تیس برس کی نمازوں کو رائیگاں تصور کر کے ان کی قضا لوٹائی اور ایک طرف ہم ہیں کہ ان کی غلامی کا دَم بھرتے ہیں اور حال یہ ہے کہ اوّل تو ''کِشتِ قلب (یعنی دل کی کھیتی)''، ''ذوقِ عبادت'' کے ''بیج'' سے خالی اور جیسے تیسے کر کے عبادت کر بھی لی تو ''اِخلاص کے پانی'' سے سیرابی مفقود بلکہ ''نام ونمود کی آفتِ بد'' سے ''فصلِ عبادت'' تباہ کر بیٹھتے ہیں۔ع

کھا گئی سب نیکیوں کو خواہشِ نام ونمود

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صلَّی اللّٰہُ تعالٰی علٰی محمَّد

{8} اِخلاص فروش

حضرت سیدنا مبارک بن فُضالہ رضی اللہ تعالٰی عنہ حضرت سیدنا حسن رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کرتے ہیں: ''کسی علاقے میں ایک بہت بڑا درخت تھا، لوگ اس کی پوجا کیا کرتے تھے اور اس طرح اس علاقے میں کفر وشرک کی وبا بہت تیزی سے پھیل رہی تھی۔ ایک مسلمان شخص کا وہاں سے گزر ہوا تو اسے یہ دیکھ کر بہت غُصّہ آیا کہ

یہاں غیر **اللہ** کی عبادت کی جارہی ہے۔ چنانچہ وہ جذبۂ توحید سے معمور بڑی غضبناک حالت میں کلہاڑا لے کر اس درخت کو کاٹنے چلا، اس کے ایمان نے یہ گوارا نہ کیا کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے سوا کسی اور کی عبادت کی جائے۔ اسی جذبہ کے تحت وہ درخت کاٹنے جارہا تھا کہ شیطان مردود اس کے سامنے اِنسانی شکل میں آیا اور کہنے لگا: ''تُو اتنی غضبناک حالت میں کہاں جارہا ہے؟'' اس مسلمان نے جواب دیا: ''میں اس درخت کو کاٹنے جارہا ہوں جس کی لوگ عبادت کرتے ہیں۔'' یہ سُن کر شیطان مردود نے کہا: ''جب تُو اس درخت کی عبادت نہیں کرتا تو دوسروں کا اس درخت کی عبادت کرنا تجھے کیا نقصان دیتا ہے؟ تُو اپنے اس ارادے سے باز رہ اور واپس چلا جا۔'' اس مسلمان نے کہا: ''میں ہرگز واپس نہیں جاؤں گا۔'' معاملہ بڑھا اور شیطان نے کہا: ''میں تجھے وہ درخت نہیں کاٹنے دوں گا۔''

چنانچہ دونوں میں کُشتی ہوگئی اور اس مسلمان نے شیطان کو پچھاڑ دیا، پھر شیطان نے اسے لالچ دیتے ہوئے کہا: ''اگر تُو اس درخت کو کاٹ بھی دے گا تو تجھے اس سے کیا فائدہ حاصل ہوگا۔ میرا مشورہ ہے کہ تو اس درخت کو نہ کاٹ، اگر تُو ایسا کرے گا تو روزانہ تجھے اپنے تکیے کے نیچے سے دو دینار ملا کریں گے۔'' وہ شخص کہنے لگا: ''کون میرے لئے دو دینار رکھا کرے گا۔'' شیطان نے کہا: ''میں تجھ سے وعدہ کرتا ہوں کہ روزانہ تجھے اپنے تکیے کے نیچے سے دو دینار ملا کریں گے۔'' وہ شخص شیطان کی اِن لالچ بھری باتوں میں آگیا اور دو دینار کی لالچ میں اس نے درخت

کاٹنے کا ارادہ ترک کیا اور واپس گھر لوٹ آیا۔ پھر جب صبح بیدار ہوا تو اس نے دیکھا کہ تکیے کے نیچے دو دینار موجود تھے۔

پھر دوسری صبح جب اس نے تکیہ اٹھایا تو وہاں دینار موجود نہ تھے، اسے بڑا غُصّہ آیا اور کلہاڑا اٹھا کر پھر درخت کاٹنے چلا۔ شیطان پھر انسان کی شکل میں اس کے پاس آیا اور کہا: ''کہاں کا ارادہ ہے؟'' وہ کہنے لگا: ''مَیں اس درخت کو کاٹنے جارہا ہوں جس کی لوگ عبادت کرتے ہیں، میں یہ برداشت نہیں کرسکتا کہ لوگ غیرِ خدا کی عبادت کریں، لہٰذا میں اس درخت کو کاٹ کر ہی دَم لوں گا۔'' شیطان نے کہا: ''تُو جھوٹ بول رہا ہے، اب تُو کبھی بھی اس درخت کو نہیں کاٹ سکتا۔'' چنانچہ شیطان اور اس شخص کے درمیان پھر سے کُشتی شروع ہوگئی۔ اِس مرتبہ شیطان نے اس شخص کو بری طرح پچھاڑ دیا اور اس کا گلا دبانے لگا، قریب تھا کہ اس شخص کی موت واقع ہو جاتی۔ اس نے شیطان سے پوچھا: ''یہ تو بتا کہ تُو ہے کون؟'' شیطان نے کہا: ''میں ابلیس ہوں اور جب تُو پہلی مرتبہ درخت کاٹنے چلا تھا تو اس وقت بھی میں نے ہی تجھے روکا تھا لیکن اس وقت تُو نے مجھے گرادیا تھا اس کی وجہ یہ تھی کہ اس وقت تیرا غصہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے لئے تھا لیکن اس مرتبہ میں تجھ پر غالب آ گیا ہوں کیونکہ اب تیرا غُصّہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے لئے نہیں بلکہ دیناروں کے نہ ملنے کی وجہ سے ہے۔ لہٰذا اب تو کبھی بھی میرا مقابلہ نہیں کرسکتا۔''

(عیون الحکایات، الحکایة العاشرة بعد المائة، حکایة ابلیس والرجل......الخ، ص۱۲۹)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! واقعی انسان بڑی آزمائش میں پڑ جاتا ہے کیونکہ دین کے کاموں میں اِخلاص حاصل ہونا یہ نہایت ہی مشکل امر ہے۔ شیطان اِس قدر مکّاری کے ساتھ انسان کی نیت سے کھیلتا ہے کہ اسے پتا تک نہیں چلتا اور وہ بے چارہ شیطان کے ہاتھوں شکست کھا چکا ہوتا ہے۔ نیز اِس حکایت سے معلوم ہوا کہ مَدَنی کام محض رِضائے اِلٰہی کی نیت سے کرنے والے کو تائیدِ ایزدی حاصل ہوتی ہے جس سے مخلوق کو راضی کرنے کی نیت والا محروم رہتا ہے۔ حضرت فقیہ ابواللیث سمرقندی علیہ رحمۃ اللہ الھادی ارشاد فرماتے ہیں: امر بالمعروف (یعنی نیکی کی دعوت) کرنے والے کو چاہیے کہ اِس عمل سے اللہ تعالیٰ کی رِضا اور دین کی سر بلندی کا قصد کرے، اپنی کوئی ذاتی غرض پیشِ نظر نہ ہو کیونکہ اللہ تبارَک وتعالیٰ کی رضا اور دین کی سر بلندی مقصود ہو گی تو اس عمل کی توفیق اور نُصرتِ خداوندی حاصل ہو گی، اگر کوئی نفسانی غرض آگے رکھی تو اللہ تعالیٰ اسے رسوا (اور ناکام و نامراد) کر دے گا۔

(تنبیہ الغافلین، باب الامر بالمعروف والنھی عن المنکر، صفحہ ۵۰)

مبلغ کو برباد کرنے والے چند شیطانی وار

شیطان کے چند کامیاب ترین وار آشکار کئے جاتے ہیں۔ جنہیں پڑھ کر یا سن کر کسی کو ناگوار بھی گذر سکتا ہے بلکہ غصہ بھی آ سکتا ہے اور جب کوئی ایسی کیفیات اپنے اندر محسوس کرے تو اسے فوراً ''اَعُوْذُ بِاللّٰہِ'' پڑھ کر **اللہ** سے شیطان کے شر سے پناہ مانگنی چاہیے۔

(۱) مُبلّغ کے دل میں بعض اوقات یہ بات آتی ہے کہ میں تو بہت اچھا بیان کرتا ہوں۔ لوگ میری تعریف کیوں نہیں کرتے؟ میری واہ واہ کیوں نہیں کی جاتی؟ (۲) اس کے دل میں یہ خواہش پیدا ہونے لگتی ہے کہ چونکہ میں مُبلّغ ہوں، لوگوں کو چاہیے کہ جب میں ان کے پاس پہنچوں تو میرے احترام کے لئے کھڑے ہو جایا کریں۔ (۳) مجھے اچھی اور نمایاں جگہ پر بٹھائیں۔ (۴) مُعلِن صاحب (یعنی اعلان کرنے والے) میرا نام مَع اَلقاب اچھی طرح پکاریں۔ (۵) میرے اِستقبال کے لئے نعرے لگنے چاہئیں۔ (۶) سامعین سُبْحَانَ اللّٰہ سُبْحَانَ اللّٰہ کہہ کر میرے بیان کی داد دیں۔ (۷) میرے گلے میں پھولوں کا ہار پہنائیں۔ (۸) میری آؤ بھگت ہو۔ (۹) مجھے کھانا وغیرہ پیش کیا جائے۔ (۱۰) اگر شیرینی وغیرہ تقسیم کی جاتی ہے تو فوراً دل میں خیال آتا ہے کہ مجھے عام لوگوں سے زیادہ ملنی چاہیے۔ (۱۱) مجھے کم از کم چائے تو ملنی ہی چاہیے۔ (۱۲) میری خدمت ہونی چاہیے وغیرہ وغیرہ۔

دُکھتی رگ پر ہاتھ پڑ گیا

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! دُکھتی رگ پر ہاتھ پڑ گیا ہے لیکن آپ انصاف کیجئے کیا یہ ساری خواہشات اس لئے پیدا نہیں ہوتیں کہ آپ کو **"مُبلّغ"** بننے کا شرف حاصل ہوا ہے۔ سامعین کے دل میں یہ خواہشات کیوں پیدا نہیں ہوتیں؟ آخر اس کارِ عظیم کے صلہ اور اجر کی عوام سے کیوں توقُّع کی جارہی ہے؟ جب آپ کے استقبال کو کوئی نہیں اٹھتا، سواری پیش نہیں کی جاتی، تعظیم کی جگہ پر نہیں بٹھایا جاتا، چائے، پانی،

کھانا وغیرہ پیش نہیں کیا جاتا تو رنجیدہ کیوں ہو جاتے ہیں؟ اور اس طرح کے شکوہ سے آپ کیا چاہتے ہیں؟ جیسا کہ بعض مُبلِّغین کہہ ڈالتے ہیں کہ میں کیا کروں مجھے تو لِفٹ ہی نہیں ملی یا لوگوں نے پانی تک کو نہیں پوچھا، مجھے تو آنے جانے کا کرایہ بھی پلے سے دینا پڑا وغیرہ وغیرہ۔

دل کا چور پکڑا گیا

اسلامی بھائیو! کیا یہ شکوہ آپ کے دل میں چھپے ہوئے چور کو ظاہر نہیں کر رہا کہ آپ نے بیان **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی رضا کے لئے نہیں اپنی واہ واہ کے لئے، چائے پانی کے لئے اور آؤ بھگت کرانے کے لئے کیا تھا۔ ذرا ماضی میں جھانک کر **اَسلاف کا کردار** دیکھئے کہ نیکی کی دعوت کی راہ میں کیسی کیسی صعوبتیں برداشت کرتے تھے اور اس کے باوجود کس قدر عاجزی کا مظاہرہ کرتے تھے اور طلبِ جاہ (یعنی عزّت کی خواہش) سے کس قدر بچتے تھے۔

ابھی مُبلِّغ کے دل میں پیدا ہونے والی جن خواہشات کا ذکر ہوا، ان سے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ ہمیں محفوظ فرمائے اور اِخلاص عطا فرمائے البتہ یہ چیزیں ہماری خواہش کے بغیر ہمیں مل جائیں تو پھر اس میں ہمارا کوئی قصور نہیں۔ مثلاً ہمارے مطالبہ کے بغیر کوئی سواری اپنی مرضی سے پیش کرے تو قبول کر سکتے ہیں۔ اسی طرح تعظیم وغیرہ کے دیگر معاملات ہیں۔ ان معاملات میں اپنے دل کو **اللہ** عَزَّوَجَل سے ڈراتے رہیں کہ کہیں ریاکاری نہ پیدا ہو جائے۔

سراپا عاجزی کا نمونہ بن جائیں

پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی پیاری پیاری سنتوں کو عام کرنے کا جذبہ رکھنے والے دیوانو! حتی الامکان اپنی رفتار میں گفتار میں اور پورے کردار میں تواضُع پیدا کرنے کی کوشش کیجئے۔آپ **اللہ** عَزَّوَجَل کے لئے عاجزی پیدا کریں۔اِن شآء اللہ عَزَّوَجَل عظمت وسربلندی خود آپ کے قدم چومے گی۔جب بھی کوئی آپ کو بیان کی دعوت پیش کرے تو بغیر کسی طمع کے قبول کرلیا کریں۔ہاں اگر کوئی عذر ہے تو پھر دوسری بات ہے۔اس خواہش کو اپنے دل میں ہرگز ہرگز جگہ نہ دیں کہ آپ کی سواری کا انتظام کردیا جائے اور آپ کو عزت کے ساتھ لے جایا جائے بلکہ **اللہ** عَزَّوَجَل کے احکام اس کے پیارے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی سنتیں سیکھنے سکھانے کے لئے خود ہی پہنچ جایا کریں۔

جس کا عمل ہو بے غرض اس کی جزا کچھ اور ہے

کوئی بلاتا تو بزرگانِ دین بلاتکلف بیان کے لئے پہنچ جاتے

بزرگانِ دین کی خدمت میں جب بیان وغیرہ کی درخواست کی جاتی تو یہ حضرات بلاتکلف تشریف لے جایا کرتے ۔چنانچہ حضرت سیدنا سفیان ثوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جب رملہ میں آئے تو حضرت ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے انہیں پیغام بھیجا کہ ہمارے ہاں آؤ اور ہمیں درس حدیث سناؤ۔حضرت ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے کسی نے کہا،آپ حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جیسے مُحدِّث اور زبردست

عالم اور بزرگ کو کہتے ہیں کہ آپ کے پاس چل کر آئیں۔ آپ نے فرمایا: ہاں میں تمہیں حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ تعالی علیہ کی شدت تواضع دکھلانا چاہتا ہوں ۔ پھر حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ تعالی علیہ آئے اور ان کو حدیثِ پاک سنائی۔

(تنبیہ المغترین،الباب الرابع،ومن اخلاقیم زیادتہم......الخ،ص۲۲۸)

اے ہمارے پیارے اللہ عَزَّوَجَلَّ! ہمیں ہر عمل میں اخلاص عطا فرما اور ریاکاری کی مذموم بیماری سے ہماری حفاظت فرما کر ہمیں ہر عمل صرف اپنی رضا کی خاطر کرنے کی توفیق عطا فرما اور ہمیں اپنے مخلص بندوں میں شامل فرما۔

(آمین بجاہ النبی الامین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم)

؎ میرا ہر عمل بس ترے واسطے ہو کر اِخلاص ایسا عطا یا الٰہی عزوجل

صَلُّو ا عَلَی الْحَبِیب ! صلَّی اللّٰہُ تعالٰی علٰی محمَّد

(9) کپڑا خدا عزوجل کے لئے پہنا ہے

حضرت داؤد طائی علیہ رحمۃ اللہ القوی نے ایک مرتبہ کپڑا اُلٹا پہن لیا تو لوگوں نے کہا کہ آپ اس کو اس حالت سے بدل کیوں نہیں دیتے ،اس پر انہوں نے فرمایا کہ میں نے اس کو خدا کے لئے پہنا ہے اس لئے میں نہ بدلوں گا۔

(تنبیہ المغترین،ص۲۶)

صَلُّو ا عَلَی الْحَبِیب ! صلَّی اللّٰہُ تعالٰی علٰی محمَّد

(10) نیکی کا بدلہ

ایک شخص حضرت سفیان ثوری علیہ رحمۃ اللہ القوی کے پاس کوئی تحفہ لایا۔ آپ

نے اسے لینے سے انکار کرتے ہوئے فرمایا کہ میں تجھ سے یہ تحفہ نہیں لے سکتا، کیونکہ ہوسکتا ہے کہ کبھی تو نے مجھ سے علم کی کوئی بات سیکھی ہو اور یہ تحفہ اس نیکی کا بدلہ بن جائے، نتیجتاً میں ثواب سے محروم ہو جاؤں گا۔اس نے عرض کی حضور! میں نے کبھی بھی آپ سے علمِ دین نہیں سیکھا۔آپ نے فرمایا،''ہاں، یاد آیا تیرے بھائی نے مجھ سے علم دین سیکھا تھا۔'' یہ کہہ کر اسے واپس لوٹا دیا۔

(کمیائے سعادت،فصل نشاط عبادت همیشه ریا نبود،ج۲،ص ۷۰۰)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صلَّی اللّٰہُ تعالٰی علٰی محمَّد

(11) ثواب ہی کافی ہے

حضرت سیدنا عبدالرحمٰن بن عمر اوزاعی علیہ رحمۃ اللہ القوی نے ایک روز خلیفہ ابو جعفر منصور کو اس کے مطالبے پر کچھ نصیحتیں فرمائیں۔جب حضرت سیدنا امام اوزاعی علیہ رحمۃ اللہ القوی وہاں سے جانے لگے تو خلیفہ منصور نے تحائف اور رقم وغیرہ آپ کی خدمت میں پیش کرنا چاہی مگر آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے تحائف وہَدایا لینے سے انکار کر دیا اور فرمایا:''مجھے ان چیزوں کی ضرورت نہیں کیونکہ میں اپنی دینی نصیحتوں کو دنیوی حقیر مال کے بدلے فروخت نہیں کرنا چاہتا،(یعنی مجھے میرے رب عزوجل کی طرف سے ملنے والا اجر ہی کافی ہے۔)(عیون الحکایات،الحکایة العشرون،نصائح الاوزاعی للمنصور،ص ٤٥)

میرا ہر عمل بس ترے واسطے ہو
کر اخلاص ایسا عطا یا الٰہی

پیارے اِسلامی بھائیو! دیکھا آپ نے کہ ہمارے بزرگانِ دین رَحِمَھُمُ اللّٰہُ الْمُبِیْن تعلیم وتعلّم اور تبلیغ واِشاعتِ دین کے خالصاً لِوَجْہِ اللہ ہونے کے متعلق کس قدر حسَّاس ہوتے تھے کہ صرف اِس بنا پر کسی کا تحفہ لینے سے انکار کر دیتے تھے کہ کہیں یہ اس کا عوض نہ بن جائے۔

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب ! صلَّی اللّٰہُ تعالٰی علٰی محمَّد

(12) گناہوں کی نحوست

حضرت سیِّدُنا منصور بن عمار علیہ رحمۃ اللہ الغفار ارشاد فرماتے ہیں: میرا ایک اسلامی بھائی تھا جو کہ میرا بہت مُعْتَقِد تھا۔ وہ ہر دُکھ سُکھ میں مجھ سے ملاقات کرتا۔ میں اس کو انتہائی عبادت گزار، تہجد گزار اور گریہ وزاری کرنے والا سمجھتا تھا۔ میں نے کچھ دنوں تک اسے نہ پایا اور مجھے بتایا گیا کہ وہ تو بے حد کمزور ہو گیا ہے۔ میں نے اس کے گھر کے متعلق دریافت کر کے اس کے دروازے پر دَستک دی تو اس کی بیٹی آئی اور پوچھا: ''کس سے ملنا چاہتے ہیں؟'' میں نے کہا: ''فلاں سے۔'' وہ میرے آنے کی اجازت طلب کرنے اندر گئی، پھر لوٹ کر آئی اور کہنے لگی: ''آپ اندر آجائیں۔'' میں نے داخل ہو کر دیکھا کہ وہ گھر کے وسط میں بستر پر لیٹا ہوا ہے۔ چہرہ سیاہ، آنکھیں نیلی اور ہونٹ موٹے ہو چکے ہیں۔ میں نے اسے ڈرتے ڈرتے کہا: ''اے میرے بھائی! '' لَااِلٰـہَ اِلَّا اللّٰـہ '' کی کثرت کرو۔'' اس نے اپنی آنکھیں کھولیں اور بڑی مشکل سے میری طرف دیکھا، پھر اس پر غشی طاری ہو گئی۔ میں نے دوسری مرتبہ یہی تلقین کی تو اس نے مجھے بمشکل آنکھیں کھول کر دیکھا لیکن دوبارہ اس پر غشی طاری ہو گئی۔

جب میں نے تیسری مرتبہ کلمہ پڑھنے کی تلقین کی تو اُس نے اپنی آنکھیں کھولیں اور کہنے لگا: ''اے میرے بھائی! اے منصور! اس کلمہ کے اور میرے درمیان رکاوٹ کھڑی کردی گئی ہے۔'' میں نے کہا: ''لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ'' کہاں گئیں وہ نمازیں، وہ روزے، تہجد اور راتوں کا قیام؟'' تو اس نے مجھے حسرت سے بتایا: ''اے میرے بھائی! **یہ سب اللہ عَزَّوَجَلَّ کی رضا کے لئے نہیں تھے، بلکہ میں یہ عبادتیں اس لئے کیا کرتا تھا تاکہ لوگ مجھے نمازی، روزے دار، اور تہجد گزار کہیں اور میں لوگوں کو دکھانے کے لئے ذکرِالٰہی عَزَّوَجَلَّ کیا کرتا تھا۔** جب میں تنہائی میں ہوتا تو دروازہ بند کرلیتا، بَرَہْنَہ ہوکر شراب پیتا اور نافرمانیوں سے اپنے رب عَزَّوَجَلَّ کا مقابلہ کرتا۔ ایک عرصہ تک میں اِسی طرح کرتا رہا پھر ایسا بیمار ہوا کہ بچنے کی امید نہ رہی، میں نے اپنی اسی بیٹی سے کہا کہ قرآنِ پاک لے کر آؤ، اس نے ایسا ہی کیا، میں مصحف شریف کے ایک ایک حرف کو پڑھتا رہا یہاں تک کہ جب سورۂ یٰسٓ تک پہنچا تو مصحف شریف کو بلند کرکے بارگاہ الٰہی عَزَّوَجَلَّ میں عرض کی: ''اے اللہ عَزَّوَجَلَّ! اس قرآنِ عظیم کے صدقے مجھے شفا عطا فرما، میں آئندہ گناہ نہیں کروں گا۔'' اللہ عَزَّوَجَلَّ نے مجھ سے بیماری کو دور کر دیا۔ جب میں شفایاب ہوا تو دوبارہ لہو ولعب اور لذات وخواہشات میں پڑ گیا۔ شیطان لعین نے مجھے وہ عہد بھلا دیا جو میرے رب عَزَّوَجَلَّ کے اور میرے درمیان ہوا تھا، عرصۂ دراز تک گناہ کرتا رہا، پھر اچانک اسی بیماری میں مبتلا ہو گیا جس میں مَیں نے موت کے سائے دیکھے تو گھر والوں سے کہا کہ مجھے میری عادت کے مطابق وسطِ مکان میں نکال دیں۔ میں نے مصحف شریف منگوا کر پڑھا اور بلند کرکے عرض کی: ''یا اللہ عَزَّوَجَلَّ! اس کی عظمت کا واسطہ جو اس مصحف شریف میں ہے، مجھے

اس مرض سے نجات عطا فرما۔‘‘

اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ نے میری دعا قبول فرمائی اور دوبارہ اس بیماری سے مجھے شفا عطا فرمادی۔ لیکن میں پھر اسی طرح نفسانی خواہشات اور نافرمانیوں میں پڑ گیا یہاں تک کہ اب اس مرض میں مبتلا یہاں پڑا ہوں، میں نے اپنے گھر والوں کو حکم دیا کہ اس دفعہ بھی مجھے وسطِ مکان میں نکال دو جیسا کہ آپ مجھے دیکھ رہے ہیں۔ پھر جب میں مصحف شریف منگوا کر پڑھنے لگا تو ایک حرف بھی نہ پڑھ سکا۔ میں سمجھ گیا کہ **اللّٰہ** تَبَارَکَ وَتَعَالٰی مجھ پر سخت ناراض ہے، میں نے اپنا سر آسمان کی طرف اٹھا کر عرض کی: ’’**یا اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ! اس مصحف شریف کی عظمت کا صدقہ! مجھ سے اس مرض کو زائل فرمادے۔‘‘ تو میں نے ہاتفِ غیبی کی آواز سنی مگر اُسے دیکھ نہ سکا۔ یہ آواز اشعار کی صورت میں تھی، جن کا مفہوم یہ ہے:

’’جب تو بیماری میں مبتلا ہوتا ہے تو اپنے گناہوں سے توبہ کر لیتا ہے اور جب تندرست ہوتا ہے تو پھر گناہ کرنے لگ جاتا ہے۔ تو جب تک تکلیف میں مبتلا رہتا ہے تو روتا رہتا ہے اور جب قوت حاصل کر لیتا ہے تو بُرے کام کرنے لگتا ہے۔ کتنی ہی مصیبتوں اور آزمائشوں میں تو مبتلا ہوا مگر **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ نے تجھے ان سب سے نجات عطا فرمائی۔ اس کے منع کرنے اور روکنے کے باوجود تو گناہوں میں مستغرق رہا اور عرصۂ دراز تک اس سے غافل رہا۔ کیا تجھے موت کا خوف نہ تھا؟ تو عقل اور سمجھ رکھنے کے باوجود گناہوں پر ڈٹا رہا اور تجھ پر جو **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کا فضل وکرم تھا، تُو نے اسے بھلا دیا اور کبھی بھی تجھ پر نہ کپکپی طاری ہوئی، نہ ہی خوف لاحق ہوا۔ کتنی مرتبہ تو نے **اللّٰہ**

عَزَّوَجَلَّ کے ساتھ عہد کیا لیکن پھر توڑ دیا، بلکہ ہر بھلی اور اچھی بات کو تو بھول چکا ہے۔ اس جہانِ فانی سے منتقل ہونے سے پہلے پہلے جان لے کہ تمہارا ٹھکانہ قبر ہے، جو ہر لمحہ تجھے موت کی آمد کی خبر سنا رہی ہے۔''

حضرت سیِّدُنا منصور بن عمار علیہ رحمۃ اللہ الغفار فرماتے ہیں: ''اللہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم! میں اس سے اس حال میں جدا ہوا کہ میری آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے اور ابھی گھر کے دروازے تک بھی نہ پہنچا تھا کہ مجھے بتایا گیا کہ وہ شخص انتقال کر چکا ہے۔ ہم اللہ عَزَّوَجَلَّ سے حُسنِ خاتمہ کی دعا کرتے ہیں کیونکہ بہت سے روزے دار اور راتوں کو قیام کرنے والے برے خاتمے سے دوچار ہو گئے۔

(روض الفائق، المجلس الثانی، ص۱۷)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صَلَّی اللّٰہُ تعالٰی علٰی محمَّد

{13} اچھی نیت کا پھل اور بری نیت کا وبال

منقول ہے کہ دو بھائی تھے، ان میں سے ایک عابد اور دوسرا فاسق تھا۔ عابد کی آرزو تھی کہ وہ شیطان کو اپنی محراب میں دیکھے، ایک دن اس کے پاس انسانی شکل میں ابلیس آیا اور کہنے لگا: ''افسوس ہے تجھ پر! تو نے اپنی عمر کے چالیس سال نفس کو قید اور بدن کو مشقت میں ڈال کر ضائع کر دیئے۔ تمہاری جتنی عمر گزر چکی اتنی ابھی باقی ہے، اپنے نفس کی خواہشات پوری کر کے لذت حاصل کر لے، اس کے بعد دوبارہ توبہ کر لینا اور واپس عبادت کی طرف لوٹ آنا، بے شک اللہ عَزَّوَجَلَّ بخشنے والا مہربان ہے۔'' یہ سن کر عابد نے اپنے دل میں کہا: ''میں نیچے جا کر اپنے بھائی کے پاس بیس

سال لذات حاصل کروں گا اور خواہشات پوری کروں گا پھر توبہ کرلوں گا اور اپنی عمر کے بقیہ بیس سال عبادت میں صَرف کردوں گا'' اب یہ نیچے اُترنے لگا۔ ادھر اس کے گنہگار بھائی نے اپنے نفس سے کہا: ''تو نے اپنی عمر کو نافرمانی میں ضائع کردیا اور تیرا بھائی جنت میں جبکہ تو جہنم میں جائے گا۔ **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کی قسم! میں ضرور توبہ کروں گا اور اپنے بھائی کے ساتھ اوپر والے کمرے میں جا کر اپنی بقیہ عمر عبادت میں گزاروں گا، شاید! **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ مجھے بخش دے۔'' ادھر وہ **توبہ کی نیت** لے کر اوپر کو چڑھنے لگا اور اس کا عابد بھائی **نافرمانی کی نیت** لے کر اترنے لگا کہ اچانک اس کا پاؤں پھسلا اور وہ اپنے بھائی پر گر پڑا اور دونوں سیڑھیوں پر اکٹھے مر گئے۔ اب عابد کا حشر نافرمانی کی نیت پر ہوگا اور گنہگار کا حشر توبہ کی نیت پر ہوگا۔''

پیارے پیارے اسلامی بھائیو! دن رات ہونے والے واقعات سے عبرت پکڑنے کے لئے اپنے دلوں کو فارغ کرلیجئے، کتنے ہی لوگ جو **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ سے دور تھے قریب ہو گئے اور بہت سے قرب والے دور کر دیئے گئے۔ ان کے گھر والوں اور پڑوسیوں نے ان سے جفا کی۔ قُرب حاصل کرنے والوں کے لئے جنت اور دوری اختیار کرنے والوں کے لئے دوزخ ہے تو اے عقل والو! عبرت حاصل کرو۔ بلاشبہ جب عابد ٹھوکر کھا کر پھسلا تو اپنی نیت تبدیل کرنے اور عبادت کے بعد حد سے بڑھنے اور گناہ کرنے پر رویا، وہ **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ سے محبت تو کرتا تھا لیکن اگر اس کی محبت خالص ہوتی تو وہ ضرور وفا کی طرف لوٹتا اور عنقریب جان لے گا کہ اس نے گرنے والے کنارے پر بنیاد رکھی۔ پس اے عقل والو! نصیحت حاصل کرو۔ (روض الفائق، ص۱۶)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صَلَّی اللّٰہُ تعالٰی علٰی محمَّد

(14) گفتگو کا جائزہ

''**مِنہاجُ العابدین**''میں ہے،ایک بار حضرت سیدنا **فضیل بن عیاض** اور حضرت سیدنا **سُفیان ثوری** رَحِمَہُمَا اللّٰہ کی آپس میں مُلاقات ہوئی۔ دیر تک گفتگو کرنے کے بعد حضرت سیدنا سُفیان ثوری علیہ رحمۃ الباری نے **فرمایا**: میں آج کی اِس صُحبت کو بہترین صُحبت تصور کرتا ہوں۔ حضرت سیدنا فضیل بن عیاض علیہ رحمۃ الرزاق نے فرمایا:''میں تو اِسے خطرناک صحبت خیال کرتا ہوں''۔ حضرت سیدنا سفیان ثوری علیہ رحمۃ الباری نے **پوچھا** کیوں؟ حضرت سیدنا فضیل بن عیاض علیہ رحمۃ الرزاق نے **جواب دیا**: کیا ہم دونوں اپنی گفتگو کو مزیّن اور آراستہ نہیں کررہے تھے؟ کیا ہم تکلف اور **رِیا** میں مُبتلا نہیں تھے؟ حضرت سیدنا سفیان ثوری علیہ رحمۃ الباری یہ سُن کر رو پڑے۔

(منہاج العابدین ،ص ۵۳، موئسسة السیروان بیروت)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! مقامِ غور ہے **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کے اِن نیک بندوں کی مُلاقات مُخلصانہ اور اِن کی بات چیت خالِص اِسلامی تھی مگر خوفِ خدا عَزَّوَجَلَّ کے سبب رو رہے تھے کہ کہیں ہماری گفتگو میں **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کی نافرمانی تو نہیں ہوگئی۔

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صلَّی اللّٰہُ تعالٰی علٰی محمَّد

(15) میرا قرض کس نے ادا کیا؟

حضرتِ سیِّدُنا عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ رومیوں کے مقابلہ میں

جہاد کے لئے طَرَسُوس جاتے ہوئے شہر رَقَّہ کے ایک مسافر خانے میں قیام فرماتے تو ایک نوجوان آتا، آپ کی ضروریات پوری کرتا اور کچھ احادیث پڑھ لیتا تھا۔ ایک مرتبہ جب آپ وہاں پہنچے تو وہ نوجوان ملنے نہیں آیا۔ آپ جلدی میں تھے تو لشکر کے ساتھ چلے گئے جب جنگ سے فارغ ہو کر واپس رقہ پہنچے تو لوگوں سے اس کا حال دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ کسی کا اس پر قرض چڑھ گیا تھا، قرض خواہ نے نوجوان کو جیل میں ڈلوا دیا ہے۔ پوچھا: اس پر کتنا قرض ہے؟ لوگوں نے جواب دیا: ''دس ہزار درہم۔'' آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے رات میں قرض خواہ کو اپنے پاس بلوایا اور اسے دس ہزار درہم دے کر قسم دی کہ جب تک عبداللہ زندہ ہے تم اس کے بارے میں کسی کو نہیں بتاؤ گے اور کہا کہ صبح تم اس نوجوان کو قید سے آزاد کروا دینا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس کے بعد وہاں سے روانہ ہو گئے۔ نوجوان جیل سے آزاد ہو کر جب شہر آیا تو آپ کی آمد کی اطلاع ملی اور معلوم ہوا کہ کل یہاں سے روانہ ہو گئے ہیں۔ یہ نوجوان اسی وقت روانہ ہوا اور چند منزل بعد ملاقات ہوگئی، فرمایا: کہاں تھے؟ میں نے تمہیں مسافر خانے میں نہیں دیکھا۔ عرض کی: حضور! قرض کے سبب قید خانے میں تھا۔ فرمایا: پھر تمہیں آزادی کیسے ملی؟ عرض کی: مجھے معلوم نہیں کس نے میرا قرض ادا کر دیا جس کی وجہ سے مجھے رہائی مل گئی۔ فرمایا: اے نوجوان! خدا کا شکر ادا کرو، اللہ رب العزت نے کسی کو تیرا قرض ادا کرنے کی توفیق دے دی ہوگی۔ اس نوجوان کو **اِس حسن سلوک کا پتا اس وقت چلا جب آپ کا وصال ہو چکا تھا۔** (تاریخ بغداد، ج۱۰، ص۱۵۸)

(16) میرا نام ظاہر نہ فرمائیں

حضرت سیدنا **ابواسمٰعیل بن نُجید نیشاپوری** علیہ رحمۃ اللہ القوی ''**علمِ حدیث**'' میں ''**محدث کبیر**'' اور ''**تصوف**'' و ''**عبادات**'' و ''**معاملات**'' میں اپنے زمانے کے ''**شیخ اکبر**''، ''**زُہدوتقویٰ**'' میں ''**یکتائے زمانہ**'' اور اپنے دور کے ''**ولی کامل**'' تھے۔ چنانچہ آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کے احوال وکرامات کو دیکھ کر عام طور پر لوگ کہا کرتے تھے کہ یہ اپنے وقت کے ''**ابدال**'' ہیں ۔ حضرت سیِّدُ نا ابن نُجید رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کے والد بہت مالدار شخص تھے۔ میراث میں آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کو بیشمار مال ملا۔ مگر دولتِ علم وعمل کے اس دھنی نے درہم ودینار کی ساری دولت کو علماء ومشائخ وطلبہ پر نثار کر دیا اور چند ہی دنوں میں میراث کا سارا مال خدا عَزَّوَجَلَّ کی راہ میں خرچ کرڈالا۔ ایک مرتبہ انکے شیخ ابو عثمان حیری علیہ رحمۃ القوی کو مجاہدین کی ضرورت کے لئے کچھ رقم کی ضرورت آن پڑی۔ کہیں سے کچھ انتظام نہ ہوسکا تو شیخ نے سیدنا ابن نُجید رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ سے اس ضرورت کو بیان فرمایا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے فوراً دو ہزار درہموں کی تھیلیاں لاکر شیخ کے قدموں پر ڈال دیں۔ شیخ بیحد خوش ہوئے اور بھری مجلس میں اس کا اعلان فرمادیا اور لوگوں نے خوب واہ واہ کی ۔ مگر ابن نُجید رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کو انتہائی صدمہ ہوا کہ افسوس! میرا یہ عملِ خیر لوگوں پر ظاہر ہو گیا۔ بے تابانہ مجلس سے اُٹھے اور تھوڑی دیر میں پھر واپس آئے اور بھری مجلس میں شیخ سے عرض کیا کہ حضور! مجھے میرا مال واپس کر دیجئے میں ابھی اس کو خدا عَزَّوَجَلَّ کی راہ میں خرچ کرنا نہیں چاہتا۔ شیخ نے فوراً درہموں کی تھیلیاں ابن نُجید رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کے سامنے ڈال دیں اور سیِّدُ نا ابن نُجید رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ

تھیلیاں اُٹھا کر گھر لائے۔ پھر حاضرینِ مجلس میں خوب چہ میگوئیاں ہوئیں۔ مگر جب رات ہوئی اور شیخ اکیلے رہ گئے تو حضرت سیِّدُنا ابن نُجید رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ پھر دو ہزار درہموں کی تھیلیاں لے کر شیخ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ میرے شیخ! **آپ اس مال کو پوشیدہ طور پر خرچ فرمائیں اور میرا نام ہرگز کسی پر ظاہر نہ فرمائیں**۔ یہ سن کر شیخ ابوعثمان علیہ رحمۃ الرحمٰن پر حالت گریہ طاری ہوگئی اور فرمانے لگے کہ ابن نُجید! (رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ) **تیری ہمت پر صد آفرین ہے!**

(بستان المحدثین، جزء ابن نُجید، علامہ ابن نُجید کی خدمات......الخ، ص ۲۵۲)

{17} بعدِ وصال سخاوت کا پتا چلا

حضرت سیدنا امام زین العابدین رضی اللہ تعالٰی عنہ نے اپنی زندگی میں دو مرتبہ اپنا سارا مال راہِ خدا عزوجل میں خیرات کیا اور آپ کی سخاوت کا یہ عالم تھا کہ آپ بہت سے غرباء اہل مدینہ کے گھروں میں ایسے **پوشیدہ** طریقوں سے رقم بھیجا کرتے تھے کہ ان غرباء کو خبر ہی نہیں ہوتی تھی کہ **یہ رقم کہاں سے آتی ہے؟** مگر جب آپ کا وصال ہوگیا تو ان غریبوں کو پتا چلا کہ یہ حضرت امام زین العابدین رضی اللہ تعالٰی عنہ کی **سخاوت تھی**۔ (سیر اعلام النبلاء، ج ۵، ص ۳۳۶، ۳۳۷ دار الفکر بیروت)

{18} میں کس کے لئے دکھاوا کروں گا؟

جلیل القدر محدث حضرت سیدنا محمد بن عبد الرحمٰن علیہ رحمۃ الرحمٰن ایک مرتبہ کسی سے ملنے گئے۔ درمیان گفتگو میں اس نے آپ سے کہہ دیا: میرا خیال ہے کہ آپ کے اعمال میں کچھ **ریاکاری** اور **دِکھاوے** کی بو آتی ہے تو آپ نے فوراً زمین سے ایک

تنکا اٹھایا اور فرمایا کہ میں کس کو دکھانے کے لئے اعمال کروں گا؟ خدا کی قسم! تمام روئے زمین کے دُنیادار انسان میری نظر میں اس تنکے سے بھی زیادہ ذلیل ہیں۔

(سیر اعلام النبلاء، ج۷،ص ۱۱۰ دارالفکر بیروت)

(19) یہاں تعویذ نہیں بکتا

جناب سید ایوب علی صاحب کا بیان ہے کہ ایک صاحب نے بدایونی پیڑوں کی ایک کوری (یعنی بالکل نئی) ہانڈی پیش کی۔ حضور (یعنی اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے فرمایا: ''کیسے تکلیف فرمائی؟'' انہوں نے کہا کہ ''حضور کو سلام کرنے حاضر ہوا ہوں۔'' حضور جوابِ سلام فرما کر کچھ دیر خاموش رہے اور پھر دریافت کیا: ''کیا کوئی کام ہے؟'' انہوں نے عرض کیا'' کچھ نہیں حضور! محض مزاج پرسی کے لئے آیا تھا۔'' ارشاد فرمایا: ''عنایت، نوازش'' اور قدرے سکوت کے بعد حضور نے پھر بایں الفاظ مخاطب فرمایا: ''کچھ فرمایئے گا؟'' انہوں نے پھر نفی میں جواب دیا۔ اس کے بعد حضور نے وہ شیرینی مکان میں بھجوادی۔

اب وہ صاحب تھوڑی دیر کے بعد ایک تعویذ کی درخواست کرتے ہیں، ارشاد فرمایا کہ ''میں نے تو آپ سے تین بار دریافت کیا، مگر آپ نے کچھ نہ بتایا، اچھا تشریف رکھئے۔'' اور اپنے بھانجے علی احمد خاں صاحب مرحوم کے پاس سے تعویذ منگا کر (کہ یہ کام انہیں کے متعلق تھا) ان صاحب کو عطا فرمایا اور ساتھ ہی حاجی کفایت اللہ صاحب نے حضور کا اشارہ پاتے ہی مکان سے وہ مٹھائی کی ہانڈی منگوا کر سامنے رکھ دی، جسے حضور نے بایں الفاظ واپس فرمایا: ''اس ہانڈی کو ساتھ لیتے جایئے میرے

یہاں تعویذ بِکتا نہیں ہے۔'' انہوں نے بہت کچھ معذرت کی، مگر قبول نہ فرمایا۔ بالآخر وہ بے چارے اپنی شیرینی واپس لیتے گئے۔ (حیاتِ اعلیٰ حضرت، ج ا،ص ۱۷۱)

سبحان اللہ! اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شانِ تقویٰ پر قربان! اگرچہ وہ نذرانہ درحقیقت تعویذ کی اُجرت نہ تھا اور ہوتا بھی تو اس کی اجرت جائز ہے مگر آپ کے خُلوص نے ایک امرِ دینی سے ذاتی نفع کا حصول گوارا نہ کیا اور آپ نے وہ نذرانہ واپس لوٹا دیا۔

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صلَّی اللّٰہُ تعالیٰ علیٰ محمَّد

(20) میں علم نہیں بیچتا

جناب سید ایوب علی صاحب کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ حضور نے جہانگیر خان صاحب قادری رضوی ساکن محلّہ چھپی ٹولہ قلعہ سے فرمایا کہ ''مجھے ایک پیپا مٹی کے تیل کی ضرورت ہے۔'' کیونکہ وہ تیل فروخت کیا کرتے تھے۔ چنانچہ وہ ایک پیپا تیل لے کر حاضر ہوئے، حضور نے قیمت دریافت فرمائی، انہوں نے جو قیمت تھی اس کا اظہار بایں الفاظ فرمایا: ''ویسے تو اس کی قیمت یہ ہے مگر حضور کچھ کم کر کے اتنی دے دیں۔'' اس پر حضور نے فرمایا: ''مجھ سے وہی قیمت لیجئے جو سب سے لیتے ہیں۔'' انہوں نے عرض کیا: ''نہیں! حضور آپ میرے بزرگ ہیں، عالِم ہیں، آپ سے عام بِکری (یعنی قیمت) کے دام کیسے لے سکتا ہوں؟'' حضور نے فرمایا: ''میں علم نہیں بیچتا ہوں۔'' اور وہی عام بِکری کے دام خان صاحب کو دیئے۔ (حیاتِ اعلیٰ حضرت، موضوع خودداری، ج ا،ص ۱۷۲)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صلَّی اللّٰہُ تعالیٰ علیٰ محمَّد

(21) عقیدت نہیں بیچ سکتا

امیرِ اَہلسنّت دامت بَرَکاتُہُم العالیہ **دعوتِ اسلامی** کے اوائل میں جہاں سنتوں بھرا بیان فرمانے تشریف لے جاتے تو کوئی اسلامی بھائی عطریات وغیرہ کا بستہ لگا لیتے جو **امیرِ اَہلسنّت** دامت بَرَکاتُہُم العالیہ کی ملکیت میں تھا مگر ہر ایک کو معلوم نہ تھا۔ امامِ مسجد کو کسی طرح یہ معلوم ہو گیا یہ کسبِ حلال کے لئے کوشش کرتے ہیں کسی سے مانگ کر گھر نہیں چلاتے۔ جذبات میں آکر مائیک پر اعلان کر دیا کہ جو باہر عطریات وغیرہ کا بستہ ہے وہ **امیرِ اَہلسنّت** دامت بَرَکاتُہُم العالیہ کی ملکیت ہے۔ آپ کسبِ حلال کے لئے کوشش فرماتے ہیں کسی سے سوال نہیں کرتے۔ آپ کے مزاج مبارک پر یہ بات انتہائی گراں گزری کہ یہ لوگوں کو کیوں معلوم ہوا، اب لوگ شاید میری عقیدت میں سامان خریدیں۔ آپ نے بستے پر ہونے والی اس دن کی آمدنی خود اپنے استعمال میں نہ لائے بلکہ راہِ خدا عزوجل میں دے دی اور فرمایا کہ **''میں اپنی عقیدت نہیں بیچ سکتا۔''**

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صلَّی اللّٰہُ تعالٰی علٰی محمَّد

دُعا

یا اللہ عزوجل اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا واسطہ ہماری خالی جھولیوں کو دولتِ اخلاص سے بھر دے۔ امین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم

ماخذ و مراجع

(1)	قرآن مجید	کلام باری تعالیٰ	ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور
(2)	کَنْزُ الْاِیْمَان فِیْ تَرْجَمَۃِ الْقُرْاٰن	امام احمد رضا خان متوفّٰی ۱۳۴۰ھ	ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور
(3)	رُوْحُ الْبَیَان	علامہ اسماعیل حقی متوفّٰی ۱۱۳۷ھ	کوئٹہ
(4)	خَزائِنُ الْعِرفَان	مفتی محمد نعیم الدین مرادآبادی	ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور
(5)	نُورُ الْعِرفَان	مفتی احمد یار خان نعیمی	نعیمی کتب خانہ گجرات
(6)	صَحِیحُ الْبُخارِی	امام محمد بن اسماعیل بخاری متوفّٰی ۲۵۶ھ	دارالکتب العلمیہ بیروت
(7)	صَحِیحُ الْمُسلِم	امام مسلم بن حجاج نیشاپوری متوفّٰی ۲۶۱ھ	دار ابن حزم بیروت
(8)	جامِعُ تِرمَذِی	امام محمد بن عیسٰی الترمذی متوفّٰی ۲۷۹ھ	دارالفکر بیروت
(9)	سُنَنِ اَبِی دَاؤد	امام ابوداؤد سلیمان ابن اشعث متوفّٰی ۲۷۵ھ	داراحیاء التراث العربی
(10)	سُنَنِ اِبنِ مَاجَہ	امام محمد بن یزید القزوینی ابن ماجہ متوفّٰی ۲۷۳ھ	دارالفکر بیروت
(11)	سُنَنُ الدَّارقُطنِی	امام علی بن عمر دار قطنی متوفّٰی ۳۵۸ھ	مکتبہ نشر السنۃ پاکستان
(12)	اَلْمُعْجَمُ الْکَبِیر	حافظ سلیمان بن احمد طبرانی متوفّٰی ۳۶۰ھ	داراحیاء التراث العربی
(13)	اَلْمُعْجَمُ الْاَوْسَط	حافظ سلیمان بن احمد طبرانی متوفّٰی ۳۶۰ھ	داراحیاء التراث العربی
(14)	اَلْجَامِعُ الصَّغِیر	امام جلال الدین السیوطی متوفّٰی ۹۱۱ھ	دارالکتب العلمیہ بیروت
(15)	شُعَبُ الْاِیْمَان	امام احمد بن الحسین بیہقی متوفّٰی ۴۵۸ھ	دارالکتب العلمیہ بیروت
(16)	مِشْکَاۃُ الْمَصَابِیح	شیخ محمد بن عبداللہ خطیب التبریزی متوفّٰی ۷۴۱ھ	دارالکتب العلمیہ بیروت
(17)	کَنْزُ الْعُمَّال	علاء الدین علی متقی الھندی متوفّٰی ۹۷۵ھ	دارالکتب العلمیہ بیروت
(18)	فِردَوسُ الْاَخبَار	حافظ شیرویہ بن شہردار دیلمی متوفّٰی ۵۰۹ھ	دارالفکر بیروت
(19)	اَلْمُسْنَدُ لِلْاِمَامِ اَحْمَدِ بْنِ حَنْبَل	امام احمد بن حنبل متوفّٰی ۲۴۱ھ	دارالفکر بیروت
(20)	مُسْنَدِ اَبِی یَعْلَی الْمُوْصِلِی	ابویعلی احمد موصلی متوفّٰی ۳۰۷ھ	دارالکتب العلمیہ بیروت
(21)	اَلْمُسْتَدْرَک عَلَی الصَّحِیْحَین	امام محمد بن عبداللہ الحاکم متوفّٰی ۴۰۵ھ	دارالمعرفہ بیروت
(22)	مَجْمَعُ الزَّوَائِد	حافظ نور الدین علی بن ابوبکر ھیثمی متوفّٰی ۸۰۷ھ	دارالفکر بیروت
(23)	اَلتَّرْغِیْبُ وَالتَّرْھِیْبُ	امام زکی الدین عبدالعظیم المنذری متوفّٰی ۶۵۶ھ	دارالفکر بیروت
(24)	جَامِعُ الْاَحَادِیث	امام جلال الدین سیوطی شافعی متوفّٰی ۹۱۱ھ	دارالفکر بیروت
(25)	فَیْضُ الْقَدِیر	علامہ محمد عبدالرءوف المناوی متوفّٰی ۱۰۳۱ھ	دارالکتب العلمیہ بیروت
(26)	شَرْحُ السُّنَّۃ	محمد بن حسین بن مسعود بغوی متوفّٰی ۵۱۶ھ	دارالکتب العلمیہ بیروت
(27)	نُزْھَۃُ الْقَارِی	مفتی محمد شریف الحق امجدی	فرید بک اسٹال لاہور
(28)	اَشِعَّۃُ اللَّمْعَات	شیخ عبدالحق محدث دہلوی	کوئٹہ
(29)	مِرْاٰۃُ الْمَنَاجِیح	حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی	ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور
(30)	دُرِّمُخْتار	علامہ علاؤالدین حصکفی متوفّٰی ۱۰۸۸ھ	دارالمعرفۃ بیروت

(31)	رَدُّالْمُحتار	سید محمد امین ابن عابدین شامی متوفّٰی ۱۲۵۲ھ	دارالمعرفہ بیروت
(32)	فتاوی رضویہ	امام احمد رضا خان متوفّٰی ۱۳۴۰ھ	رضا فاونڈیشن لاہور
(33)	بہارِشریعت	مفتی محمد امجد علی اعظمی متوفّٰی ۱۳۶۷ھ	مکتبۃ المدینہ، مکتبہ رضویہ
(34)	تَنْبِیْهُ الْغَافِلِیْنَ	ابواللیث نصر بن محمد سمرقندی متوفّٰی ۳۷۲ھ	پشاور
(35)	حِلْیَةُ الْاَوْلِیَاء	امام الحافظ ابونعیم الاصفہانی متوفّٰی ۴۳۰ھ	دارالکتب العلمیہ بیروت
(36)	اَلرِّسَالَةُ الْقُشَیْرِیَّة	عبدالکریم بن ھوازن القشیری متوفّٰی ۴۶۵ھ	دارالکتب العلمیہ بیروت
(37)	اِحیَاءُ الْعُلُوم	امام محمد بن احمد الغزالی متوفّٰی ۵۰۵ھ	دارصادر بیروت
(38)	کیمیائے سعادت	امام محمد بن احمد الغزالی متوفّٰی ۵۰۵ھ	دارصادر بیروت
(39)	مُکَاشِفَةُ الْقُلُوب	امام محمد بن احمد الغزالی متوفّٰی ۵۰۵ھ	دارصادر بیروت
(40)	مِنْهَاجُ الْعَابِدِیْن	امام محمد بن احمد الغزالی متوفّٰی ۵۰۵ھ	دارصادر بیروت
(41)	تَذْکِرَةُ الْاَوْلِیَاء	شیخ فریدالدین عطار متوفّٰی ۶۰۶/۶۱۶ھ	انتشارات گنجینہ
(42)	رَوْضُ الْفَائِق	شیخ شعیب الحریفیش متوفّٰی ۸۱۰ھ	کوئٹہ
(43)	تنبیه المُغترین	عبدالوہاب بن احمد بن علی انصاری متوفّٰی ۹۷۳ھ	دارالکتب العلمیہ بیروت
(44)	اَلزَّوَاجِرُ عَنْ اِقْتِرَافِ الْکَبَائِر	ابوالعباس احمد بن محمد ہیتمی متوفّٰی ۹۷۴ھ	دارالفکر بیروت
(45)	اَلْحَدِیْقَةُ النَّدِیَّة	علامہ عبدالغنی نابلسی متوفّٰی ۱۱۴۳ھ	پشاور
(46)	اِتِّحَافُ السَّادَةِ الْمُتَّقِیْن	علامہ مرتضٰی الزبیدی متوفّٰی ۱۲۰۵ھ	دارالکتب العلمیہ بیروت
(47)	اَخلَاقُ الصَّالِحِیْن	علامہ ابو یوسف محمد شریف کوٹلوی	المدینۃ العلمیہ کراچی
(48)	تاریخ بغداد	امام ابوبکر احمد بن علی الخطیب البغدادی متوفّٰی ۴۶۳ھ	دارالکتب العلمیہ بیروت
(49)	اَلْیَوَاقِیْتُ وَالْجَوَاهِر	امام احمد بن علی الشعرانی متوفّٰی ۹۷۳ھ	دارالکتب العلمیہ بیروت
(50)	اَلْوَظِیْفَةُ الْکَرِیْمَه	امام احمد رضا خان متوفّٰی ۱۳۴۰ھ	ادارہ تحقیقات امام احمد رضا کراچی
(51)	عُیُوْنُ الْحِکَایَات	ابوالفرج عبدالرحمٰن بن علی الجوزی متوفّٰی ۵۹۷ھ	دارالکتب العلمیہ بیروت
(52)	ملفوظات	امام احمد رضا خان متوفّٰی ۱۳۴۰ھ	فرید بک اسٹال لاہور
(53)	حیاتِ اعلٰی حضرت	مولانا ظفرالدین متوفّٰی ۱۳۸۲ھ	مکتبہ رضویہ لاہور
(54)	حدائقِ بخشش	امام احمد رضا خان متوفّٰی ۱۳۴۰ھ	مکتبۃ المدینہ کراچی
(55)	شیطان کے چار گدھے	امیرِ اہلسنت علامہ مولانا محمد الیاس عطار قادری	مکتبۃ المدینہ کراچی
(56)	فیضانِ سنت	امیرِ اہلسنت علامہ مولانا محمد الیاس عطار قادری	مکتبۃ المدینہ کراچی

www.dawateislami.net
IT Majlis of Dawateislami

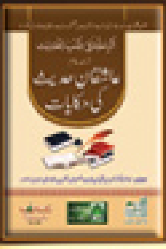

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ؕ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ؕ

سُنّت کی بہاریں

اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ تبلیغِ قراٰن و سنّت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک دعوتِ اسلامی کے مہکے مہکے مَدَنی ماحول میں بکثرت سنّتیں سیکھی اور سکھائی جاتی ہیں، ہر جمعرات مغرب کی نماز کے بعد آپ کے شہر میں ہونے والے دعوتِ اسلامی کے ہفتہ وار سنّتوں بھرے اجتماع میں ساری رات گزارنے کی مَدَنی التجا ہے، عاشقانِ رسول کے مَدَنی قافلوں میں سنّتوں کی تربیت کے لیے سفر اور روزانہ "فکرِ مدینہ" کے ذریعے مَدَنی اِنعامات کا رسالہ پُر کر کے اپنے یہاں کے ذمہ دار کو جمع کروانے کا معمول بنا لیجئے، اِنْ شَآءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ اس کی برکت سے پابندِ سنّت بننے، گناہوں سے نفرت کرنے اور ایمان کی حفاظت کے لیے کُڑھنے کا ذہن بنے گا۔

ہر اسلامی بھائی اپنا یہ ذہن بنائے کہ "مجھے اپنی اور ساری دنیا کے لوگوں کی اصلاح کی کوشش کرنی ہے۔" اِنْ شَآءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ اپنی اصلاح کے لیے "مَدَنی اِنعامات" پر عمل اور ساری دنیا کے لوگوں کی اصلاح کی کوشش کے لیے "مَدَنی قافلوں" میں سفر کرنا ہے۔ اِنْ شَآءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ

مکتبۃ المدینہ کی شاخیں

- کراچی: شہید مسجد، کھارادر۔ فون: 021-32203311
- لاہور: داتا دربار مارکیٹ، گنج بخش روڈ۔ فون: 042-37311679
- سردار آباد (فیصل آباد): امین پور بازار۔ فون: 041-2632625
- کشمیر: چوک شہیداں، میرپور۔ فون: 058274-37212
- حیدرآباد: فیضانِ مدینہ، آفندی ٹاؤن۔ فون: 022-2620122
- ملتان: نزد پیپل والی مسجد، اندرون بوہڑ گیٹ۔ فون: 061-4511192
- اوکاڑہ: کالج روڈ بالمقابل غوثیہ مسجد، نزد تحصیل کونسل ہال۔ فون: 044-2550767
- راولپنڈی: فضل داد پلازہ، کمیٹی چوک، اقبال روڈ۔ فون: 051-5553765
- پشاور: فیضانِ مدینہ، گلبرگ نمبر 1، النور اسٹریٹ، صدر۔
- خان پور: دُرانی چوک، نہر کنارہ۔ فون: 068-5571686
- نواب شاہ: چکرا بازار، نزد MCB۔ فون: 0244-4362145
- سکھر: فیضانِ مدینہ، بیراج روڈ۔ فون: 071-5619195
- گوجرانوالہ: فیضانِ مدینہ، شیخوپورہ موڑ، گوجرانوالہ۔ فون: 055-4225653
- گلزارِ طیبہ (سرگودھا): فیضانِ مدینہ کالج روڈ بالمقابل جامع مسجد۔ فون: 048-6007128

فیضانِ مدینہ، محلہ سوداگران، پرانی سبزی منڈی، باب المدینہ (کراچی)

فون: 021-34921389-93 Ext: 1284

Web: www.dawateislami.net / Email: ilmia@dawateislami.net